## المذہب المختار

بتائیدِ اقوالِ اہلِ بیتِ الاطہار

# مسلکِ اہلبیتِ اطہار

حکمِ تصنیف و تقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف


از قلم

خادم حضور محمد رفیق کیلانی

گولڈ میڈلسٹ، ایم اے

(عربی، اسلامیات)



شائع کردہ

دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ


CamScanner

CamScanner

# المذہب المختار

## بتائید اقوال اہل بیتِ اطہار

# مسلک اہلِ بیتِ اطہار

حکم تصنیف و تقدیم

حضرت پیر سیّد محمّد باقر علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف


از قلم

خادم حضور محمّد رفیق گیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے (عربی، اسلامیات)



ناشر: دارُ التبلیغ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

# کچھ اس ایڈیشن کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

الحمدللہ۔ یہ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ردشیعیت پر ایک گراں قدر کاوش ہے۔ جس میں اب (۱) مسلک اہل بیت اطہار (۲) شان پنجتن پاک (۳) حضرت امیر معاویہ کے حق میں اہل بیت رسول ﷺ کا فیصلہ (۴) حدیث قسطنطنیہ اور یزید لعین (۵) "تمام اولیاء اللہ کا حضرت امیر معاویہ کے متعلق عقیدہ" پر وقتاً فوقتاً چھپنے والے زیرِ دستخطی کے مضامین جو بعض اوقات مستقل کتب کی صورت میں کئی کئی ایڈیشن یکے بعد دیگرے چھپ چکے ہیں۔ اب اس مجلد میں یکجا کر دئیے گئے ہیں۔ اس مجلد کا مواد بالاستیعاب غوثِ زمانؒ عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ کی بارگاہ میں قبول ہونا میرے نزدیک اللہ کریم اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ قدس میں قبولیت کی واضح علامت ہے۔

آپ کی خصوصی نظرِ کرم کا فیضان یہ ہے کہ اس مجلد میں مواد کو پڑھ کر ملک کے دور دراز حصوں سے کثیر خطوط دربار شریف موصول ہوئے (جو بفضلہٖ تعالیٰ ہزاروں میں ہیں) جن میں شیعیت سے تائب ہونے والوں کی بھی ایک لمبی فہرست ہے۔ حضرت موصوف کے حکم سے ایک دفعہ پھر انتہائی خوبصورت جلد میں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور چراغ سے چراغ جلاتے جائیں یہی اس کا ہدیہ ہے۔ ہمارے ایک مخلص پیر بھائی جناب محمد افضل گکھڑ سے جو پیشے کے لحاظ سے استاد ہیں۔ اس ایڈیشن کے جملہ اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ کریم انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

مورخہ 15-10-2012 راقم الحروف ناچیز محمد رفیق کیلانی

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

# انتساب

میں حقیر پر تقصیر، اس تصنیف کا انتساب حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب،

حضور قیوم العصر، حضرت قبلہ عالم، حضرت الحاج **پیر سید محمد باقر علی**

**شاہ صاحب** بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے نام کرتا ہوں۔ کہ جن کے کرم نے دینی و

دنیاوی سعادتوں سے میرا دامن مراد بھر دیا۔ اور جنہوں نے اپنی نگاہ فیض اور

روحانی تصرف سے ردّ شیعیت ونجدیت میں پنتالیس کتب اپنے خدام علماء سے

تصنیف کروا کر وہ کام کیا کہ نگاہ شوق صدیوں جسکی منتظر رہتی اور جنکی سراپا نور

صورت وسیرت صداقت اسلام کی بیّن دلیل ہے

عہد فاروق از جمالش تازہ شد

حق ز حرف اُو بلند آوازہ شد

ہزاروں خدام کی دعا میں یا اللہ میری بھی یہ دعا قبول فرما۔

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے

مرشدی باقر علی، شیر خدا کا ساتھ ہو

(ناچیز محمد رفیق کیلانی خادم حضور)

CamScanner

# الاھداء

میں یہ تصنیف حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، حضرت سیدی ومولائی حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کے لختِ جگر و نور نظر، بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین، عالمی مبلغ اسلام، میرے علم دین کے اول و آخر استاد، سیدی وسندی، میرے قبلہ کعبہ، حضرت الحاج

**پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب** بخاری دامت برکاتہم

القدسیہ کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ محض اور محض آپ کے علم دین پڑھانے کی برکت سے ہے۔

وہ شمع بارگہِ خاندان مرتضوی
رہے گا مثل حرم جن کا آستاں مجھ کو
نفس سے جس کے کھلی مری آرزو کی کلی
بنایا جن کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو

(ناچیز خاکپائے کوچہء مرشد محمد رفیق کیلانی)

# تقدیم

(یہ تحریر پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، قُدوۃُ السالکین، زُبدۃُ العارفین، نقیبِ مسلکِ مجدد الف ثانی، پاسبانِ فیضانِ حضور اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری و حضور قبلۂ عالم حضور پیر کیلانی رحمۃُ اللہ علیہما نے خصوصی طور پر اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر اس کتاب کی ابتدا میں شائع کرنے کیلئے عطا فرمائی ہے یہ نورانی تحریر تمام مسلمین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کیلئے رہنمائی کا سبب ہے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ - وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ - اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدِ وَفُرۡقَانِہِ الۡحَمِیۡدِ - لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَقٰتَلُوۡا ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں

ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷، ع ۱۷، الحدید)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا اور فی سبیل اللہ جہاد کیا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ارشاد ربانی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے پہلے گروہ کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بلند اور بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کیلئے ایک عام اعلان فرمایا جسمیں پہلے پچھلے سب کے سب صحابہ رسول شامل ہیں۔ وہ اعلان ہے۔

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ ارشادِ خداوندی سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ کرام کے درجات اگرچہ ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح بعض بعض سے افضل ہیں۔ لیکن

جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ والے صحابی جنتی ہیں۔ اسی طرح کم درجہ والے صحابی بھی جنتی ہیں۔ جب تمام صحابہ کرام جنتی ہیں تو ایمان والوں کیلئے جنتیوں کا احترام کرنا اور ان سے محبت کرنا بھی لازم ہے اور جو آدمی جنتیوں پر طعن لعن۔ تبرا بازی کرے اور ان کو منافق غاصب ظالم کہے وہ بفرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ظالم اور لعنتی ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو آدمی کسی پاک طیب آدمی پر لعنت کرے۔ وہ لعنت لوٹ کر خود لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے ۔ جب صحابہ کرام بفرمان خدا تعالیٰ جنتی ہیں اور جنتی تو مستحقِ رحمت ہوتا ہے۔ نہ کہ مستحقِ لعنت اور جو کسی جنتی کو مومن نہ جانے وہ خود ایمان سے خالی ہے۔ لہٰذا جو آدمی صحابہ کرام کو لعنتی کہتا ہے وہ خود لعنتی ہے۔ اس حکم میں جس طرح خلفاءِ راشدین شامل ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی شامل ہیں۔ اس طرح حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمرو بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم بھی شامل ہیں۔ اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعتِ رفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے! شانِ صحابہ کا انکار یعنی بدعتِ رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم وکرم فرمادے تو اس کو آگاہی ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلۂ عالم حضور والد ماجد صاحبِ عرس رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بیلی نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی

حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہوگئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہوگیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔ رات کو جب نیند آئی تو عالمِ رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمتِ عالم، نورِ مجسم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تُو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں میں نے عرض کیا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے! پھر آپ نے فرمایا "تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟" میں نے عرض کیا غلطی ہوگئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اس دوران حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔ تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشدِ حقانی، حضرت قبلۂ شیرِ ربانی، سرکار اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا

ہے۔حضور قبلۂ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کرلوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کر لی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گذرگاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا بایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلۂ عالم شیر ربانی نے فرمایا۔ ”لالیا! سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے“ میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا

ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے لہٰذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمال با کمال سے نواز دینگے۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شرفِ زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلبِ منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اس طرح بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا۔ تب جا کر

کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی۔ آج اس کی معافی ہوگئی ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری راہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور پھر میرے توبہ واستغفار کے بعد بھی حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود تشریف لائے جو میرے لئے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہِ خدا جل وعلا اور بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں معافی کا خواستگار رہا۔

قارئین! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن حضرات کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے سیدنا علی المرتضیٰ، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی انہی میں شامل ہیں تو ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص آلِ رسول ،ازواجِ رسول اور اصحابِ رسول کو جنتی مان کر ان کی تعظیم نہ کرے اور ان سے محبتِ ایمانی نہ رکھے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا تو ایسے شخص کے ولی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ولی تو مومن ہی ہوسکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

"اے بھائی چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد

کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے ۔قطب الاقطاب کا سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے قطب مدار انہی کی حمایت ورعایت سے اپنے ضروری کام (امور) سرانجام دیتا ہے ۔حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامین کریمین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں

(مکتوباتِ حضرت امام ربانی دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ اقطاب وابدال تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے بنتے ہیں تو جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور مدد کا قائل ہی نہ ہو وہ ولی کیسے بن سکتا ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہُ السامی اپنے مکتوباتِ مقدسہ میں کئی مقامات پر ایک حدیث قدسی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ هُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والا آدمی بد بخت نہیں ہو سکتا یہ بات بالکل برحق ہے لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ اس بیٹھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اولیاء اللہ کے پاس عقیدت و محبت سے بیٹھے اور جو آدمی نکتہ چینی اور اعتراض کی نیت سے بیٹھے وہ اس میں شامل نہیں :۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حضور پرُنور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ ۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری طور پر دیکھا تو ابو جہل نے بھی تھا لیکن وہ کافر ہی

رہا کیونکہ اس نے محبت، عقیدت اور نورِ ایمانی سے سرکار کو نہ دیکھا تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ترجمہ'' اے محبوب! وہ آپ کی طرف نظر تو کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو دیکھتے نہیں ہیں'' کیونکہ اگر ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آ جاتے !ور جلوۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں کو نصیب ہو جاتا تو وہ آپ پر ایمان لے آتے ۔ بالکل اسی طرح اولیاء اللہ کے پاس صرف عقیدت اور محبت سے بیٹھنے والا ہی فیض حاصل کر سکتا ہے اور وہ یقیناً درج بالا حدیث قدسی کا مصداق ہوتا ہے اور کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کے سچے غلاموں کا ہمیشہ خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

الحمد للہ! آپ میرے اس مضمون کو بار بار غور سے پڑھیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ رافضیت اور خارجیت سے ہم اہل سنت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ۔اسی لئے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے بیک وقت شانِ صحابہ میں بھی اور حبِ اہلِ بیت پاک میں بھی کثیر کتب شائع کی گئیں ہیں

یہ تحریر اللہ کریم جل جلالہ کے کرم، اس کے حبیبِ پاک ، امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خصوصی نظرِ رحمت پاک اور سلسلۂ عالیہ کے تمام سائیوں و بزرگانِ دین کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے

ہے پڑھنے والا ہر آدمی اسے پڑھ کر اپنی آخرت سنوارے گا۔ ہمارا مقصود بھی اس سے صرف یہی ہے کہ تبلیغِ اسلام ہو اور وہ بھی بالخصوص عقائدِ حقہ کی تبلیغ۔ عزیز! سوچنا چاہیے کہ اگر پیارے آقا حضور پرنور نبی کریم ﷺ کے متعلق، آپ کے ازواجِ مطہرات کے متعلق کہ خدا تعالیٰ نے جنہیں مومنوں کی مائیں ارشاد فرمایا ہے، حضور ﷺ کی چار شہزادیوں کے متعلق چار شہزادیاں ہونے کا عقیدہ، حضور ﷺ کے سسرال، آپ ﷺ کے پیارے صحابہ اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک اور آل پاک (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق ہی تمہارا عقیدہ درست نہ ہو تو کیا پھر بھی امید رکھ سکتے ہو کہ روزِ قیامت حضور پُرنور نبی کریم ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی؟ ہرگز نہیں! برخوردار! روزانہ زندگی کا سفر طے ہو رہا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے سفر کا ایک میل فاصلہ روزانہ طے کر رہے ہیں بالآخر ہمیں اللہ پاک کی اور اس کے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک روز پیش ہونا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ ذرا ہوش کریں! صریح آیاتِ قرآنی کا انکار کون سی نفع کی بات ہے؟

اللہ تعالیٰ صدقہ حضور نبی کریم ﷺ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

السید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی کیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

# دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد:

قرآن مجید میں امتِ مسلمہ کو خیرِ امت یعنی تمام امتوں سے بہتر امت فرمایا گیا، کیوں؟ اس لئے کہ تبلیغِ اسلام کا منصب وذمہ داری ان کے سپرد کردی گئی، فرمایا:

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (۳: ۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی (بھلائی) کیلئے نکالی گئی ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔''

ہمارے آقا ومولا حضور سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم ہوا۔ حضور سید عالم ﷺ نے امت کی یہ ڈیوٹی لگائی۔

بلغوا عنی ولو ایۃ (الحدیث)

اگرچہ ایک آیت ہی ہو مجھ سے آگے پہنچاؤ۔

چونکہ مقصودِ ربانی یہ تھا کہ یہ ابدی ہدایت بعد میں آنے والے ہر زمانے کیلئے جاری وساری ہو پس اللہ کریم نے جو ہدایت اور شریعت حضور پرنور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ پر نازل فرمائی اسے حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہ پاک تک پہنچادیا۔ صحابہ پاک نے ان معانی کو جو حضور اقدس ﷺ نے اپنے الفاظ سے مراد لئے تھے ان کو سمجھ لیا اور انہوں نے وہ تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں، تابعین نے بھی ان کی مراد کو سمجھ کر اس کو تبع تابعین تک پہنچایا، تبع تابعین سے لے کر آج تک ہر دور میں محبوبانِ خدا، آئمہ دین، محدثین عظامؒ، مفسرین، فقہاء، اولیاء اللہ، مجددین اور علمائے اسلام تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی اخروی بھلائی جیسے عظیم مشن پر کمربستہ ہیں۔ لہٰذا جو کوئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے یا ان کا منکر ہے درحقیقت وہ اسلام کا حقیقی دشمن ہے اور اسلام کی عمارت کو بنیادوں سے ہی منہدم کرنا چاہتا ہے۔ خاص طور پر جب مختلف فتنے پیدا ہوجائیں تو تبلیغِ دین کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ''فتنوں کے ظہور کے وقت جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اور تبلیغِ اسلام کے لئے اپنی توانائیاں صرف نہ کرے تو قرآن وحدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کی رُو سے نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔''

آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب بھی اسی عظیم تبلیغی مشن کی ایک کڑی ہے، جو حضور قیوم العالم قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری، نقشبندی، مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر تصنیف کی گئی ہے جنہوں نے اپنی نگاہِ فیض سے اب تک اپنے خدام علماء سے ردِ شیعیت، نجدیت پر پچاس کتب تصنیف کروا کر رہتی دنیا تک وہ عظیم تبلیغی فریضہ سرانجام دیا ہے کہ جس کے لئے شاید نگاہِ شوق ابھی کئی صدیوں تک منتظر رہتی۔ زیر نظر تصنیف حضور قبلہ کے اس خیال مبارک کی تکمیل ہے کہ حضور موصوف کے حکم سے مذہب شیعہ پر انتہائی مدلل اور اس موضوع پر انسائیکلو پیڈیا اور اتھارٹی قرار پانے والی سترہ جلدیں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے تصنیف فرمائیں۔ یہ ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے جو بلاشبہ دربارِ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی نگاہِ فیض کا نتیجہ ہے۔ یہ عظیم اور بحرِ بیکراں علمی مواد ہے جسے عوام تو کجا تمام علماء بھی مکمل طور پر پڑھنے سے شاید عاری ہوں، ہزارہا صفحات پر یہ علمی ذخیرہ بکھرا پڑا ہے میرے آقائی و مولائی حضور قبلہ اکثر یہ خیال فرماتے کہ اس کا خلاصہ تیار ہو جائے۔ الحمدللہ! یہ کتاب اس سلسلے کی کاوش ہے جس میں محض خلاصہ کی بجائے مقصدِ حقیقی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کے تمام اہم مختلف فیہ مسائل کو اس انداز سے سلجھایا جائے کہ مناظرین اسے پڑھیں تو انہیں یہ دلائل دیگر کتب سے بے نیاز کر دیں۔ خطیب حضرات کو سلیس اور عام فہم انداز میں دلیل کی قوت فراہم کریں۔ تحقیقی اور تاریخی نقطہ نظر سے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے بھی اس موضوع سے انصاف کی ادائیگی کی گواہی دیں اور ایک عام فہم قاری بھی اگر تلاش حق کیلئے اسے اٹھائے تو اس کا دل مصنف کی پُر درد اور بے لاگ تحقیق سے متاثر ہو کر وہ مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے جو مسلک اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اس لئے اس کتاب کا نام ''المذہب المختار بتائید اقوال اہل بیت الاطہار'' یعنی ''مسلکِ اہل بیت اطہار'' رکھا گیا ہے جس میں دس ابواب ہیں جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

**باب اول:** افضل البشر بعد از انبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتائید قرآن وحدیث واجماعِ امت واقوال حضرت علی۔

اس باب میں دو فصل ہیں پہلی میں افضلیت صدیقی پر دلائل ہیں اور تفضیلیہ کا رد ہے۔ دوسری فصل میں اہل تشیع کے بنیادی عقیدہ خلافت بلافصل کی تردید میں اکیس دلائل خود معتبر ترین

کتب شیعہ سے ہیں۔

**باب دوم:** باغِ فدک پر شیخین کی تائید حضرت علی اور دیگر آئمہ اہل بیت سے۔

ہر صاحب انصاف قارئی پڑھ کر بفضلہ تعالیٰ مسلک اہل سنت کی صداقت کی گواہی دے گا۔

**باب سوم:** خلفاء ثلاثہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی نسبی تعلقات اس باب میں بالخصوص ۲۵ کتب شیعہ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامادِ علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے چار بنات رسول ﷺ کا ثبوت پیش کر کے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دامادِ مصطفےٰ ﷺ ہونے کی حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکار کی گئی ہے۔

**باب چھارم:** ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت ﷺ کا فیصلہ''

چونکہ روافض وشیعیت کی بنیاد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی سے شروع ہوتی ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر محبّ اہل بیت حضرات حسنین کریمین کا ان کے حق میں بیعت کا فیصلہ تسلیم کرے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ امیر معاویہ پر تادمِ آخر بیس سال تک قائم رہے۔

**باب پنجم:** مروجہ ماتم اور اس کا رد، اکیس عدد آئمہ کے فرامین سے۔

**باب ششم:** ''ڈرو اس وقت سے جو آنے والا ہے''یعنی وہ کفریات جنہیں خود اہل تشیع بھی پڑھ کر لرز جائیں لیکن انہوں نے کبھی غور نہیں کیا۔

دیگر ابواب تعزیہ نکالنا، کڑے پہننا اور گھوڑا نکالنا جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں جو اہل تشیع کے موجودہ دور کے شعار اور نشانیاں ہیں۔ان مسائل پر اہل بیت کے فیصلے پیش کیے گئے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہِ اقدس میں التجا ہے کہ یہ کتاب ذریعۂ ہدایت بنائے اور پڑھنے سننے والے اسے دل و دماغ میں جگہ دیں۔اس کتاب سے شیعیت کو بذریعہ دلیل روکنے کے جذبے سے بھرپور علماء و خطباء کو مفت دینے کے عزم کے ساتھ میرے سیدی و مولائی حضرت صاحب خالصتاً ذاتی خرچ سے چھپوا رہے ہیں۔

اللہ کریم آپ کا سایہ ہما پایہ تا ابد ہمارے سروں پر قائم رکھے اور دنیا و آخرت میں آپ کی سنگت نصیب ہو۔آمین ثم آمین

از قلم خاکپائے کوچہ مرشد
محمد رفیق کیلانی خادمِ حضور

CS CamScanner

## باب اول

# حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کی خلافتِ بلافصل نیز حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی بیعت کے حق میں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

## ☆﴿فصلِ اول﴾☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ: وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

قارئین محترم! شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلفاءِ برحق مانتا ہے لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان سب سے افضل جانتا ہے۔ یہ تفضیلیہ ہیں۔ مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟ حضور سیدنا امام ربانی، حضور مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے نورانی الفاظ مبارکہ میں مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ملاحظہ ہو:۔

''بالجملہ افضلیتِ شیخین یقینی است۔۔۔ منکرِ افضلیت شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم

ومبتدع وضال دانیم " ترجمہ: الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے۔ شیخین کی فضیلت کے منکر کو کفر کا حکم ہم نہیں کرتے البتہ ہم اسے بدعتی اور گمراہ ضرور جانتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۰ مکتوب ۲۶۶)

۲۔ وآنکہ ہمہ را برابر داند وفضل یکے بر دیگرے فضولی انگارد بوالفضول است عجب بوالفضول کہ اجماع اہل حق را فضولی داند ترجمہ: اور جو شخص سب صحابہ کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا فضول سمجھے وہ خود ابوالفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجب ابوالفضول ہے کہ جو تمام اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۶ ص ۱۳۱)

لہٰذا تفضیلیہ کا کل صحابہ اور امت کے متفقہ عقیدہ سے ہٹ جانا اور بدعت فی العقیدہ کا مرتکب ہو جانا اور گمراہ ہونا ایک طے شدہ امر ہے۔ اس زیرِ مطالعہ باب میں قرآن وسنت واجماع صحابہ اور ان تینوں مصادر کے جملہ حوالہ جات کی تشریح وتعبیر خود کتب شیعہ اور آئمہ اہل بیت پاک کے فرامین سے پیش کر کے بالخصوص مجمع صحابہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ضمناً حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی روزِ روشن کی طرح اجاگر کی گئی ہے جو انشاء اللہ اہل حق کے قلب وجاں کیلئے نور، مذبذبین کیلئے دلیل اور منکرین کیلئے حجت ثابت ہوگی اور بفضلہٖ تعالیٰ پڑھنے کے بعد آپ میرے اس دعویٰ کی تائید فرمائیں گے۔ اہل شیعہ کا دوسرا گروہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق بھی نہیں مانتا۔ ان کا رد اسی باب کی دوسری فصل میں تفصیل سے کر دیا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو ڈنکے کی چوٹ پر تسلیم کر کے آپ کی بیعت فرمائی اوران کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اوران کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت فرمائی۔ آمدم برسر مطلب!

قارئین حضرات: اس درج بالا آیت کریمہ میں صریحاً دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔(1) یہ کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ میں شامل ہیں اور (2) اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ کے الفاظ مبارکہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شرفِ صحابیت کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قرآن مجید کا جز بنا دیا گیا لہٰذا جو آپ کے شرفِ صحابیت کا منکر ہوگا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا آپ کا اسلام میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کے بعد ثانی ہونا اور آپ کا شرفِ صحابیت نصِ قطعی سے ثابت ہے جس پر مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔

پھر یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام نفسِ صحابیت میں برابر ہیں لیکن انکے درجات میں فرق ہے۔ خود قرآن مجید درجاتِ صحابہ بیان کرتا ہے یہ اس لئے بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کسی ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی افضل ترین ہستیوں میں درجہ بندی کیونکر ممکن ہے یا کیسے کی جا سکتی ہے؟ اہل سنت و جماعت کے نزدیک احکام کا ماخذ سب سے پہلے قرآن مجید، اس کے بعد صاحبِ قرآن حضور پُرنور نبی کریم رؤوف ورحیم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فیصلہ اور اس کے بعد تیسرا درجہ اجماعِ صحابہ و اجماعِ امت کا ہے۔ فضائل و مراتبِ صحابہ میں اولین درجہ بندی خود قرآن مجید نے فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سورۃ الحدید کی آیت مبارکہ: فرمایا

"لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى : (پ ۲۷ ع ۱۷ سورۃ الحدید)

ترجمہ "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں لَا يَسْتَوِي نصِ قطعی ہے اور مِنْكُمْ سے تمام صحابہ مراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر چہ تمام صحابہ اولین وآخرین جنتی ہیں لیکن لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ کے الفاظ مبارکہ سے یہ وہم ختم ہو گیا کہ وہ سب برابر ہیں۔ یہ الفاظِ قرآن ہیں اور انکارِ قرآن مجید کفر ہے۔

جیسا کہ یہاں واضح طور پر فرمایا گیا کہ فتح مکہ سے پہلے جہاد اور انفاق کرنے والے فتح مکہ کے بعد جہاد اور انفاق کرنے والوں سے افضل ہیں۔ پھر فتح مکہ سے قبل جہاد اور انفاق کرنے والوں میں بھی درجات ہیں اور ان سب صحابہ میں بھی ایمان، انفاق اور جہاد میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ اول ہیں لہٰذا تمام صحابہ میں سے بھی افضل قرار مانئے۔

پس اس آیت مبارکہ کا شان نزول اور شرح میں صدر الافاضل حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے درج

کرنا چاہوں گا۔ یہ تفسیری حاشیہ اہل سنت کے جملہ اسلاف متقد مین مفسرین کی ترجمانی میں خلاصۃ التفاسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ حضرت صدر الافاضل کے الفاظ: آپ فرماتے ہیں۔

''یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے اور پہلی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم ﷺ کی حمایت کی اور اس حمایت میں جانی مشقتوں سے شرف جہاد حاصل کیا

اہل شیعہ بھی آپکے اولِ اسلام ہونے کا واشگاف الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔ ''اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَۃَ اَبَابَکْرٍ ترجمہ: بے شک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے''

قرآن مجید سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ''ثانی اثنین میں شامل ہونے'' ''حضور سید عالم ﷺ کا صحابی ہونے'' کے بعد آپکے تقویٰ کا ذکر بالخصوص قرآن مجید نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے تقویٰ کے ساتھ کیا۔ فرمایا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ زمر) ترجمہ: ''اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی وہ متقی ہیں''

چونکہ مخالف پر خود اس کی کتب حجت ہوتی ہیں لہٰذا اس ارشادِ خداوندی کی تفسیر خود اہلِ شیعہ کی تفسیر کے امام ابوعلی فضل بن حسن طبرسی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَصَدَّقَ بِهٖ اَیْ اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جز نمبر ۵ ص ۴۵ مطبوعہ تہران) ترجمہ: ''اور جو سچ لے کر آیا یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ ہستیاں متقی ہیں''۔

آپکا تقویٰ نص قطعی سے ثابت ہو گیا۔ اہل سنت متقدمین کی تفاسیر کے خلاصۃ التفاسیر کے طور پر حضرت صدر الافاضل کی تفسیر خزائن العرفان کے ساتھ اس وقت اہلِ شیعہ کی تفسیر مجمع البیان جلد پنجم پ ۳۰ سورہ لیل ص ۵۰۲ میرے سامنے ہے جہاں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی....وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰی کے متعلق واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ نَزَلَتْ فِیْ اَبَا بَکْرٍ: یعنی یہ آیات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔

اب فریقین کی تفاسیر کے مطابق قرآن مجید کی عبارت النص سے آپکا اتقیٰ یعنی سب سے بڑا متقی ہونا ثابت ہو گیا۔ یہاں نصِ قطعی سے آپ کے حق میں اتقیٰ فرمانا اور دوسرے مقام پر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے بڑھ کر عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے) کو معیارِ تکریم قرار دے کر مجمعِ صحابہ میں آپکی بزرگی وفضیلت قرآن مجید نے جمیع صحابہ کرام پر مسلم فرما دی۔

بلکہ کمال ہے اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام علامہ طبرسی کے مطابق اللہ کریم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں ''اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ (سورہ نور آیت نمبر ۲۲) ترجمہ: ''یعنی اے صحابہ تم میں سے صاحبِ فضیلت'' کے الفاظ نازل فرما

کر مجمعِ صحابہ میں سے خصوصیت کے ساتھ آپکو تاجِ فضیلت بخشا (تفسیر مجمع البیان جز ۷ جلد چہارم ص ۱۳۴)

قارئین محترم! یہ فضیلت منجانب اللہ ہے جسے عطا ہو جائے اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ کی سب سے بہتر اور عملی تفسیر خود حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم سید عالم ﷺ نے کی۔ تمام صحابہ میں افضل امت ہونے کا فیصلہ آپ نے خود فرمایا اور بحمدہٖ تعالیٰ اہل سنت و جماعت تو کجا! خود کتبِ شیعہ کو بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا کہ امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین جانِ رحمت اور والیِ امت ﷺ نے خود اپنی ظاہری زندگی مبارکہ میں کل صحابہ کے مجمع میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلائے امامت پر کھڑا فرمایا۔

اہل شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اسکی شرح الدرۃ النجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔

فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْمَرَضُ اَمَرَ اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

یہی مصنف آگے لکھتا ہے:۔

وَالصَّحِيْحُ عِنْدِيْ وَهُوَ الْاَكْثَرُ وَ الْمَشْهُوْرُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ صَلّٰى بِالنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ مَاتَ

ترجمہ: میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی حقیقت اکثر و مشہور ہے کہ بے شک

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بھی دو دن تک تمام نمازیں پڑھائیں اور پھر حضور سید عالم ﷺ کا وصال ہوا۔ (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران)

کون ان اہل شیعہ کو سمجھائے کہ جو اپنے فرضی تصورات میں افضل البشر بعد از انبیاء حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں؟ اور اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کر دیتے ہیں کاش یہ دیکھا ہوتا کہ پوری امت میں سے افضل قرار دے کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام المتقین نائبِ مصطفیٰ اور مقتدائے مرتضیٰ کس ہستی نے انہیں بنایا اگر امامتِ نماز فضیلت کا معیار نہیں تو معراج کی رات خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو امام الانبیاء والمرسلین بنا کر خود کیوں امامتِ نماز کو فضیلت کا معیار بنایا؟ اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کو مسلم فرما دیا۔

میرے عزیز! مسجد اقصیٰ میں جس طرح تمام انبیاء کا امام بنا کر خود خدا نے اپنے محبوب کی فضیلت کا تمام انبیاء میں اعلان فرمایا بالکل اسی طرح خود محبوبِ خدا ﷺ نے مسجدِ نبوی شریف میں تمام صحابہ کا امام بنا کر حضور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تمام صحابہ میں اعلان فرما دیا۔ لہٰذا مجلسِ انبیاء میں نہ فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ میں کوئی شک رہا اور نہ مجلسِ صحابہ میں فضیلتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں کوئی شبہ رہا۔

جب مقتدا مقتدی سے افضل ہے تو میں اہلِ شیعہ سے درمندانہ گزارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا شیر خدا شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اپنی ظاہر حیاتِ طیبہ میں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی نمازیں ادا

فرماتے رہے۔ تفسیر قمی دیکھیں جہاں واضح الفاظ ہیں۔

"ثُمَّ قَامَ وَ تَهَيَّأَ لِلصَّلوٰةِ وَ حَضَرَ الْمَسْجِدَ وَ صَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ

ترجمہ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی (تفسیر قمی صفحہ ۵۰۳)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت و جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو فضیلت دیتے ہیں یہ اپنے طور پر نہیں بلکہ قرآن مجید میں درج آپکی فضیلت کی وجہ سے ہے اور حضور پرنور نبی کریم ﷺ کا اپنی ظاہری حیات طیبہ میں انہیں اپنے مصلائے امامت پر کھڑا کرنے کی وجہ سے اور سیدنا مولائے کائنات حضرت شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آپکے پیچھے مع جملہ صحابہ کرام مقتدی بننے کی وجہ سے آپکی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر مستزاد حضور مولا مشکل کشا کا اپنا فیصلہ وہ ہے جو آپ نے اپنے لختِ جگر حضرت سیدنا محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ان کا سوال اور آپکا جواب جو اہلسنت کی کتب صحاح و تاریخ میں تواتر سے ثابت ہے بلفظہٖ درج ہے عرض کیا: اَىُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِىِّ ﷺ؟ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ عُمَرُ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۸) ترجمہ: حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا نبی پاک ﷺ کے بعد کون امت میں افضل ہیں؟ حضرت علی نے جواب دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ۔" آپکا یہ فرمان

بخاری شریف کے علاوہ ابوداؤد شریف جلد۲ ص ۲۸۸، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۱۵ اور ص ۱۲۸ پر مختلف چار سندوں کے ساتھ۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ ص ۸۸۷ کنز العمال جلد۶ ص ۲۳۶، ص ۳۶۹، حلیۃ الاولیاء از ابونعیم جلد اول ص ۱۹۹، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۵۶ الاعتقاد علی مذہب السلف از امام بیہقی ص ۱۹۱۔ اخبار اصفہان جلد اول ص ۳۳۵۔ جلد دوم ص ۱۸۲، ص ۲۶۶، موضع اوہام الجمع والتفریق از خطیب بغدادی جلد اول ص ۴۳۹ اور تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی جلد۳ ص ۳۰۱ پر موجود ہے۔

ہم سچے غلامانِ علی ہیں۔ ہم آپکا فرمان اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا خلفاءِ ثلاثہ کی عملاً بیعت کرنا اور انکے ساتھ مشیرِ اعلیٰ اور قاضی القضاۃ کے عہدوں پر فائز رہنا اور خلفاءِ راشدین کے ساتھ ان کے ادوار میں فتوحاتِ اسلام میں پیش پیش رہنا پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے فضیلتِ شیخین کا قول آپ سے تواتر سے ثابت ہے جسے حضور سیدنا امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب شریف ۲۶۶ ص نمبر ۲۹ پر، حضرت امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا ص ۳۱ پر فصل الصحابہ میں اور صاحب البدایہ والنہایہ نے جلد ۸ ص ۱۳ پر قَدْ ثَبَتَ عَنْہُ بِالتَّوَاتُرِ کے الفاظ سے درج کیا ہے۔

میں شیخین طاہرین کے بارے میں حضور حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دوار شادات خود معتبر کتبِ شیعہ سے پیش کرنا چاہوں گا۔ (۱) ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ: فرمایا وہ دونوں (ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور مصنف امام تھے دونوں پوری زندگی حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا۔ روز قیامت ان دونوں ہستیوں

پر اللہ کی رحمت ہو (احقاق الحق ص ۷) (۲) حضور مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے شیخین کے بارے ارشاد فرمایا " وَلَعَمْرِي إِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعَظِيمٌ وَ أَنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجَرْحٌ فِي الْإِسْلَامِ شَدِيدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَجَزَاهُمَا بِأَحْسَنِ مَا عَمِلَا"

ترجمہ: فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم! بے شک ان دونوں ہستیوں کا اسلام میں بہت ہی عظیم مقام ہے اور ان کے وصال سے اسلام پر بہت ہی سخت مصائب کا دور آیا اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے اور انکے اعمال کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (ابن میثم شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۴۶۳) حضرت علی حق ہیں تو فضائلِ شیخین جو آپکے فرامین سے ثابت ہیں وہ بھی حق ہیں۔

حضرات گرامی! افضلیتِ شیخین پر بہت بڑی دلیل ظاہر وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد کل صحابہ کا اجماعی طور پر یکے بعد دیگرے انکی بیعت کرنا ہے۔ اہل سنت کے ہاں تو لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ کی حدیث صحیحہ موجود ہے ہی، خود اہل شیعہ کے متقدمین میں سے انکے سرتاج شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری خصال شیخ صدوق میں اور متاخرین میں سے انکے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی متوفی 1111 ہجری "حیات القلوب" میں اس حدیث اور اصول کو اہلِ شیعہ کے ہاں بھی مسلم مانتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

وہ لکھتے ہیں: سیز دہم آن است کہ خدا ایشاں از گرسنگی نمی کشد و ایشاں را بر گمراہی جمع نہ کند ترجمہ: حضور ﷺ کی امت کی تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اسے بھوک سے نہیں مارے گا اور انہیں گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا۔ (خصال شیخ صدوق با ترجمہ وشرح فارسی جلد نمبر 1 ص ۱۱۱؛ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۹ مطبوعہ نولکشور بالفاظ مختلفہ)

قارئین! چونکہ میرا مقصد محض حق بیان کرنا ہے اور اس سے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول اعظم شفیع معظم ﷺ کی رضا وخوشنودی مقصود ہے اور راہِ حق سے بھٹکنے والوں کو اس راہ پر لانا مقصود ہے جس راہ پر حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تھے لہٰذا وہ اہل شیعہ جو کہا کرتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا انتخاب مجلسِ مشاورت کے ذریعہ ہوا نہ کہ خدا اور اسکے رسول ﷺ کا یہ انتخاب تھا۔ لہٰذا وہ برحق نہ تھے ان کیلئے گزارش ہے کہ آئیں یہ فیصلہ خود حضور باب العلم شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب مولائے کائنات حضور سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں اور وہ بھی نہج البلاغہ جیسی مسلمہ کتاب سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ لِلّٰهِ رِضًی

ترجمہ: بے شک شوریٰ، مہاجرین اور انصار کے ہی شایان شان ہے۔ پس یہ دونوں گروہ جس کو متفقہ طور پر اپنا امام وخلیفہ بنانا منظور کرلیں تو وہ امام وخلیفہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوگا۔ (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت ص ۳۶۷، مکتوب نمبر ۶)

چونکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطور خلیفہ بھی مہاجرین وانصار کی مجلس شوریٰ کے ذریعے ہوا لہٰذا آپ اپنے اس مکتوب میں اپنے خلیفہ برحق ہونے پر فیصلہ صحابہ کو بطور دلیل پیش کررہے ہیں اور آپ کا یہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

طرف ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔آپ کے اس فرمان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے خلیفہ برحق ہونے کیلئے اس کا اللہ کی طرف سے منتخب ہونا کوئی شرط نہیں بلکہ مہاجرین و انصار کا باہم مشورہ سے انتخاب ہی دراصل اللہ کا انتخاب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضیً کے مطابق خلیفہ کا اس طرح منتخب ہونا اللہ جل جلالہ کی رضا کی دلیل ہے کن نفوسِ قدسیہ کا مشورہ؟ وہی صحابہ کہ شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ ''کہ اے محبوب ان صحابہ سے مشورہ فرمالیا کریں'' کی نصِ قطعی جنکے مشورہ کی فضیلت پر قیامت تک قرآن مجید میں تلاوت کی جاتی رہے گی۔اب تو خلفاء ثلاثہ کے طریق انتخاب اور انکی خلافت پر خود فرمان حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی شبہ باقی نہ رہا۔وسیع الذہن اور صاف دل ہو کر آپکے یہ فرمان پڑھیں انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی۔

اے بھائیو! کھلے ذہن سے سوچو کہ خلفاء راشدین کے زریں دور میں چھم چھم برستی ہوئی اللہ کی رحمت و برکت اور شب وروز کی بے مثال فتوحات اسلامیہ پر آج تک عالم کفر تو انگشت بدنداں ہو کر خلفاء راشدین کی علوِ مرتبت وفضیلت بیان کرنے پر مجبور ہو اور تم دعویٰ اسلام کے باوجود آج تک برحق خلفاء راشدین کی تیس سالہ خلافت جیسی حقیقت کو جھٹلا رہے ہو!!! جو کہ تاریخ کا حصہ بن چکا۔ہر اپنا بیگانہ، مسلم اور غیر مسلم ،کافر اور مومن جانتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد خلافتِ بلا فصل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ کی تھی انکے بعد برحق خلافت ساڑھے دس سال حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ،چار سال نو ماہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اس طرح یہ تیس سالہ دورِ خلافت واپس لانا تو کسی شیعہ کے بس کی بات نہیں چاہے اس کیلئے لاکھ جتن کرے اگر کچھ حاصل ہوگا تو صرف دنیا و آخرت میں بدنصیبی و روسیاہی! کیا فائدہ؟

اب میں خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے خلیفہ بلافصل ہونے سے انکار پر مبنی تیئیس (۲۳) حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اور اسکے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق کی خلافتِ حقہ کا فیصلہ خود اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے عرشِ معلیٰ پر فرمایا اور زمین پر مخبر صادق رحمت عالم شفیع معظم حضور سید عالم ﷺ نے خود اس کا اعلان فرمایا یہ حوالہ بھی خود معتبر ترین کتب شیعہ سے ہے اگر کوئی شیعہ حوالہ غلط ثابت کرے تو منہ مانگا انعام پائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکے گا کیونکہ قادر مطلق کو یہی منظور ہے کہ میرے محبوب مکرم نور مجسم ﷺ کے ساتھ گنبد خضریٰ میں قیامت تک جلوہ فرما رہنے والے ان دونوں حضراتِ بے مثال کی عظمت و شان کے ڈنکے بھی بے مثال طریقے سے بجیں اور اس کا اہتمام خود کتب شیعہ میں اس انداز سے کر دیا گیا کہ ان میں سے بھی کوئی انصاف پسند پڑھ کر یا کسی اہل سنت عالم دین سے سن کر دولت ایمان سے خالی نہ رہے گا اور پڑھ کر مسلک اہل سنت و جماعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔

لیجئے! یہ تفسیر صافی ص ۷۱۶ مطبوعہ تہران طبع جدید اور تفسیر قمی ص ۶۸۷ مطبوعہ ایران طبع قدیم ہے۔ پ ۲۸ سورہ تحریم کی آیت مبارکہ ہے وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جب نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی

بیوی سے ایک راز کی بات کی''۔ ان تفاسیر کے متعلقہ مقامات پر صاف لکھا ہے کہ حضور پر نور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ بنت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راز کی بات یہ کی:

فَقَالَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخَلَافَةَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَهٗ اَبُوْکِ فَقَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

ترجمہ: (راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے) آپ نے فرمایا میرے بعد بے شک ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرے ابا جان اس منصب پر فائز ہوں گے اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور! یہ خبر آپ کو کس نے دی ہے؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ نے یہ خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی مصنفہ محمد بن مرتضیٰ المعروف علامہ فیض کاشانی ص۷۱۶ مطبوعہ تہران جدید، تفسیر قمی مصنفہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی مطبوعہ ایران طبع قدیم ص ۶۸۷)

اے اہل شیعہ! یہ حوالہ جاگتی آنکھوں سے پڑھیں: خود تمہاری کتب میں موجود ہے۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں بے شک ہدایت فقط اسی کے کرم سے ہے یہ حوالہ اپنی وضاحت آپ ہے اس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ دیگر شیعہ تفاسیر میں سے تفسیر منہاج الصادقین میں بھی ایسے ہی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا

"بعد من ابو بکر وپدر تو مالک ایں امت شوند وپا دشاهی

کنند و بعد از ایشاں عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین جلد۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد تمہارے والد گرامی حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوں گے۔

کیا حضور اکرم ﷺ کے الفاظ کہ بعد من ابو بکر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلیل قطعی نہیں؟ اب تفسیر مجمع البیان سے بھی سورہ تحریم کا یہی مقام ملاحظہ فرمائیں واضح الفاظ ہیں اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّهٗ يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ترجمہ: حضور ﷺ نے حضرت حفصہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۴ مطبوعہ تہران)

قارئین محترم! یہاں بھی مِنْ بَعْدِهٖ اَبُوْبَكْرٍ کے الفاظ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل پر دلیلِ قطعی ہیں۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ نبی کا فرمان سچا ہے یا اہل شیعہ کا من گھڑت عقیدہ کہ ''علی خلیفہ بلا فصل ہیں''؟

## ☆ فصل دوئم ☆

اس فصل میں اُن اہلِ شیعہ کا رد ہے جو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکْ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو بھی برحق نہیں مانتے اور اس معاملے میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے فوراً بعد جو ترتیب خلافت قائم ہوئی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے

اور کل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلفاءِ ثلاثہ کی بالاتفاق جس طرح بیعت کی اس کے ماننے سے نہ صرف منکر ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو انہوں نے اپنے کلمے اور اذان تک کا جز بنالیا ہے اور اس میں ان کی سب سے بڑی دلیل ان کے اپنے زعم میں خمِ غدیر کے موقع پر حضور پر نور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ ارشاد فرمانا ہے ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ'' جبکہ اس حدیث مبارک کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک صرف یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔'' میں اہلِ شیعہ کا موقف اگر خود ان کی کتب سے خلاصہ کے طور پر بیان کرنا چاہوں تو وہ یہ ہے:-

''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہِ بلافصل ہیں اور ہزاروں کے مجمع میں آپ کی خلافت بلافصل کا نبی پاک ﷺ نے کئی بار اعلان کیا۔ حتیٰ کہ ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید کی اور اتنا مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں بھی اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا۔'' اس موقف میں کس حد تک صداقت ہے؟ اس کا فیصلہ خود حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں جو آپ کا عمل ہے اور جو آپ کے فرمان ہیں وہ حق ہیں بلکہ آپ سراپا حق ہیں اور خلافتِ بلافصل کے بارے میں بھی جو آپ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا وہ بھی یقیناً حق ہے۔ ہم ذیل میں اکیس حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اگر نظر انصاف سے جو جو شیعہ بھی پڑھے گا اقرار کیے بغیر اُس کو کوئی چارہ کار نہ رہے گا۔

## حوالہ نمبر ا:۔ خلیفہِ بلا فصل ہونے سے خود حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا صاف انکار

اہل شیعہ کی تاریخ روضۃ الصفا سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ سنیں جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں اپنی رائے کے طور پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیے۔

''امیر المومنین علی فرمود کہ ما بغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باش''

ترجمہ: ''ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کے خلیفہ بننے کو پسند نہیں کریں گے۔''

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے دیکھی تو فرمایا

''بخدمت ابی بکر توجہ نمودہ وگفت اے خلیفہ رسول خدا! پسندیدہ شما پسندیدہ ما است و رضائے ما مقرون برضائے شما است''

ترجمہ: ''پھر حضرت علی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے رسول خدا کے خلیفہ! آپکی پسند ہماری پسند ہے اور ہماری خوشی آپکی خوشی سے وابستہ ہے۔ (تاریخ روضۃ الصفا مطبوعہ لکھنو طبع قدیم ج ۲ ص ۲۴۲ در ذکر خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

کتنے صاف الفاظ میں آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہِ رسولِ خدا اور انکے بعد'' ما بغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باش'' کے الفاظ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی

CamScanner

اللہ عنہ کی خلافت کی تائید اور اقرار کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر آپ خلیفۂ بلافصل ہوتے تو حضرات شیخین کی خلافت کا اتنے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیوں کرتے؟ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا شیر خدا ہونا مابین فریقین متفق علیہ ہے تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر آپ خود خلیفہ بلافصل ہوتے تو پھر غیر کے خلیفہ بننے کو تو گوارا ہی ہرگز نہ کرتے؟ اگر بقول اہل شیعہ ''خم غدیر'' کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا اور ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا'' تو میں اہل شیعہ سے پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ پھر حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تائید تمہاری پشت پر کیوں نہیں؟ بلکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو یہاں صاف اہل سنت و جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسولِ خدا فرما کر انکی خلافتِ بلافصل کا اعلان فرما رہے ہیں۔

## حوالہ نمبر۲:- حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی تقریر سے خلافتِ بلافصل کا شوشہ ختم

یہ نہج البلاغہ کا خطبہ ۹۲ ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپکو بیعت لینے پر ابھارنے کی غرض سے حاضرِ خدمت ہوتے ہیں۔ خلفاءِ ثلاثہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان

رضی اللہ عنہم کے بعد اب چوتھے نمبر پر جبکہ آپکا خلیفہ بننا تاریخ اسلام اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک برحق و مسلم ہے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ تو اس کے بھی حریص نہیں دکھائی دیتے بلکہ صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کسی اور کو خلیفہ بنالو تو میں تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا۔ اور خلفاءِ ثلاثہ کا جس طرح وزیر رہا ہوں اس طرح اب بھی خلیفہ بننے کی بجائے خلیفہ کا وزیر بننا میرے لئے زیادہ بہتر ہے فرمایا

وَاِنْ تَرَکْتُمُوْنِیْ فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوْہُ اَمْرَکُمْ وَاَنَا لَکُمْ وَزِیْرًا خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنِّیْ اَمِیْرًا

ترجمہ: فرمایا اگر تم مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا بلکہ جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اسکی فرماں برداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۱۳۶ خطبہ ۹۲ مطبوعہ بیروت دار الکتاب لبنانیہ)

یہاں اس فرمان میں اِنْ تَرَکْتُمُوْنِیْ فَاَنَا کَاَحَدِکُمْ کے الفاظ سے صاف واضح ہے کہ یہ الفاظ ارشاد فرمانے سے قبل نہ آپ خلیفہ تھے اور نہ لوگوں کو اس بارے میں کوئی علم تھا پھر فرمایا لَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ یعنی اگر کسی کو خلیفہ بناؤ گے تو مجھے سمع واطاعت یعنی فرمانبرداری میں اپنے سے بڑھ کر پاؤ گے۔ آگے آپکے الفاظ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوْہُ اَمْرَکُمْ صحابہ کرام کے انتخاب سے بننے والے خلفاءِ ثلاثہ کے برحق ہونے پر بھی دلیل قاہرہ ہیں کیونکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تو خلفاءِ ثلاثہ کے بعد کسی اور خلیفہ کے ممکنہ انتخاب کی صورت میں بھی سمع واطاعت کا اظہار فرمارہے ہیں اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ اطاعت اسی وقت کریں گے جب اسے خلیفۂ برحق سمجھتے ہوں گے نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خلفاءِ ثلاثہ کو حق پر سمجھنا، انکی سمع واطاعت کرنا اور ہر دور میں ان کا وزیر بنے رہنا یہاں خود آپ کے فرمان سے نہج البلاغہ میں ثابت ہے اور آپکی خلفاءِ ثلاثہ کی بیعت و اطاعت ووزارت برضا ورغبت تھی نہ کہ جبراً۔ یہ اس لئے کہ آپ باتفاقِ فریقین شیرِ خدا ہیں حیدر کرار ہیں باطل کی اطاعت تو آپ سے متصور ہو ہی نہیں سکتی۔

اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر ''خم غدیر'' کے موقع پر آپکی خلافت بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا تو پھر کسی دوسرے کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار چہ معنی دارد؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار۔ جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلافصل کا تو وجود ہی ختم!!!

## حوالہ نمبر ۳:۔ حضرت علی کے فرمان سے ''وصی رسول اللہ'' کا عقیدہ ختم نیز حضرت ابو بکر کے خلیفۂ بلافصل اور خَیرِ اُمَّتِ ہونے پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا واضح فرمان گرامی

اِنَّ فِی الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا قِیْلَ لَهٗ اَلَا تُوْصِیْ فَقَالَ مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُوْصِیْ وَلٰکِنْ اِنْ اَرَادَ اللّٰهُ بِالنَّاسِ خَیْرًا اِسْتَجْمَعَهُمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ کَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِیِّهِمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ

ترجمہ'': امیر المومنین حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ کہ میں وصیت کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے ان کے بہترین شخص پر سب کو جمع کردے گا جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کے بعد انہیں بہترین شخص پر جمع کیا"۔ (تلخیص الشافی جلد دوم ص ۲۳۷ تصنیف شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی)

اس حدیث میں مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ کے واضح الفاظ سے "عَلِیٌّ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہ" کی حضرت مولا علی کے فرمان سے نفی ہوگئی اور جَمَعَھُمْ بَعْدَ نَبِیِّھِمْ عَلٰی خَیْرِھِمْ کے الفاظ سے خلافتِ بلافصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے نیز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضلِ امت ہونا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث سے ثابت ہوگیا اور وہ بھی معتبر ترین شیعہ کتب سے۔

## حوالہ نمبر۴:- حضور سید عالم ﷺ نے خود اپنے فوری بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلافصل ہونے اور ان کے جنتی ہونے کی پیشگوئی فرمائی

رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَہٗ عِنْدَ اِقْبَالِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنْ یُبَشِّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ وَ بِالْخِلَافَۃِ بَعْدَہٗ وَاَنْ یُبَشِّرَ عُمَرَ بِالْجَنَّۃِ وَ بِالْخِلَافَۃِ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ

(تلخیص الشافی جلد سوم ص ۳۹ مطبوعہ قم طبع جدید

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں حضرت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجلس میں آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری سنا دو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی جنت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی بشارت دے دو"۔

اتنے صاف الفاظ میں حدیث پاک طوسی نے لکھ تو دی لیکن صد افسوس! اس پر عمل نہ کیا بلکہ یوں کہوں گا کہ اللہ کی طرف سے عمل کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ہم اس حدیث مبارکہ پر اس کے بے جا اعتراض کا بھی جواب دینا چاہیں گے۔ اعتراض یہ کیا کہ یہ اخبار احاد ہیں ان سے خلافت ثابت نہیں ہوتی ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ تو طوسی نے بھی تسلیم کیا کہ اس خبر میں آنے والے وقت کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ آج تاریخ اسلام کا ہر طالب علم جانتا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ فرمانِ رسالت ﷺ کے مطابق یہ پیش گوئی اسی طرح حرف بحرف پوری ہوئی یعنی پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو پھر برحق پیشگوئی پر مبنی خبر واحد ایک قطعی اور سچی حقیقت بن کر سامنے آئی واقعاتی اور زمینی حقائق نے اسے سچ ثابت کیا تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث اپنے مدلول اور مقصود میں اور تاریخی صداقت میں یقین کامل مہیا کر رہی ہے لہٰذا اپنی صداقت میں یہ حدیث قطعی کی طرح فیصلہ کن ہے کیونکہ خبر احاد، صحیح اور تواتر میں احادیث کی درجہ بندی کا مقصد محض یقینی علم اور سچائی کا حصول ہے۔

## حوالہ نمبر ۵:۔ تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ مابین شیعہ وسنی

## متفق علیہ ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک بھی حضرت ابو بکر کی خلافتِ بلا فصل حدیث صحیح سے ثابت ہے

اس حدیث پاک پر اہل سنت اور اہل شیعہ کا اتفاق ہے جس میں حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ الارشاد للشیخ مفید ص ۱۲ اور کشف الغمہ ص ۶۳ پر یہ حدیث صحیحہ خود اہل شیعہ کی کتب میں درجہ صحیح میں موجود اور ثابت ہے۔ اسی سلسلہ میں مروج الذہب کی عبارت پیش خدمت ہے

صَحَّ الْخَبَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْخَلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً لِاَنَّ اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَقَلَّدَهَا سَنَتَيْنِ وَ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ وَّ ثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَشْرَ سِنِيْنَ وَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَّ اَرْبَعَ لَيَالٍ وَّ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِحْدٰى عَشْرَةَ سَنَةً وَّ اَحَدَ عَشَرَ شَهْرًا وَّ ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعَ سِنِيْنَ وَ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ اِلَّا يَوْمًا وَ الْحَسَنُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَمَانِيَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَذَالِكَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً

ترجمہ: رسول پاک ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چار

سال ایک دن کم سات ماہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذہب للمسعودی شیعی جلد دوم ص ۴۲۹ ذکر خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہما مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! شیعہ مورخ نے اس حدیث کو حدیث صحیح قرار دیا ہے اور خلافتِ حسن بن علی میں ذکر کر کے اسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حقہ ہونے پر بطور دلیل پیش کیا ہے لیکن الحمدللہ! ساتھ ہی اس حدیث صحیحہ اور فرمان رسول ﷺ سے خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت بھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرح، خلافتِ حقہ ثابت ہوگئی اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ حضور سید عالم ﷺ کے فوری بعد خلافت بلافصل حضرت علی کی نہ تھی بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فصل تھی جو بقول شیعہ مورخ حدیث صحیح سے ثابت ہے اور دو سال تین ماہ اور آٹھ دن جاری رہی۔ ان کے بعد حضرت عمرِ فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی اور پھر حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہم) کی خلافت راشدہ تھی۔

## حوالہ نمبر ٦:- نہج البلاغہ سے حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا اقرار

اِنَّهٗ بَايَعَنِى الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ

ترجمہ: بے شک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابو بکر و عمر و

عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کی تھی اور مقصد بیعت بھی ایک ہی ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۳۶۶ مطبوعہ بیروت، الاخبار الطوال ص ۱۴۰ طبع جدید)

**حوالہ نمبر ۷:۔** ثُمَّ تَنَاوَلَ يَدَ اَبِیْ بَكْرٍ فَبَايَعَهٗ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی (احتجاج طبرسی ص ۵۴ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم واحتجاج طبرسی ص ۱۱۰ جلد اول طبع جدید مطبوعہ قم)

**حوالہ نمبر ۸:۔** قَالَ اُسَامَةُ فَهَلْ بَايَعْتَهٗ فَقَالَ نَعَمْ: ترجمہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے بیعت کر لی ہے (احتجاج طبرسی ص ۵۶ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم واحتجاج طبرسی جلد اول ص ۱۱۵ مطبوعہ قم طبع جدید

## حوالہ نمبر ۹:۔ سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں خلفاء راشدین کا دامن امت کو تھما دیا۔

اوپر حوالہ نمبر ۵ میں اہل شیعہ کے محدثین، مورخین ومجتہدین کے نزدیک بھی حدیث صحیح سے خلفاءِ راشدین کا برحق ہونا اور انکی تیس سالہ خلافت کا برحق ہونا ثابت ہے اب کتب شیعہ سے سید عالم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ سنیں وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِیْ فَعَضُّوْا عَلَيْهِمْ بِالنَّوَاجِذِ وَ اَطِيْعُوا الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ صَاحِبُهٗ عَبْدًا

حَبَشِيًّا ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہا اس پر لازم ہے کہ میری اور میرے خلفاء راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی و حسن) کی سنت کو میرے بعد مضبوطی سے تھام لے اور حق کی پیروی کرے اگر چہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔" (ارشاد القلوب جلد اول ص ۳۷ مصنفہ الشیخ ابی محمد الحسن دیلمی، مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! اس حوالہ میں مِنْ اَهْلِ بَيْتِي کا لفظ شیعہ مصنف کا خود وضع کردہ ہے لہٰذا ہم اسے ترجمہ میں نہیں لائے۔ علم حدیث میں درک رکھنے والے بادی النظر میں ہی اسے پہچان جاتے ہیں مزید یہ کہ اس حدیث مبارکہ ہی کے آخری الفاظ "کہ اگر چہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو" بھی من اہل بیتی کی تردید کیلئے کافی ہیں کیونکہ حبشی غلام کا نسبی طور پر اہل بیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ مزید یہ کہ اس زیادتی کے دلائل خود کتب شیعہ کے مطالعہ سے پختہ تر ہو جاتے ہیں مثلاً کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے یہ شرط بھی رکھی تھی:۔

"عَلٰى اَنْ يَّعْمَلَ فِيهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسِيْرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

ترجمہ: یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں اللہ کی کتاب نبی پاک کی سنت اور سیرۃ خلفاء راشدین کے مطابق عمل کریں گے (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز طبع جدید) اس عبارت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو ہی خلفاءِ راشدین سمجھتے ہیں اور انہیں برحق سمجھنے کے ساتھ ساتھ انکے طرزِ حکومت کو آئندہ کے حکمرانوں کیلئے ایک نمونہ بھی قرار دے رہے ہیں لہٰذا جو امام پاک کا فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا بھی فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ خلفاءِ راشدین ہی اللہ و رسول کے بعد امت کیلئے مینار ہدایت ہیں۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں اور اہل بیت پاک کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

## حوالہ نمبر ۱۰:- شیخین کی بیعت کا اقرار خود الفاظِ علی میں

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطبہ کے دوران فرمایا

فَبَايَعْتُ اَبَا بَكْرٍ كَمَا بَايَعْتُمُوْهُ

پس میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے انکی بیعت کی تھی۔ پھر فرمایا فَبَايَعْتُ عُمَرَ كَمَا بَايَعْتُمُوْهُ پس میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے ان کی بیعت کی (امالی شیخ طوسی جلد دوم ص ۲۱، الجزء الثامن عشر طبع ایران)

## حوالہ نمبر ۱۱:- بیعتِ خلفاءِ ثلاثہ اور اس پر قائم رہنے کا حضور مولا علی کا اعلان سنیں!

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

اَمَّا یَوْمَ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ فَلَاَنِّیْ کُنْتُ قَدْ بَایَعْتُ وَ مِثْلِیْ لَایَنْکُثُ بَیْعَتَہٗ

ترجمہ: لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی کی بیعت کے وقت چونکہ میں (اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی) بیعت کر چکا تھا اور مجھ جیسا شخص بیعت کر کے توڑا نہیں کرتا (ارشاد القلوب مصنفہ شیخ ابی محمد الحسن بن محمد الدیلمی ص ۳۹۶ طبع بیروت)

## حوالہ نمبر ۱۲:- بقول حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شیخین حق کے امام ہیں

ھُمَا اَمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَ مَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: وہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور منصف خلیفہ تھے۔ دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پہ ہی وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے (احقاق الحق ص ۷)

## حوالہ نمبر ۱۳:- خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعنتی ہے

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ لَّمْ یَقُلْ اِنِّیْ رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ (مناقب علامہ ابن شہر آشوب جلد سوم ص ۶۳)

ترجمہ: حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے "رَابِعِ الْخُلَفَآءِ" یعنی چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب جلد دوم ص ۳۷۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین! خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا

نمبرا:- کہ آپکو خلیفہ بلافصل کہنا باطل ہے اور ایسا کہنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

**نمبر۲:- آپ نے فرمایا اِنِّیۡ رَابِعِ الْخُلَفَآءِ بے شک میں چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوں۔**

اہل سنت حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ خود آپ کے اس فرمان سے مانتے ہیں اور اہل شیعہ آپکو پہلے نمبر پر کہہ کر جہاں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے پوری زندگی کے بیعت خلفاء ثلاثہ کے پاک عمل کو جھٹلاتے ہیں اور ساتھ ہی تاریخ اسلام اور زمینی حقائق کی تکذیب کر کے اہلِ اسلام کے ساتھ ساتھ مستشرقین اور یورپ کے اہلِ علم کی نظر میں تماشہ بنے ہوئے ہیں وہاں ایسا کر کے بباطن بہ فرمان مولا علی فَعَلَيۡهِ لَعۡنَةُ اللّٰه کا مصداق بھی بن رہے ہیں؟ ڈھٹائی کی حد دیکھیں کہہ دیا کہ اس فرمان کا مطلب وہ نہیں جو اہل سنت مراد لیتے ہیں بلکہ یہاں مراد اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً کی رو سے خلیفۂ اول کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام اور یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ دوم اور یَا ھَارُوۡنُ اخۡلُفۡنِیۡ فِیۡ قَوۡمِیۡ کے الفاظ سے حضرت ہارون علیہ السلام تیسرے خلیفہ ہیں

اوران کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔اے شیعو! ایک عام فہم آدمی بھی آپ کواس کا یہی جواب دے گا کہ شیعہ سنی کا اختلاف ''خلیفہ رسول ﷺ کے بارے میں ہے نہ کہ خلیفۃ اللہ کے بارے میں!'' اگر یہاں خلیفۃ اللہ مراد ہوں تو کیا آدم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے پر شک ہے؟ پس ثابت ہوا کہ خلیفۃ اللہ کا منصب تو صرف پیغمبروں کو ہی ملا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کی فہرست میں مان کر آپکو نبی ماننا لازم آئیگا جبکہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی نہیں بلکہ فرمان حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ہے ''جو آپکو نبی مانے یا نبی شک کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے'' (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

**حوالہ نمبر ۱۴:-** امیر المومنین علی چوں استماع نمود کہ مسلمان بر بیعت ابو بکر اتفاق نمودند بتعجیل ازخانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بعد از پیرہن نہ ازارو نہ ردا ہمچناں نزد صدیق رفتہ باد وبیعت نمود

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے تو بہت ہی جلدی درِ دولت سے باہر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیرہن مبارک میں ملبوس تھے۔اس صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور آپکی بیعت کرلی''۔

اس کے بعد الفاظ ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا''ابو بکر راشائستہ ایں کار میدانم'' ترجمہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بار خلافت

کیلئے نہایت مناسب شخصیت تصور کرتا ہوں۔ (روضۃ الصفاء جلد دوم صفحہ ۴۳۲ ذکر بیعت امیر المومنین)

قارئین! اہل شیعہ سے پوچھیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو کیا اس اہتمام و تعجیل اور گرمجوشی سے بیعتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کرتے؟ روضۃ الصفا کے الفاظ بار بار پڑھیں بہ رضا و رغبت بیعت کرنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے۔ جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے

**حوالہ نمبر ۱۵:-** اب جو حوالہ پیش کرنے لگا ہوں یہ تفسیر منہاج الصادقین کا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی اطلاع بحکم خدا خود حضور پرنور سید عالم ﷺ نے دے دی تھی اور یہ ہم تک پہنچی تو کن کے ذریعے سے؟ سبحان اللہ! اس ہستی کے ذریعے سے کہ جنہیں قرآن مجید نے ہماری ماں ارشاد فرمایا قیامت تک وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کی تلاوت سے نبی کی بیویوں کو مائیں تسلیم کرنا ہر مومن کیلئے حکمِ قرآن مجید اور نص قطعی ہے۔ قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی یہ ہے ''کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں''۔ لہٰذا جو نبی پاک ﷺ کی ازواج پاک کو اپنی ماں نہیں مانتا وہ قرآن پاک کی رو سے مومن ہی نہیں۔ یہ بات شیعہ برادری کو بار بار سوچنی چاہیے اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا ماں کا منکر اور بے ادب جنت میں جا سکتا ہے؟ بہر حال ملاحظہ ہوں تفسیر منہاج الصادقین کے الفاظ:-

پیغمبر حفصہ را فرمود کہ بعد من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند و پادشاہی کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضور پرنور سید دو عالم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد تیرا باپ عمر رضی اللہ عنہ اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے"۔

میں ہر دردمند اور انصاف پسند اہل شیعہ سے گزارش کروں گا کہ بار بار تصدیق کریں اگر حضور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان بعینہٖ ان کی کتب میں موجود ہو تو پھر عرض کروں گا کہ خلفائے ثلاثہ کی تکذیب سیدھی سیدھی اللہ کے رسول کی تکذیب ہے اور نبی پاک ﷺ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ کیا "بعد منِ ابو بکر" کے الفاظ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو ثابت نہیں کر رہے؟ اللہ کریم ہدایت نصیب فرمائیں اور اس عارضی دنیا اور میدان آزمائش مین ہی حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں! آمین ثم آمین

**حوالہ نمبر ۱۶:۔** اَخبَرَ حَفصَۃَ اَنَّہٗ یَملِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

ترجمہ: حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان

جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۴ مطبوعہ تہران )

## حوالہ نمبر ۱۷:- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا

فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَاِذَ الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ ۳۷ ص ۸۱)

ترجمہ: ”میں نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنا اور انکی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور جبکہ میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بھی بندھا ہوا ہے“۔

اس روایت کے الفاظ کی ابن میثم یوں شرح کرتا ہے

وَقَوْلُهٗ وَ اِذَا الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ اَیْ مِیْثَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ عَهْدُهٗ اِلَیَّ بِعَدَمِ الْمُشَاقَةِ وَقِیْلَ الْمِیْثَاقُ مَالَزِمَهٗ مِنْ بَیْعَةِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ اِیْقَاعِهَا اَیْ فَاِذَ الْمِیْثَاقُ الْقَوْمِ قَدْ لَزِمَنِیْ فَلَمْ یُمْکِنِّیْ الْمُخَالَفَةُ بَعْدَهٗ (شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد دوم ص ۹۷ مطبوعہ تہران طبع جدید) ترجمہ: فَاِذَ الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ سے مراد ہے رسول ﷺ کا مجھ سے عہد لینا۔ مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے کہ جب لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلیں تو میں بھی بیعت کرلوں پس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اسکی مخالفت کرتا۔“

CS CamScanner

قارئین محترم! حضور شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ کتنا واضح ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ کون کہتا ہے کہ شیر خدا نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت رضامندی سے نہیں کی؟ مجھے کہنے دیجئے کہ ایسا کہنے والا آپکے خطباتِ نہج البلاغہ سے ناواقف ہے یا پھر اسے اپنے مذہب کی اس کتاب پر ذرہ بھر بھی اعتبار نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتا جبکہ آقائے دوعالم ﷺ نے مجھ سے اپنی ظاہر حیات طیبہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا عہد لیا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ نے بیعت کی اور مشاورت کا حق بھی ادا کیا اگر خلافتِ بلافصل خود آپکا حق ہوتا تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

## حوالہ نمبر ۱۸:۔ فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خود نبی پاک ﷺ نے خلیفہ بنایا

عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ... فَنَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ اسْتَخْلَفَ اَبَا بَكْرٍ

(تفسیر صافی جلد دوم سورہ محمد ص ۵۶۲ مطبوعہ تہران، تفسیر قمی ۶۲۴)

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور پرنور ﷺ کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ''ابوبکر'' کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا''۔

CamScanner

قارئین! یہ گواہی حضور باب العلم کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ سرکار دو عالم ﷺ خود مقرر فرما کر جائیں اور اس کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ دیں تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافصل ہونا کیونکر مسلم نہ ہوگا؟ خاک ہے اس منہ میں جو دعویٰ محبت کا کرے لیکن حضور مولا علی اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے فرمان کو نہ مانے

## حوالہ نمبر ۱۹:- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے سے نبی پاک ﷺ کا انکار

مشہور شیعہ مجتہد ''شیخ مفید'' اپنی مشہور کتاب ''ارشاد شیخ'' میں حدیث قرطاس کے ضمن میں یہ عبارت ذکر کرتا ہے اور باختلاف الفاظ اسی مفہوم پر مبنی یہ عبارت اعلام الوریٰ اور تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں بھی موجود ہے۔ لیکن میں یہاں ''ارشاد شیخ مفید'' ص ۹۹ باب فی طلب رسول اللہ بدواۃ وکتف سے بلفظہٖ ترجمہ عرض کرتا ہوں

''وقتِ وصال نبوی ﷺ باقی ماندہ اشخاص میں حضرت عباس، فضل بن عباس، حضرت علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت ہی جب حضور ﷺ کے پاس تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ یَّکُنْ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْنَا مُسْتَقِرًّا مِنْ بَعْدِکَ فَبَشِّرْنَا وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّا نُغْلَبُ عَلَیْہِ فَاَوْصِ بِنَا

ترجمہ: یارسول اللہ اگر امرِ خلافت ہم بنی ہاشم میں ہی مستقل طور پر رہیگا تو پھر

ہمیں اسکی خوشخبری سنا دیجیے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو پھر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیجیے!

(الارشاد للشیخ مفید ص ۹۹، اعلام الوریٰ ص ۱۴۲ بالفاظ مختلفہ، تہذیب المتین جلد اول ص ۲۳۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین! اس عبارت نے اہل شیعہ کے حق میں کچھ ثابت تو کیا کرنا تھا الٹا اس نے شیعوں کے مذہب کی بنیاد "علی خلیفہ بلا فصل" کو ضرور ختم کر دیا ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ خم غدیر کا واقعہ رافضیوں کا من گھڑت اور بے سرو پا فرضی واقعہ ہے۔ اس عبارت میں یہ وضاحت اور صراحت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ظاہر زندگی مبارکہ کے آخری لمحات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کیلئے نامزد نہیں کیا تھا۔ بقول اہل شیعہ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ خم غدیر کے موقع پر ہو چکا تھا اور وہ بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے تو کیوں عرض کرنا پڑا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد امرِ خلافت ہم میں رہے گا تو ہمیں خوشخبری سنا دیں نہیں تو بصورت دیگر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں۔ اگر فیصلہ پہلے ہو چکا ہو تو اب فیصلہ کیلئے عرض کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس حوالہ سے میرا مقصد محض خم غدیر کے موقع پر اہل شیعہ کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے خلافت بلا فصل کو باطل ثابت کرنا ہے۔

## حوالہ نمبر ۲۰ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان پاک کہ خود اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلا فصل ہونے

CamScanner

## کا انکار فرماتا ہے''

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا:

فَمَا تَاوِیْلُ قَوْلُہٗ "لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئًا" قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حَرَصَ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ بَعْدِہٖ فَاَبَی اللّٰہُ

ترجمہ: عرض کیا گیا اس آیت کی کیا تاویل ہوگی جس کے معنی یہ ہیں کہ ''اے پیغمبر اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں'' تو امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ اس امر کے شدید خواہش مند تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے ''خلافتِ بلافصل'' کا حکم عطا فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا ''اے پیغمبر! اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں''۔ (تفسیر فرات الکوفی ص ۱۹۶ مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

## حوالہ نمبر ۲۱:- دورِ صدیقی میں فتوحات کی بشارت کے گواہ اور رسول پاک ﷺ سے اس بات کے راوی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ کی خلافت کے کیوں نہیں؟

مرزا تقی شیعہ مورخ کے بقول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب جنگ روم کا آغاز کیا اور آپ ہی کے دور میں رومی فتوحات کی ابتدا ہوئی۔ رومیوں سے جنگ کی ابتدا کرنے سے قبل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا آگے مرزا تقی کی

عبارت سنیں:-

ابوبکر روئے بعلی علیہ السلام کردو گفت یا اباالحسن تا تو چہ فرمائی علی فرمود چہ تو خود راہ برگیری وچہ سپاہ بتازی ظفر تراست، ابوبکر گفت بشرک اللہ یا ابالحسن از کجا گوئی ؟ فرمود از رسولِ خدا بمن آمدہ (ناسخ التواریخ تاریخ خلفا ص ۲۹۵ ج اول طبع جدید تہران تقسیم ابوبکر بفتح بلاد روم)

ترجمہ: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اس بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا خواہ آپ خود جنگ کیلئے جائیں خواہ لشکر بھیجیں کامیابی آپ کیلئے ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالحسن ! اللہ آپ کو خوش رکھے یہ آپ کہاں سے (کس دلیل سے) کہہ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا'' یہ بات مجھے رسول خدا سے ملی ہے۔''

سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی کی فتوحات کی بشارت کے گواہ ہیں تو یہ فتوحات ظاہر ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ برحق میں ہی ہوسکتی ہیں۔ اور آپ کی خلافتِ برحق نبی پاک ﷺ کے وصال کے فوراً بعد خلافت بلافصل کے طور پر مسلم ہے۔ جس میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی میں فتوحات کی نبوی خوش خبری سنا رہے ہیں۔ جب فتوحات کے آپ گواہ ہیں پھر آپ کی خلافتِ بلافصل اور خلافتِ برحق کے گواہ کیوں نہیں؟

## باب دوم

# حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا فدک کے بارے قرآن وسنت پر عمل اور حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت ائمہ اہل بیت پاک کی فیصلہ کن تائیدِ شیخین

"فَدَکُ" بفتحتین نام دیہے از خیبر (قاموس) یعنی فدک (فا اور دال کی زبر کے ساتھ) خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ مصباح اللغتہ میں ہے کہ یہ مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے اور خیبر سے صرف ایک منزل دور ہے۔ اسی گاؤں میں ایک باغ ہے جسے باغ فدک کہتے ہیں۔ تمام شیعہ سنی کتب اس پر متفق ہیں کہ یہ بغیر لڑائی کے حضور پر نور رووف و رحیم ﷺ کو ملا۔

ا۔ نور اللہ شوستری مجالس المومنین جلد اول ص ۴۸ مطبوعہ تہران در ذکر فدک میں رقمطراز ہے۔

"و آن قریہ از کفار خیبر بود کہ بطریق مصالحت در تحت تصرف آنحضرت آمدہ بود" یعنی یہ کفار خیبر کا ایک گاؤں ہے جو مصالحت کے طور پر حضور ﷺ کے تصرف میں آیا۔

۲۔ اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ کتاب الحجۃ باب الفئی میں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا اس سے بھی واضح تر فرمانِ گرامی موجود ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ لَمَّا فَتَحَ عَلیٰ نَبِیِّہٖ فَدَکَ وَمَاوَالَاھُمْ لَمْ یُوْجِفْ عَلَیْہِ بِخَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ

ترجمہ: فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فدک پر فتح عطا فرمائی تو بغیر جنگ وجدل اور گھوڑے دوڑائے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔"

اور سورہ حشر میں جو مال بغیر جنگ وجدل اور گھوڑے دوڑائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اسے مال فئی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اور جو مال ہاتھ لگایا ان سے اللہ نے اپنے رسول کے کہ جس پر تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قبضہ میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ "مَا اَفَآءَ" سے ہی فَئیٌ ماخوذ ہے اصطلاح میں جنہیں مالِ فئی کہتے ہیں یعنی "جو مال ہاتھ لگا دے اللہ" اب حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما نے مال فئی اور انفال کی تعریف میں وضاحت فرمائی کہ "یہ وہ زمین یا علاقہ ہے جو بطور مصالحت کے بغیر لڑائی مسلمانوں کو پیش کیا گیا ہو"۔ امامین کی یہ تعریف تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران،

ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ مطبوعہ افتخار بکڈ پو لاہور اور تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران میں موجود ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ درج بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر جنگ و جدل کے حاصل ہونے والا مال فی ہے۔ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ کہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتاب ناسخ التواریخ ذکر تفویض فدک ص ۸۳ پر فدک کو درج بالا سورۃ حشر کی آیت کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ فدک مال فئی ہونے میں اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ سے حضرت امام موسیٰ کاظم کے فرمان کی نصِ صریح بھی اوپر درج کر دی گئی ہے۔

## قرآن مجید کی رو سے اموال فئی ملکیتِ ذاتی نہیں ہوتے نیز اس کے مخصوص مصارف بھی قرآن مجید میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور اسلام اللہ کا آخری دین ہے۔ عالمگیریت اس دین کی امتیازی صفت ہے۔ کیا آج کوئی بادشاہِ اسلام یا حاکم وقت افواج و سپاہ کے ہمراہ کسی ملک و قوم پر حملہ آور ہو اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ علاقہ دے کر صلح کر لیں تو کیا وہ علاقہ حاکمِ وقت کی ذاتی ملکیت قرار پائیگا؟ ہرگز نہیں یہ اموال فئی ہیں وہ قومی ملکیت ہو گی اور اسکی آمدن مخصوص مدوں میں صرف ہو گی۔ حاکم کی حیثیت قومی ملکیت کے نگرانِ اعلیٰ کی ہو گی اور یہ مصارف قرآن مجید نے خود بیان فرما دیئے ہیں فرمایا

مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ترجمہ: جو مال فئی ہاتھ لگا دے اللہ اپنے رسول کو بستی والوں سے تو وہ اللہ کیلئے ہے اور رسول کیلئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں رسول کریم ﷺ کو باغِ فدک سے جو آمدن ہوتی تھی اس میں سے کچھ وَلِلرَّسُوْلِ کے تحت حضور اقدس ﷺ اپنی ذات مبارکہ پر، اپنی ازواج مطہرات پر اپنی لخت جگر نور نظر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر صرف فرماتے اور قرآنی فرمان وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنِ السَّبِیْلِ کے تحت باقی آمدن بنی ہاشم پر غریبوں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرما دیتے تھے اور جو باقی بچ جاتا آیت مبارکہ میں فَلِلّٰہِ کے حکم کے تحت اس سے جہاد کیلئے ضروری ساز و سامان حاصل کیا جاتا۔ کیا اس آیت کریمہ کا ترجمہ پڑھ کر کوئی بھی عقلِ سلیم رکھنے والا اموال فئی کے مصارف (خرچ کی مدوں) کے بارے میں ہر لحاظ سے مطمئن نہیں ہو جاتا؟

## اموالِ انفال و فئی کا حکم رسولِ پاک ﷺ کے بعد کیا ہے؟

ہم اس سوال کا جواب معتبر ترین کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں

(۱) قَالَ الصَّادِقُ... وَھُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَہٗ یَضَعُہٗ حَیْثُ یَشَآءُ

ترجمہ: فرمایا امام جعفر صادق نے کہ رسول پاک ﷺ کے بعد خلیفہ و امام اس کی آمدن کو جہاں چاہے لگائے (اصول کافی ص ۵۳۲)

(۲) عَنِ الصَّادِقِ... ھِیَ لِلرَّسُوْلِ وَلِمَنْ قَامَ مَقَامَہٗ بَعْدَہٗ (تفسیر صافی جلد اول

ص ۶۳۶)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اموال فئی رسول ﷺ کیلئے ہیں اور اس شخصیت کیلئے ہیں جو آپ کے بعد آپکی جگہ پر خلیفہ ہو"

(۳) وآں رسول را باشد در حال حیٰوۃ وی و بعد از وی کہ قائم وی باشد از ائمہ دین و ایشاں ہر کس را خواہند کہ دہند و بر ہر چہ صلاح باشد ایں قول امیر المومنین است (تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران زیر آیت ما افاء اللہ علیٰ رسولہ)

ترجمہ: اس کے مالک ظاہری حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے وصال کے بعد اُس شخص کی ملکیت قرار پاتے ہیں جو پیغمبر کے قائم مقام ہو کہ وہ جس کو چاہیں اس میں سے عطا کریں اور ہر اس کام پر خرچ کریں جو بہتر ہوتا ہو۔ یہ قول امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔"

(۴) تہذیب الاحکام میں جناب سیدنا امام محمد باقر و حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام سے فے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ" یہ اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں اور اللہ کا حصہ بھی اس کے رسول کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اسے خرچ کرے اور بعد رسول کے امام کو بھی وہی حق ہے (ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ افتخار بکڈپو لاہور)

(۵) عَنِ الْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَهٗ كُلُّهٗ مِنَ الْفَيْءِ وَالْاَنْفَالِ فَهٰذَا كُلُّهٗ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ لِرَسُوْلِ يَضَعُهٗ حَيْثُ يَشَآءُ وَهُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ (تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران زیر آیت یسئلونک عن

الانفال)

ترجمہ: حضرت سیدنا امام محمد باقر اور امام سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فے اور انفال کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہوتا ہے اور جو اللہ کیلئے ہے وہ بھی نیابۃً رسول کیلئے ہی ہے۔ رسول کی مرضی ہے کہ اسے جہاں چاہے صرف فرمائے اور رسول کے انتقال کے بعد امام وخلیفہ اس کا مالک ہوتا ہے۔

ان پانچ حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ رسول پاک ﷺ کے وصال کے بعد اموال فئی وقت کے امام وخلیفۂ مسلمین کے حوالے ہوتے ہیں۔ پچھلے باب میں اکیس عدد حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے ظاہری وصال پاک کے فوراً بعد امامت وخلافتِ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہی تھی۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر تمام صحابہ نے اجماعی طور پر بیعتِ خلافت فرمائی تو آپ نے باغ فدک کے بارے میں طریقہ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ فرمائی چونکہ ظاہر حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے باغ فدک میں جن مصارف کا تعین کیا تھا اس میں سب سے پہلے جتنا اہل بیت پاک کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اب رسول پاک ﷺ کے فوری بعد خلافت بلافصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی لہٰذا شیعہ سنی دونوں کی کتب میں آپ کے یہ احکام موجود ہیں۔ اِنَّمَا یَاکُلُ آلِ مُحَمَّدٍ فِیْ ھٰذَا الْمَالِ (مسلم شریف) "ہاں فدک کا مال آل محمد ﷺ پر صرف ہوگا۔"

ان الفاظ پر پھر غور فرمائیں فدک کو غصب کرنے یا اس سے محروم کر دینے کا لفظ تو اس

وقت بولا جا سکتا تھا جب حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ''نہ میں فدک تقسیم کرتا ہوں اور نہ اسکی آمدنی آل محمد کو دیتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اسکی آمدنی آلِ محمد ﷺ پر صرف ہوگی اور مسلم شریف کے الفاظ آگے یہ ہیں فرمایا

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْ صَدَقَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَنْ حَالِھَا الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھَا فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَاَ عْمَلَنَّ بِمَا عَمِلَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ (مسلم شریف)

ترجمہ: اور بخدا فدک جس حال میں رسول پاک ﷺ کے ظاہر زمانہ میں تھا اس میں قطعاً تبدیلی نہ کروں گا اور اس کے بارے میں جو عمل رسول اللہ ﷺ کرتے تھے وہی میں کروں گا۔

اس سلسلے میں خود اہل بیت پاک کے عظیم ترین فرد حضرت امام سیدنا زید بن علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمان گرامی فیصلہ کن ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں فرمایا:۔

"قَالَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَجُلًا رَحِیْمًا وَکَانَ یَکْرَہُ اَنْ یُّغَیِّرَ شَیْئًا فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ"

ترجمہ: فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے رحیم شخص تھے وہ باغ فدک میں رسول پاک ﷺ کے طریقے میں ذرہ بھر تبدیلی کو بھی مکروہ جانتے تھے پس آپ نے وہی طریقہ بعد میں اپنایا جو خود رسول ﷺ کا تھا

(شرح ابن حدید نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز اخبار الوارده فی فدک)

قارئین محترم! حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں سچ کبھی چھپ نہیں سکتا چونکہ مخالف پر خود انکی کتب حجت ہوتی ہیں لہٰذا تفسیر حدیث اور تاریخ

کی معتبر ترین کتب شیعہ سے ہم نے باغ فدک کا مال فی ہونا اور پھر قرآن پاک سے اس کا ذاتی ملکیت کی بجائے وقف ہونا اور مخصوص مصارف کیلئے صرف ہونا اور رسول پاک ﷺ کا انہی مصارف پر اسے صرف کرنا اور پھر بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا مولا علی المرتضیٰ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے واضح ارشادات گرامی سے وصالِ نبوی کے بعد خلیفہ و امام کا بحیثیت حاکم وقت ہونے کے اس کی آمدن میں تصرف کرنے کا مجاز ہونے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مسلم شریف اور خود شیعہ علماء کے ذکر کردہ اقوالِ ائمہ اہلبیت کے حوالوں سے نبی پاک ﷺ کے طریقے کے مطابق باغِ فدک کی آمدن کے استعمال کو ثابت کیا ہے۔

کتبِ اہل سنت و جماعت و کتبِ شیعہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کے معاملہ میں طریقۂ نبوی میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ کی جس کے سینہ میں ذرہ بھر بھی آخرت کا خوف ہے خدارا! ذرا اکیلے بیٹھ کر سوچے اور اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا طریقۂ نبوی کو قائم رکھنا اور جاری رکھنا عظیم کارنامہ ہے یا بھیانک غلطی؟ پھر یہ سوال بھی اپنے آپ سے ہی پوچھیں کہ کیا اللہ کریم نے سنتِ نبوی کو قائم رکھنے اور مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے یا مٹانے کا؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ اگر کوئی ایمان و دیانت سے خالی شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں صرف اس بناء پر نعوذ باللہ غاصب ،ظالم اور منافق کے الفاظ کہتا ہے کہ ان حضرات نے فدک میں ردوبدل نہ کیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ملکیتِ ذاتی میں دینے کی بجائے حضور ﷺ کے طریقہ

عمل کو مقدم رکھا تو ایسے الفاظ کہنے والے کا دین و ایمان سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ یہ الفاظ شیخین طاہرین کو بلاواسطہ کہنے کے ساتھ ساتھ خود شیر خدا مظہر العجائب والغرائب حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی الفاظ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ لازم آتا ہے کہ پھر اس طریقہ پر جو بھی کاربند رہا وہ بھی ان الفاظ کا ہی نعوذ باللہ مصداق قرار پائے جب طریقہ و عمل یکساں ٹھہرا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا حکم بھی ایک جیسا ہی ہوگا لہٰذا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ الفاظ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی صادق آئیں گے کیونکہ تاریخ و حدیث کی جملہ کتب شیعہ و سنی کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی فدک کے متعلق شیخین کا فیصلہ و عمل ہی برقرار رکھا اور فدک واپس نہیں لوٹایا یہ حقیقت مشہور ترین کتب شیعہ شرح نہج البلاغہ لابن حدید جلد چہارم ص ۸۶ اور پھر اسی جلد کے ص ۹۴ پر انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ پر تہذیب المتین جلد اول ص ۳۲۶ مجالس المومنین جلد اول ص ۵۴ مطبوعہ تہران کشف الغمہ جلد اول ص ۴۹۴ مطبوعہ تبریز تذکرہ فاطمہ زہرا فی خطبہ فدک اور طعن الرماح ص ۱۳۷ پر سب شیعہ مجتہدین و مصنفین کو تسلیم ہے حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس نہ لوٹانا ایسا سوال ہے جس کا اہل شیعہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔

صرف چند عبارات پیش کرتا ہوں

(۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاق سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامِ ... كَيْفَ صَنَعَ فِيْ سَهْمِ ذَوِی الْقُرْبٰى قَالَ سَلَكَ لَهُمْ طَرِيْقَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ ترجمہ: محمد بن اسحاق نے امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں ذوی القربیٰ کے حصہ یعنی فدک کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کیا؟ تو فرمایا حضرت علی نے ان کے بارے میں وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تھا (ابن حدید شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۶)

(۲) فَلَمَّا وَصَلَ الْاَمْرُ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلِّمَ فِیْ رَدِّ فَدَک فَقَالَ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا مَنَعَ مِنْہُ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَمْضَاہُ عُمَر ترجمہ: جب معاملہ خلافت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور عمر نے بھی اسے جاری رکھا (رضی اللہ عنہما)۔

(شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴)

نہج البلاغہ کا مقام اہل شیعہ میں بہت بلند ہے لہٰذا نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید کے میں نے ابھی حوالے پیش کئے ہیں۔ اب باغ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مابین ہونے والی آخری گفتگو اور پھر سیدہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہمیشہ ہمیشہ راضی ہونے کا تذکرہ بھی خود اہل شیعہ کی ایک اور اہم ترین شرح نہج البلاغہ لابن میثم سے پیش خدمت ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کی آمدنی کے استعمال میں طریقہ نبوی ﷺ میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی اور اسی طریقہ نبوی ﷺ پر سیدہ کونین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ سے راضی تھیں۔

## کتب شیعہ سے باغِ فدک میں شیخین کا سنت نبوی کو قائم رکھنا اور سیدہ فاطمہ کا شیخین پر ہمیشہ کیلئے راضی ہو جانا

(۳) "اِنَّ لَکِ مَالِاَبِیْکِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاْخُذُ مِنْ فَدَکَ قُوْتَکُمْ وَیُقَسِّمُ الْبَاقِیْ وَیَحْمِلُ مِنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَکِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ اَصْنَعَ بِھَا کَمَا کَانَ یَصْنَعُ فَرَضِیَتْ بِذَالِکَ وَاَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ بِہٖ وَکَانَ یَاْخُذُ غَلَّتَھَا فَیَدْفَعُ اِلَیْھِمْ مِنْھَا مَایَکْفِیْھِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَہٗ کَذَالِکَ اِلٰی اَنْ وَلِیَ مُعَاوِیَہ"

(شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد پنجم ص ۱۰۷ از یر خط نمبر ۴۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے آقا کی بیٹی! تیرے لئے وہی کچھ ہے جو آپ کے والد گرامی ﷺ کا طریقہ تھا۔ حضور ﷺ فدک کی آمدنی سے تمہاری خوراک کا اہتمام فرماتے اور باقی ماندہ کو تقسیم فرما دیتے اور اس میں سے فی سبیل اللہ سواری بھی لے دیتے۔ میں تمہارے بارے میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اسی طرح تم سے سلوک کروں گا جس طرح حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں اور اسی پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عہد لے لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت پاک کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے ان کے بعد آنے والے تمام خلفاء نے بھی

یہی طریقہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والیِ حکومت بنے تو انہوں نے بھی اسی طریقے پر عمل کیا۔"

ابن میثم کی یہ عبارت دیکھنے کی چیز ہے بلکہ دیکھ کر بار بار پڑھنے اور اس کے مطابق عمل کر کے ایمان بچانے کا اہل شیعہ کے پاس سنہری موقع موجود ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ عبارت اہل شیعہ علماء وعوام پر حجت ہے تو قطعاً غلط نہ ہوگا۔ آج وقت ہے ہوش کے ناخن لیں یاد رکھیں۔ پھر نہ مانیں گے وہ قیامت میں اگر تو مان گیا

کیوں آخرت خراب کر رہے ہیں؟ حضور سید عالم ﷺ کے وہ جانثار ومقبول اور محبوب شیخین طیبین طاہرین کہ جو آج بھی گنبد خضریٰ میں اپنے آقا کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور اسی حال میں روزِ قیامت سرکار اقدس ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے العیاذ باللہ! ان ہستیوں پر الزام! کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معاشی حالت دگرگوں کرنے اور عرصۂ حیات تنگ کرنے کیلئے باغِ فدک سے انہیں کچھ نہ دیتے تھے، یہ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ انہیں طریقۂ نبوی ﷺ کے مطابق سب کچھ ملتا رہا۔ کتنا ملتا رہا؟ شیعہ علماء لکھ رہے ہیں فَيَدْفَعُ إِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيهِمْ ترجمہ: وہ انہیں اتنا دیتے تھے جو انکی تمام ضروریات کیلئے ہر لحاظ سے کافی ہوتا مَا يَكْفِيهِمْ کے الفاظ ابن میثم کو بھی لکھنے پڑے کیونکہ حقیقت یہی تھی۔ مزید یہ کہ یہاں صاف الفاظ میں موجود ہے فَرَضِيَتْ بِذَالِكَ یعنی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئیں۔

(۴) اب نہج البلاغہ کی شرح ابن الحدید اور ایک دوسری شرح درہ نجفیہ اٹھائیں اور

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرات شیخین کے باغِ فدک میں سنتِ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ کرنے کے عمل کی وجہ سے اور حضرت سیدہ کی معاشی کفالت کرنے کی وجہ سے، ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان پر راضی ہوگئی۔ ملاحظہ فرمائیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَاْخُذُ مِنْ فَدَكَ قُوْتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيْ وَ يَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَ اَخَذَتِ الْعَهْدَ بِهٖ وَ كَانَ يَاْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَايَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَآءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةَ

(۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن لحدید جز ۱۶ جلد ۴ ص ۸۰ ذکر ما فعل ابو بکر بفدک وما قالہ فی شانھا الخ مطبوعہ بیروت ۲۔ درہ نجفیہ ص ۲۲۶ طبع قدیم تذکرہ کیفیۃ موتہٖ)

ترجمہ: جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''فدک'' سے تمہاری خوراک لے لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم کھا کر تم سے اقرار کرتا ہوں کہ میں ''فدک'' کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اس پر راضی ہوگئیں اور حضرت ابو بکر صدیق سے اس کا عہد لے لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''فدک'' کا غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری رہا۔

(۵) ابن الحدید نے اپنی شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر بہت خوبصورت تجزیہ کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے میں حدیث رسول ﷺ بیان کی اور اس حدیث کے الفاظِ رسول ہونے پر قسم اٹھائی لہٰذا اب اس کے بعد سیدہ کا ناراض ہو جانا عقلاً و نقلاً محال ہے کیونکہ فرمانِ رسول ﷺ پر تو ہر ادنیٰ مسلمان بھی سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے بلکہ یہ شرطِ مسلمانی ہے۔ اب اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

وَلَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهَا بَعْدَ رَوَايَةِ الْخَبَرِ بَعْدَ اَنْ اَقْسَمَ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ مَا رَوٰى عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَا سَمِعَهٗ مِنْهُ اِنْصَرَفَتْ سَاخِطَةً

ترجمہ: اور اس پر کوئی دلیل ہی نہیں کہ حدیث کی روایت کے بعد اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ان الفاظِ حدیث کے نطقِ رسول ہونے پر قسم اٹھانے کے بعد جب سیدہ پاک نے سن لیا ہو تو پھر غصہ اور ناراضگی میں واپس گئی ہوں۔"

(۶) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح راضی تھیں۔ ہمارے نزدیک تو دینی اخوت، محبت و مودت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان قرآن مجید کی آیت رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ سے ثابت ہے اور ان کے درمیان دینی ناراضگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہر حال خود مخالفین کے مقتدا شیخ عباس قمی کی تحریر ملاحظہ ہو:۔

مَشٰى اِلَيْهَا اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَشَفَعَ لِعُمَرَ وَطَلَبَ اِلَيْهَا فَرَضِيَتْ عَنْهُ

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے سفارش کی اور رضا کے

CS CamScanner

طلب گار ہوئے تو آپ ان سے بھی راضی ہو گئیں۔ (بیت الاحزان ص ۸۸ مطبوعہ اصفہان طبع جدید)

بیت الاحزان کی اس عبارت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی امکانی یا واقعاتی ناراضگی کا موجود ہونا ہم اہل سنت و جماعت کیلئے حجت نہیں بلکہ یہ شیعوں کی افسانہ طرازی ہے البتہ اس عبارت میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کا موجود ہونا تمام اہل شیعہ پر ضرور حجت ہے۔

## تقاضائے فدک میں جادۂ شریعت پر عمل اور اولادِ رسول سے صدیقی عشق ومحبت کے بیک وقت ایمان افروز مناظر

حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں جادۂ شریعت پر گامزن عاشقِ حقیقی کبھی افراط وتفریط کا شکار نہیں ہوتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نیابت وخلافتِ رسول کی حیثیت سے ایک طرف امینِ احکامِ شرع اور ان پر عامل نظر آتے ہیں تو دوسری طرف اپنی ذاتی زندگی کی کُل پونجی حضور سیدہ خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدموں پر نثار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

اہل شیعہ کی کتاب حق الیقین اور ناسخ التواریخ سے عبارت معہ ترجمہ ملاحظہ ہو

"اموال واحوال خود راز تو مضائقہ ندارم۔ آنچہ خواہی بگیر تو سیدہ امتِ پدر خودی و شجرہ طیبہ

از برائے فرزندانِ خود انکارِ فضلِ تو کسے نمی تواند کرد۔ وحکم تو نافذ است در مالِ مَن ۔ اَما در اموالِ مسلماناں مخالفتِ گفتہ پدر تو نمی توانم کرد

(۱) حق الیقین ص ۱۲۷ باب پنجم ذکر احتجاج حضرت زہرا با ابو بکر در امر فدک ، مطبوعہ تہران (۲) ناسخ التواریخ جزء اول از تاریخ خلفا ص ۱۵۷ بالفاظ مختلفہ مطبوعہ تہران طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی، نیز ناسخ التواریخ زندگانی فاطمہ ص ۱۴۸)

ترجمہ: میں اپنے اموال واحوال کو تم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ آپ اس میں خود مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے فرزندوں کیلئے ''شجرہ طیبہ'' ہیں۔ آپ کے فضل کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مال میں آپ کے والد بزرگوار کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔''

دوسری طرف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی صدقے جائیں کہ سلطانِ عرب وعجم کی لختِ جگر نے جب بارگاہِ صدیقی میں طلب فدک کیلئے پیغام بھیجا اور اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بار بار ایک ہی سوال کیا کہ کیا حضور پرنور سید عالم ﷺ نے خود آپ سے بالمشافہ فدک ہبہ کرنے کی کوئی گفتگو فرمائی تھی؟ تو سیدہ سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں صاف فرماتی ہیں مجھ سے براہِ راست سید عالم ﷺ نے کوئی ایسی گفتگو نہیں فرمائی تھی بلکہ میری لونڈی ام ایمن نے مجھے یہ بات بتائی ہے اور اسی بات پر فدک کا تقاضا کر رہی ہوں۔''

طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۱۳۲ سے بلفظہٖ ترجمہ عرض کرتا ہوں:۔

''تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا آپ کے والد گرامی مجھ سے بہتر تھے اور بخدا تم میری بیٹیوں سے بہتر ہو اور یقین جانئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ہم کسی کو اپنے زیر تصرف اموال کا وارث نہیں بناتے۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہے، یعنی اموال جو قائم اور باقی ہیں کیا تمہیں اس امر کا قطعی علم ہے کہ تمہارے والد گرامی نے تمہیں یہ اموال اور یہ اراضی عطا کی ہیں؟ اگر تم اثبات میں جواب دو اور ہاں کہہ دو، تو میں آپ کا قول قبول کرلوں گا اور آپ کے دعویٰ کی تصدیق کردوں گا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ام ایمن آئی تھی اور اس نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دے دیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خود تم نے زبان رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ فدک تمہارا ہے؟ اگر تم اس طرح کہو کہ خود میں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، تو پھر فدک یقیناً تمہارے لئے ہے، میں آپ کے دعوے کی تصدیق کروں گا اور آپ کے فرمان کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے صحیح صورت حال اور واقعہ کی اصلیت بتلا دی ہے (میری معلومات اس معاملہ میں بس یہی ہیں)۔'' **کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ اتنی اہم بات خود سیدہ کو نبی پاک نے نہ بتائی اور ام ایمن کو بتادی تھی؟** یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے شرح ابن الحدید کے الفاظ ہیں کہ جب سیدہ نے فدک طلب کیا تو حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! تم میرے نزدیک صادقہ اور امینہ ہو اصل الفاظ یہ ہیں قَالَ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ لَمَّا طَلَبَ فَدَكَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ اَنْتِ الصَّادِقَةُ الْاَمِيْنَةُ عِنْدِيْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَهِدَ اِلَيْكِ عَهْدًا اَوْ وَعَدَكِ وَعْدًا صَدَّقْتُكِ وَسَلَّمْتُ اِلَيْكِ فَقَالَتْ

لَمْ يَعْهِدُ اِلَيَّ فِیْ ذَالِکَ ترجمہ: اگر رسول اللہ ﷺ نے تم سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد یا وعدہ کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں اور فدک تمہارے حوالے کر دونگا تو سیدہ نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھ سے فدکؑ کے معاملے میں کوئی عہد نہیں فرمایا تھا۔

## حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ کائنات حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کے پیغام کے جواب میں جو فرمانِ رسول ﷺ پیش کیا وہ مابین فریقین متفق علیہ ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب فرمانِ رسول ﷺ پر مبنی ہے کہ نَحْنُ الْاَنْبِیَاءُ لَانُوَرِّثُ دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا اِلَّا عِلْمًا وَّحِکْمَۃً جب اللہ کریم ذوالجلال والاکرام اپنے مقبول اور محبوب بندوں کی صداقت آشکار کرتا ہے تو پھر خود منکر کو بھی اقرار کئے بغیر چارہ کار نہیں رہتا اور یہاں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کا معاملہ ہے جو متقین کے امام ہیں جمیع صحابہ کرام بشمول علی حیدر کرار سب کے امام ہیں اور آج بھی قربِ رسول کے اعلیٰ ترین مقام پر گنبد خضرا میں سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ تشریف فرما ہیں لہٰذا اللہ کی قدرت کاملہ سے کتب شیعہ میں بھی سند صحیح سے یہ فرمان رسول چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طلب فدک کے جواب میں پیش کیا۔ لہٰذا اصل عبارات سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَذَالِکَ اَنَّ

اَلْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَ اِنَّمَا اَوْرَثُوا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا (اصول کافی ج ا ص ۳۲ اصول کافی جلد اول ص ۳۴)

(۲) فرات نے بیان کیا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ابراہیم بن ذکریا قطفائی نے اس نے کئی واسطوں سے عبداللہ بن ابی اوفی سے قَالَ مَا وَرَثَتِ الْاَنْبِیَآءُ مِنْ قَبْلِیْ، قَالَ وَ مَا وَرَثَتِ الْاَنْبِیَآءُ مِنْ قَبْلِکَ؟ قَالَ کِتَابُ رَبِّهِمْ وَ سُنَّتُ نَبِیِّهِمْ.

ترجمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء کرام نے میراث نہیں چھوڑی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاءِ کرام نے وراثت میں کیا چیز چھوڑی؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور اپنی سنت انہوں نے وراثت میں چھوڑی (تفسیر فرات کوفی مصنفہ فرات بن ابراہیم شیعی ص ۱۸۲)

(۳) قرب الاسناد ص ۴۴ طبع تہران جدید پر یہی حدیث موجود ہے

(۴) قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ دَاوٗدَ وَرِثَ عِلْمَ الْاَنْبِیَآءِ وَاِنَّ سُلَیْمَانَ وَرِثَ دَاوٗدَ وَ اِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَیْمَانَ وَاِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّدًا الخ (اصول کافی (عربی) ص ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان کے وارث ہوئے اور ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور ہمارے پاس تورات انجیل و زبور اور الواح موسیٰ میں موجود واضح بیان کا علم ہے۔

(مترجم اصول کافی جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ کراچی)

اس حدیث کی شرح میں ملا خلیل قزوینی لکھتا ہے۔ ''سلیمان بمیراث گرفت علم راز داؤد
ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام سے علم کی میراث پائی (صافی شرح اصول کافی جزو سوم ص ۱۴۹)

اصول کافی عربی وار دو مترجم اور کافی کی شرح صافی سے صفحہ نمبر تک اس لئے دیئے ہیں کہ جس کے پاس جو بھی کتاب ہو وہ تسلی کر لے کہ انبیاء کرام کی مالی میراث نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث صرف علم ہوتا ہے۔

(۵) اب ایک حدیث درج کرتا ہوں جو شیخ صدوق سے مرفوعاً مذکور ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور مستند ہیں حدثنا الحسین بن ابراهیم قال حدثنا علی بن ابراهیم عن ابیه ابراهیم بن هاشم عن عبد الله بن میمون عن الصادق.. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوْرِثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَّرَّثُوْا الْعِلْمَ (کتاب الامالی والمجالس مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۷ المجلس الرابع مطبوعہ قم)

ترجمہ: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک علماء ہی انبیا کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء دینار اور درہم اپنی وراثت میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت ان کا علم ہے۔ اس حدیث کے امام جعفر صادق سے لے کر شیخ صدوق تک چار راوی ہیں۔

پہلا راوی عبداللہ بن میمون ہے جسے شیعہ کتب رجال نے امام محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے بلکہ حضرت امام محمد باقر نے اسے مکہ کے چار نوروں میں سے ایک نور قرار دیا

ہے اور عبد اللہ مامقانی نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ یہ فقہائے شیعہ میں سے ہے اور ثقہ ہے (دیکھیں رجال الحلی ص ۱۰۸ تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۲۰ رجال کشی ج ا ص ۳۹)

دوسرا راوی ابراہیم بن ہاشم ہے جو امام رضا کے اصحاب خاص میں سے ہے (دیکھیں تنقیح المقال جلد اول ص ۳۹)

تیسرا راوی علی بن ابراہیم ثقۃ فی الحدیث ثبت معتمداً صحیح المذہب (تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۶۰ جامع الرواۃ ج ا ص ۵۴۵)

چوتھا راوی حسین بن ابراہیم وہ شخصیت ہے کہ شیخ صدوق کی اکثر روایات اسی سے ہیں اور یہ بات اسکی ثقاقت پر شاہد ہے (تنقیح المقال ج ا ص ۳۱۵ جامع الرواۃ ج ا ص ۲۳۰)

شیعہ کتب رجال سے اس حدیث کی سند پر ہم نے بالتفصیل دلائل اس لئے دیئے ہیں کہ خود شیعہ عوام وعلماء پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو جائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت سے انہیں بھی انکار کی کوئی راہ نہ مل سکے

## حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس کیوں نہ لیا؟

کتب شیعہ پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں سَلَکَ لَھُمْ طَرِیْقَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کا تھا (شرح ابن الحدید جلد چہارم صفحہ ۸۶)

ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر ہے کہ جب معاملہ خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا مَنَعَ مِنْهُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّاَمْضَاهُ عُمَرُ فرمایا کہ مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور عمر فاروق نے بھی اسے جاری رکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغِ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ جبکہ آپ برسر اقتدار بھی تھے، شیر خدا بھی تھے اور اہل بیت کا حق آسانی سے لوٹانے پر ہر لحاظ سے قادر تھے!

یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ ایک مسلمان عادل حاکم پر فرض ہے کہ مظلوم کی داد رسی کرے اور ظالم سے غصب شدہ حق مظلوم کو واپس دلائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں باغِ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ اس سوال کے نعمت اللہ جزائری نے انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ اور صاحب تہذیب المتین نے جلد اول ص ۳۲۶ پر یہ جواب دیا اَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ مُتَمَكِّنًا فِیْ وَقْتِ خَلَافَتِهٖ مِنْ اَقَامَةِ الْاَحْكَامِ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں اقامتِ احکام پر جیسا کہ چاہیے اس طرح قادر نہ تھے۔

ہم اس جواب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ شیر خدا کی قوت کا انکار اور صریح گستاخی ہے اس سے آپ کو ضعیف اور کمزور ثابت کیا گیا اور مستضعفین فی الارض کیلئے سورہ نساء کی شرح میں تفسیر صافی جلد اول ص ۳۸۷ کے مطابق ہجرت فرض ہو جاتی ہے جبکہ حضرت علی نے ہجرت بھی نہ کی لہٰذا ہم اہل سنت کا سوال قائم رہا۔

دوسرا جواب کتب شیعہ انوار نعمانیہ، مجالس المومنین، تہذیب المتین، کشف الغمہ اور طعن الرماح وغیرہ میں یہ دیا گیا کہ اس معاملہ میں (نعوذ باللہ) فدک نہ دینے والے اور فدک کا مطالبہ کرنے والی دونوں شخصیات کا معاملہ ماضی کا ایک حصہ بن گیا لہٰذا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک واپس نہ لیا۔ ہم کہیں گے کہ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم واپسی کی قدرت ضرور تھی اگر ایسا ہے تو جواب اول اور جواب دوم میں زبردست تضاد ہے جو خود اہل شیعہ کے بطلان کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا تو اے اہل شیعہ! تم آج تک فدک کو کیوں ایک ایشو بنائے بیٹھے ہو اس صورت میں تمہارا عمل حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہے۔ بالفرض والمحال باغِ فدک مغصوبہ شے ہے تو اب یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا واپس لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ناجائز ہوتا۔ جب واپس لینا حق ہے تو حق کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ باطل پر اپنے دورِ خلافت میں نعوذ باللہ عمل کرتے رہے؟ یہ سراسر باطل ہے اور اس سے کئی مرتبہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں باطل لازم آتا ہے لہٰذا جس سے باطل لازم آتا ہو وہ خود باطل ہوتا ہے۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضور شیخین طیبین طاہرین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باغِ فدک کے بارے میں طریقہ وعمل یکساں ہے اور یہی حق ہے۔ اللہ کریم اہل سنت و جماعت کی طرح اہل شیعہ کو بھی اسی حق کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین: مزید ائمہ اہل بیت کے عقائد باغِ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا

ہوں تاکہ قلبِ سلیم کیلئے اپنے عقائد درست کرنے میں کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو۔

## فرمان حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ

وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ رُجِعَ الْاَمْرُ اِلَيَّ لَقَضَيْتُ فِيْهِ بِقِضَآءِ اَبِیْ بَكْرٍ ترجمہ: فرمایا اللہ کی قسم اگر باغِ فدک کا یہی معاملہ میرے سپرد کر دیا جائے اور مجھے فیصلہ کرنے کو کہا جائے تو میں بھی وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز فی الاخبار الواردہ فی فدک)

## فیصلہ صدیقی حق ہونے میں حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان

قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَر مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ اَرَاَيْتَ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ هَلْ ظَلَمَكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا اَوْقَالَ ذَهَبَا مِنْ حَقِّكُمْ بِشَيْءٍ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا مَا ظَلَمَنَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَفَاَتَوَلَّاهُمَا قَالَ نَعَمْ وَيْحَكَ تَوَلَّهُمَا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲، تحفہ جعفریہ ج ۳، ص ۲۰۱)

ترجمہ: ابو عقیل کہتے ہیں میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان کیا ابوبکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا؟ یا انہوں نے

(باغِ فدک کے سلسلے میں) تمہارے حق کو دبائے رکھا؟ فرمایا۔نہیں اس اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ تمام جہانوں کیلئے وہ نذیر بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں۔ کیا میں ان سے محبت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔ تو برباد ہو جائے انہیں دونوں جہانوں میں دوست رکھ"۔

اس کے بعد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ موجودہ دور کے تمام اہل شیعہ اور تمام مستشرقین زدہ مورخین کیلئے نہ صرف مشعل راہ ہیں بلکہ باغِ فدک کے مفروضہ کے بانیوں کی نشاندہی کیلئے بھی کافی ہیں اور ان کیلئے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا جو فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ فَعَلَ اللّٰهُ بِالْمُغِيرَةِ وَبَنَانَ فَإِنَّهُمَا كَذِبَا عَلَيْنَا أَهْلُ الْبَيْتِ۔

ترجمہ: فرمایا مغیرہ اور بنان سے اللہ نپٹے کہ ان دونوں نے باغِ فدک کے سلسلہ میں ہم اہل بیت پر جھوٹ گھڑا۔

یہی دو مرکزی راوی شیعہ کتب میں وہ ہیں جنہوں نے اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان بغض و عداوت کے فرضی واقعات گھڑے ہیں رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا تذکرہ ابوالخطاب میں بھی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل وہ الفاظ ہیں جو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان پر لعنت کے بعد ارشاد فرمائے آپ نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَالَ فِينَا

مَالَانَقُوْلُهٗ فِیْ اَنْفُسِنَا (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: ''فرمایا لعنت ہو ہر اس شخص پر جس نے ہمارے بارے میں وہ کہا جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا''۔

الحمدللہ! باغِ فدک میں فیصلۂ شیخین رضی اللہ عنہما حق ہونے کے بارے میں ہم نے اہل بیت پاک کے ائمہ کرام کے فیصلے، حضور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اپنے دورِ خلافت میں فیصلہ شیخین کو ہی برقرار رکھنا اور حضور سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا شیخین پر تادم آخر راضی رہنا ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ کون سا راستہ منتخب کرتے ہیں؟ اہل بیت پاک والا یا ان کا راستہ جن پر حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے لعنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین!

# باب سوم

## خلفاء ثلاثہ (حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم) کے نبی اور آلِ نبی سے خاندانی اور نسبی تعلقات

ہر دور میں انسان کا اپنے لئے نئے رشتوں کا انتخاب انتہائی اہم مرحلہ رہا ہے۔ رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف

رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف ہے۔ خدانخواستہ مسلمان میاں بیوی میں سے کوئی بھی مرتد ہوکر کفر اختیار کرلے تو فوراً یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خیالات کی ہم آہنگی اور جسمانی حسن کے ساتھ ساتھ نسبی و خاندانی طہارت و شرافت، دین داری، مکارم اخلاق اور اللہ اور اس کے رسول سے قرب کی اقدار ڈھونڈنا جب عام مسلمان کے لئے معیار قرار پائیں تو حضور نبی پاک ﷺ اور آئمہ اہل بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاں تو نئے رشتوں کے انتخاب میں اس سے کروڑوں درجے بڑھ کر نسبی و خاندانی طہارت اور دینی فضیلت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ سبحان اللہ!! اسی سے اندازہ لگائیں کہ اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب کریم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک شیخین طیبین طاہرین حضور سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی کیا ہی عظیم نسبی و ایمانی طہارت و نظافت اور بزرگی و فضیلت ہے کہ ہمارے پاک، صاحبِ لولاک نبی ﷺ نے دولہا بن کر جن کے گھر جانا پسند کیا اور ان پاک ہستیوں کو اپنا سسر بنالیا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان دیکھیں کہ یکے بعد دیگرے نبی پاک ﷺ کی دو حقیقی بیٹیاں جن کے نکاح میں آئیں۔ حضور سید عالم ﷺ جنہیں اپنے حرم پاک بنائیں اور اللہ کے قرآن کی رو سے وہ امت کی مائیں قرار پائیں تو اے شیعو! خدارا ذرا سوچو! حضور اقدس ﷺ کی تمام ازواج مطہرات وطیبہ و طاہرہ بیویاں بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ

رضی اللہ عنہما اور حضور سید عالم ﷺ کے یہ سسر حضور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما اور حضور ﷺ کے ذوالنورین لقب پانے والے داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیا تمہاری تبرابازی کا محل ہیں؟ گھر حضور ﷺ کا، سسر حضور ﷺ کے، داماد حضور ﷺ کے اور تم ہو اور تمہارے جاہل ذاکر ہیں کہ شب و روز تمہیں ان کی بے ادبی اور گستاخی بلکہ استغفر اللہ! نقلِ کفر، کفر نباشد، ان پر تبرابازی کرنے پر تمہیں لگایا ہوا ہے۔ خدا لگتی کہنا، اب جھوٹ نہ بولنا، تقیہ کی لعنت کو زیب کلام نہ کرنا اور اندر کچھ اور باہر کچھ یعنی منافقت کو دور رکھ کر صاف صاف بتانا کہ تمہاری امام بارگاہوں میں ہمیشہ تمہارے ذاکروں اور مجلسیں پڑھنے والوں نے اور تمہارے مذہب کو تحریری لٹریچر کی شکل دینے والوں نے تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب فروع کافی جلد سوم صفحہ ۳۴۲ کتاب الصلوٰۃ باب التعصب الخ مطبوعہ تہران طبع جدید پر اور تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب ''تحفۃ العوام حصہ اول صفحہ ۱۷۸ باب ۲۰ ماہ محرم کے اعمال میں مطبوعہ لکھنو طبع قدیم پر'' ہر نماز کے بعد تمہیں کن ہستیوں پر لعنت بھیجنے اور تبرابازی کرنے کا سبق دیا ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے میرا تو ضمیر اور قلم یہ عبارات لکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ صرف دعوتِ فکر اور دعوتِ ایمان دینے کیلئے نشاندہی کر دی ہے اور تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو!!!۔

قبر تمہاری منتظر ہے۔ ہر قبر میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وازواجہٖ وسلم جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ابھی وقت ہے مرنے سے پہلے پہلے ابھی اور اسی وقت ان امہات المومنین اور حضور سیدنا صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین و تبرا بازی پر مبنی کفر خالص سے توبہ کرو۔ **قبر میں حضور پرنور سید عالم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ کیا قبر و حشر**

میں ان ہستیوں کی گستاخی و بے ادبی والا نامہ اعمال لے کر اپنے نبی کے سامنے پیش ہونے کا تصور کر کے تم پر کبھی خوف اور لرزہ طاری نہیں ہوا؟ تمہاری بیوی اور تمہارے سسر اور تمہارے داماد پر تمہارا ہمسایہ یا دور و نزدیک سے کوئی آدمی دن میں پانچ مرتبہ ان پر لعنت بھیجے اور انہیں گالیاں دے اور دوسروں کو بھی اس پر ہر وقت اکسائے یا دوسری صورت یہ کہ تمہاری بیوی اور سسر اور داماد کا نام تو نہ لے لیکن اس کی گالیوں اور لعنت کا یقینی مصداق و مراد خود تمہارے نزدیک بھی تمہاری بیوی اور تمہارا سسر اور تمہارا داماد ہی ہو تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے کہ تمہارا ایسے آدمیوں کے بارے میں کیا رویہ ہوگا؟ اسی پر اپنے پیارے نبی کی بیویوں، ان کے سسر اور ان کے دامادوں کو قیاس کر لیں۔ انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی اور بے شک ہدایت صرف اللہ کریم کی طرف سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کا ادب و احترام کر کے آخرت میں سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آئیں خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئمہ اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی رشتہ داریوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کی نسل اور نسب کے تحفظ کیلئے نکاح کو بنیاد قرار دیتا ہے جس کیلئے چھپ کر نہیں بلکہ سرِ عام شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح کو ضروری اور مجمع مسلمین میں نکاح کو مزید مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمان معاشرے میں عقلی طور پر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی رشتے کو پوشیدہ رکھا جا سکے یا کسی کے قریبی رشتے کا انکار کیا جا سکے لہٰذا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو دو مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد

قرار دینا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہم زلف ہونا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی دو حقیقی پوتیوں کا حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا حقیقی بہو بننا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حقیقی نواسے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی پوتی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح ہونا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کا داماد بننا اور خلیفہ دوئم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ فاطمہ زہرا و حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما کی لختِ جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر ان کا داماد بننا اور انہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات اسلامیہ میں حضرت شہر بانو کا مال غنیمت میں آنا اور خود حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت شہر بانو کا نکاح پڑھانا۔ اور ان سے نسل سادات جاری ہونا۔ اور سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو حقیقی بیٹیوں کا آنا اور اس طرح آپ کو پوری امت میں امتیازی لقب ذوالنورین عطا ہونا ایسے حقائق ہیں جو خود تمام کتب شیعہ کو بھی تسلیم کرنے پڑے۔ میں نے کتب کی جلد، صفحہ نمبر حتیٰ کہ مطبع تک بھی تفصیل سے درج کر دیئے ہیں تاکہ کسی قسم کی شبہ کی گنجائش نہ رہے اور اس کی تصدیق خود شیعہ علماء کے پاس جا کر ان کے پاس موجود کتب سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اب میں دعوت فکر دیتا ہوں ان لوگوں کو جو اہل بیت پاک سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ ان ائمہ اہل بیت پاک کے جو پاک رشتہ دار ہیں جس طرح اہل بیت پاک نے انہیں فضیلت دے کر اور ان کی فضیلت مسلم سمجھ کر ان سے رشتہ داری قائم کی۔ اہل شیعہ کو بھی چاہیے کہ بالکل اہل بیت کی اتباع کرتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ان کی محبت کو اپنا ایمان سمجھیں۔

# حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نبی و آلِ نبی سے خاندانی ونسبی تعلقات

۱۔ پہلا رشتہ یہ ہے کہ اللہ کے محبوب کا سسر ہونے کا شرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق کی لختِ جگر ہیں اور حضور ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں لہٰذا قرآن پاک میں اللہ کے فرمان کی روشنی میں تمام مومنوں کی ماں ہیں اور جو ماں کا بے ادب ہو وہ کیسے جنت میں جا سکتا ہے۔ اور ایسی روحانی ماں کہ جن کے مقدس حجرہ مبارکہ میں امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللعالمین ہمارے آقا و مولا حضور پرنور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ام فروہ کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دادا اور نانا لگتے ہیں۔ اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۸۶ پر ہے

"امام جعفر صادق ۸۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور شوال ۱۴۸ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپکی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر تھیں اور ام فروہ کی والدہ اسما بنت عبدالرحمان بن ابوبکر تھیں۔"

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ولدنی الصدیق مرتین (احقاق الحق صفحہ ۷ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نجف اشرف جدید) ترجمہ: میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں دو مرتبہ شامل ہوں یہ بھی ارشاد فرمایا اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ

جَدِّیْ ھَلْ یَسُبُّ اَحَدٌ اٰبَآءَہٗ لَا قَدَّمَنِیْ اِنْ لَا اُقَدِّمَہٗ (احقاق الحق صفحہ ۷) ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے بڑوں کو گالی دینا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے کسی قسم کی شان وعزت نہ دے اگر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان وعزت کو نہ مانوں"

۴۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم زلف ہیں (۱۔ منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۴ مطبوعہ ایران ۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۹ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۸۳) ۴۔ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت قاسم اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زین العابدین حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں۔

۵۔ "حضرت سیدنا عبد الرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں حفصہ اور ہند یکے بعد دیگرے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں آئیں" (ابن الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۵ وصفحہ ۸ مطبوعہ بیروت) اس سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو حقیقی پوتیاں حضرت مولا علی کی حقیقی بہوتھیں اور حضرت امام حسین حضرت ابوبکر کے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن کے حقیقی داماد ہیں (رضی اللہ عنہم)

۶۔ خلیفۃ الرسول خلیفۂ بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر حضرت اسماءؓ ہیں ان کے لختِ جگر تاریخِ اسلام کے نامور اور شجاعِ امت حضرت سیدنا عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آج بھی مکہ مکرمہ میں ان بے مثل ماں بیٹا دونوں کے مزارات کی اکٹھی زیارت کی جاسکتی ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں اور ان کی شادی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ہوئی۔ شیعہ تاریخ کا حوالہ ملاحظہ ہو

''زید بن حسن پسر نخستین حسن علیہ السلام است۔۔۔۔ آنکہ خواہرش ام الحسن کہ از جانب مادر نیز باو برادر بود بہ عبداللہ بن زبیر شوے کرد''

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام زید ہے ان کی بہن ام الحسن کہ ماں کی طرف سے بھی زید جن کے حقیقی بھائی تھے وہ عبداللہ بن زبیر کی بیوی تھیں۔'' (ناسخ التواریخ زندگانی حسن مجتبیٰ ج ۲ ص ۱۷۲ طبع جدید ایران)

۷۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶۸ مطبوعہ بیروت سن طباعت ۱۹۵۸)

## حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی و نسبی تعلقات

۱۔ رشتہ اول یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں اور ام المومنین ہونے کا انہیں شرف حاصل ہے۔ اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ کے سسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس طرح اوپر گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نبی پاک ﷺ کے سسر ہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مرویہ شیعہ و سنی است کہ حضور رسول ﷺ فرمود مَنْ زَوَّجَنِیْ وَتَزَوَّجَ مِنِّیْ مِنَ الْاُمَّۃِ اَحَدٌ لَا یَدْخُلُ النَّارَ لِاَنِّیْ سَئَلْتُ اللّٰہَ وَعَدَنِیْ بِذَالِکَ (تفسیر لوامع التنزیل جلد دوم صفحہ ۲۷۴ جز ثانی در حدیث نبوی ہر کہ بمن دختر دہد مطبوعہ لاہور طبع قدیم) ترجمہ: جس نے مجھ سے شادی کی اور

جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہ جائے گا کیوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں سوال کیا تھا اور اس نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے۔"

۲۔ نبی پاک ﷺ کے سسر ہونے کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے داماد بھی ہیں اور یہ بہت بڑا اشرف ہے۔ حوالے ملاحظہ ہوں

☆ ۱۔ نقلہ حدیث از طرق معتبرہ نقل نمودہ اند کہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین و فاطمہ زہرا والدہ زید بن عمر و رقیہ بنت عمر در حیاۃ حضرت حسن مجتبیٰ در مدینہ طیبہ از دنیا رحلت فرمود -------- علی القول الصحیح امیر المومنین را از بنات دو زینب بود و دو ام کلثوم، زینب کبریٰ زوجہ عبداللہ بن جعفر بود و ام کلثوم کبریٰ زوجہ عمر بن الخطاب بود و ہر دو از صدیقہ طاہرہ بودند

(منتخب التوارخ مصنفہ ہاشم خراسانی شیعی ص ۹۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: "راویوں کے کئی معتبر سلسلہ ہائے اسنادِ رواۃ سے حدیث نقل ہے کہ حضرت ام کلثوم ، حضرت علی اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) دونوں کی بیٹی ہیں اور زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر کی والدہ ہیں۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی حیات ظاہرہ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ صحیح قول کے مطابق حضرت علی کی زینب نام کی دو بیٹیاں ہیں اور ام کلثوم نام کی بھی آپکی دو بیٹیاں ہیں۔ ان میں زینب کبریٰ، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی بیوی ہیں اور ام کلثوم کبریٰ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور یہ دونوں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں۔"

☆ ۲۔ رَفِّئُوْنِیْ رَفِّئُوْنِیْ قَالُوْا اِیَّمَا ذَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ تَزَوَّجْتُ اُمَّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ سَبَبٍ وَّ نَسَبٍ

وَصِهْرِ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ وَصِهْرِيْ (۱۔ شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید ج ۳ ص ۱۲۴ تزویج عمر بام کلثوم بنت علی مطبوعہ بیروت بڑا سائز ۲۔ ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۱۲۹۶ طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی ۳۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس صحابہ میں فرمایا مجھے مبارک دو مجھے مبارک دو! انہوں نے کہا امیر المومنین! کس چیز کی؟ فرمایا میں نے حضرت مولا علی ابن ابی طالب کی صاحبزادی ام کلثوم سے شادی کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کل قیامت کو ہر سبب، نسب اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ صرف میرا سبب، نسب اور سسرال باقی رہے گا۔

☆ ۳۔ شیخ مفید نے ارشاد میں کہا ''وام کلثوم الکبریٰ تزوجھا عمر'' حضرت علی کی بڑی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (مناقب شہر آشوب جلد سوم ص ۳۰۴)

☆ ۴۔ شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتب یعنی کتبِ صحاح استبصار جلد سوم ص ۳۵۲ مطبوعہ تہران طبع جدید، تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والمواریث اور فروع کافی جلد پنجم ص ۱۴۵ کتاب الطلاق میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات موجود ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے آئے اس سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ بیوہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارے۔ اگر یہ فرضی واقعہ ہو تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عدت کے مسئلہ میں اس واقعہ سے استدلال بے معنی اور باطل ہو جائیگا اور وہ بھی شیعہ کی صحاح

اربعہ جیسی معتبر ترین کتب سے۔

☆ ۵۔ ایک اور مسند اور مرفوع حدیث میں یہی چیز قرب الاسناد جلد دوم ص ۱۰۹ مطبوعہ تہران طبع جدید پر بیان ہوئی ہے اِنَّ عَلِیًّا نَقَلَ اِبْنَتَهٗ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فِیْ عِدَّتِهَا حَیْثُ مَاتَ زَوْجَهَا عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ لِاَنَّهَا كَانَتْ فِیْ دَارِ الْاَمَارَةِ ترجمہ: (حذف اسناد) یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے گئے جبکہ ان کے خاوند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وصال کر گئے کیونکہ اس وقت وہ دارالامارۃ میں اپنی عدت گزار رہی تھیں۔ (قرب الاسناد مصنفہ ابی عباس عبداللہ بن جعفر قمی شیعی جز دوم ص ۱۰۹ کتاب النفقات باب النفقہ علی الحامل المتوفی عنھا زوجھا مطبوعہ تہران طبع جدید)

اس حدیث کے تین راوی غیر معصوم اور باقی سب آئمہ معصوم ہیں جن کی ثقاہت کے بارے میں کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تین غیر معصومین میں پہلے راوی محمد بن حسین بن ابی خطاب کو تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۰۶ پر علامہ مامقانی نے حضرت امام موسیٰ رضا کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اور اسے ثقہ گردانا ہے۔ دوسرا راوی عبداللہ بن جعفر حمیری ہے جس کے بارے میں علامہ مامقانی نے اپنی اسی کتاب کی جلد ۲ ص ۱۷۴ پر اسے ثقہ لکھا ہے۔ تیسرا راوی محمد بن عبداللہ بن جعفر ہے جسے تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۳۸ پر علامہ مامقانی نے لکھا كَانَ ثِقَةً وَجِیْهًا كَاتِبِ صَاحِبِ الْاَمْرِ ترجمہ: محمد بن عبداللہ ثقہ وجیہہ اور صاحبِ امر کا کاتب تھا۔

ہر دور اور زمانے کے شیعہ مجتہدین نے نکاحِ ام کلثوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تسلیم کیا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں (حوالوں کی ترتیب پچھلے نمبر شمار سے ہی آگے چلے گی)

☆ ۶۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ فروع کافی میں جلد ۵ ص ۱۱۵ کتاب الطلاق اور ج دوم ص ۳۱۱ پر

☆ ۷۔ ابو جعفر طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری نے تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والمواریث میں

☆ ۸۔ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری نے شافی میں ص ۱۶ بمع تلخیص الشافی مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۳۰۱ھ

☆ ۹۔ ابن ابی حدید م ۶۵۴ھ نے شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۴ پر

☆ ۱۰۔ زین الدین احمد عاملی م ۹۶۴ھ نے مسالک الافہام میں باب لواحق العقد جلد اول سن طباعت ۱۲۷۳ ہجری

☆ ۱۱۔ نور اللہ شوستری م ۱۰۱۹ھ نے مجالس المومنین جلد اول ص ۴۵۱ اور اسی کتاب کی ج اول ص ۲۰۴ پر

☆ ۱۲۔ ملا خلیل قزوینی م ۱۰۷۹ھ نے صافی شرح اصول کافی ج ۳ ص ۲۸۲ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم پر

☆ ۱۳۔ علامہ شہر آشوب نے المناقب جلد سوئم ص ۳۰۴ پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی مبارک حضرت ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے پورے شرح صدر کے ساتھ تسلیم کی ہے۔

☆ ۱۴۔ "اُمُّ كُلْثُومٍ مِنْ فَاطِمَه وَ اِسْمُهَا رُقَيَّه خَرَجَتْ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَوْلَدَهَا زَيْداً" ترجمہ: ام کلثوم بنت فاطمہ کا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا ان

سے ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام زید تھا (عمدۃ الطالب ص ۶۳ مطبوعہ نجف اشرف)

☆ ۱۵۔ شیخ عباس قمی لکھتا ہے۔ ''چہار نفر از ایشاں امام حسن و امام حسین و زینب کبریٰ ملقب بہ عقیلہ و زینب صغریٰ است کہ مکناۃ است بام کلثوم و مادر ایشاں حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ النساء است'' ترجمہ: حضرت امیر المومنین سیدنا حضور شیر خدا رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے چار افراد امام حسن، امام حسین، زینب کبریٰ جن کا لقب عقیلہ تھا، اور زینب صغریٰ جن کی کنیت ام کلثوم تھی ان چاروں کی والدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں (منتہی الامال ج اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم مطبوعہ تہران) اس کے بعد صاف الفاظ ہیں ''اما ام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است'' ترجمہ: تو ہاں ''ام کلثوم'' بنت فاطمہ کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مختلف کتب میں لکھی ہوئی موجود ہے۔

اسی صفحہ پر شیعہ مورخ علامہ ابن شہر آشوب کے حوالے سے لکھتا ہے ''ام کلثوم را عمر بن الخطاب تزویج کرد'' ترجمہ: ابن شہر آشوب نے کہا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

قارئین محترم! بغیر کسی شک و شبہ کے شیعہ مورخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت مولا علی اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں جن کی شادی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

☆ ۱۶۔ بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں تمام کتب شیعہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کا ذکر کرتی ہیں مثلاً مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد ج اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ میں ہے۔ ''کذالک زوج علی ابنتہ ام کلثوم من عمر'' ترجمہ: اسی

طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کیا۔

☆ ۱۷۔ طراز المذاہب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ''علی علیہ السلام ام کلثوم را باوی تزویج نمود'' ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی (طراز المذہب مظفری مصنفہ مرزا عباسی ص ۳۳)

☆ ۱۸۔ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ ص ۲۰۴ اولاد امیر المومنین علیہ السلام مطبوعہ بیروت طبع جدید میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ نکاح نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتا ہے بلکہ دلائل سے ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح درج ذیل کتب میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ام کلثوم بنت علی بالوضاحت ثابت ہے۔

☆ ۱۹۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ج ۱ حصہ دوم ص ۲۸۷ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع قدیم)

☆ ۲۰۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت

☆ ۲۱۔ ''عَنْ جَعْفَر عَنْ اَبِیْهِ مَاتَتْ اُمَّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَابْنُهَا زَیْدُ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابُ فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ'' ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بیٹا زید بن عمر بن الخطاب ایک گھڑی ایک ساتھ فوت ہوئے (تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳)

# حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین داماد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

# نیز

# چار بنات رسول کا ثبوت ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے

نہ ماننے والوں کے جرم کی سنگینی کے پیش نظر کہتا ہوں کہ جو حضورِ اقدس ﷺ کی اولادِ پاک یعنی آپ کی چار صاجزادیوں کو چار نہ مانے۔ان کے نسلِ رسول ہونے کا ہی انکار کرے تو کیوں نہ ایسوں پر آسمان پھٹ پڑے۔ارے! تیری اگر چار بیٹیاں ہوں اور تیری نسل ہوں اور کوئی تجھے کہے کہ نہیں ان میں سے تیری صرف ایک بیٹی ہے باقی تین تیری ہے ہی نہیں! تُو خود سوچ تجھ پہ کیا گذرے گی؟ پھر اللہ کے محبوب کو ایسی بکواس سے کیوں

ایذا دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (القرآن)

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے پر اس دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے (القرآن) اور یاد رکھیں آپ کی چار صاحبزادیوں کا انکار خود قرآن کا انکار ہے اللہ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ

الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (احزاب:۵۹)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے فرمادیں: اس آیت مبارکہ میں ازواج اور بنات دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ عربی میں جمع کم از کم تین یا زیادہ تعداد کے لئے آتی ہے۔ اللہ نے جمع کا صیغہ فرمایا ہے

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ اس نصِ قطعی کا انکار کرے جو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سیدِ عالم ﷺ کی باقی تین صاحبزادیوں کا انکار کرے کیا اس پر دارین میں لعنت ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو آج تک؛ ذوالنورین؛ کے لقب سے کیوں مورخ یاد کرتے

ہیں؟ اور اس پر شیعہ سنی کتب متفق ہیں۔ جو اپنے نبی کی اولاد جیسی حقیقت کو جھٹلا دے اس سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

☆1۔ یہ کونسا اعتراض ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قریشی تھے ۔لہٰذا حضور سید عالم ﷺ کی شہزادیوں سے ان کا نکاح کیسے ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتون جنت کی شہزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مبارک سید سے ہوا یا قریشی سے؟ یہ عقد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار قریشی سے ہوا جن سے شہزادگان عون ومحمد شہداء کربلا پیدا ہوئے (منتہی الآمال (اہل شیعہ) ج ۱ ص ۲۱۷) حضرت سیدہ زینب بنتِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیدِ عالم ﷺ کی بیٹی کی بیٹی ہیں اور اس طرح حضور ﷺ کی ہی ایک واسطہ سے بیٹی ہوئیں۔ان کا نکاح مبارک خاندان قریش میں ہوا تو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیوں کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے نہیں ہوسکتی جو قریشی ہیں اور سلسلہ نسب میں چھ پشتوں سے سید عالم ﷺ سے جاملتے ہیں۔

☆2۔ برخوردار! سب جانتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور شادی کرنا بحکم رسول ﷺ حرام تھا لیکن ان کے وصال کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۰۴ اور منتہی الآمال جلد اول ص ۲۱۷ باب دوئم فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں باختلافِ مورخین آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں انسان انہی ناموں پر اولاد کے نام رکھتا ہے جن

سے پیار ہوتا ہے آج تک کسی اہلِ اسلام نے اپنی اولاد کے نام شداد، ہامان، نمرود اور فرعون نہیں رکھے کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو پیار نہیں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدہ فاطمہ سے اولاد کے علاوہ باقی ساری اولاد علوی کہلائی شیعہ سنی کتب متفق ہیں کہ ان علوی بیٹوں میں سے حضرت علی نے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (ملاحظہ ہوں کتب شیعہ کشف الغمہ ص ۱۳۲، تاریخ ائمہ ص ۴۳۔) ان میں سے دو بیٹے حضرت ابوبکر و حضرت عمر معرکہ کربلا میں شہید بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان تینوں ہستیوں سے اتنا پیار تھا کہ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ برخوردار! بلاتعصب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچ! مولا علی کے سچے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہمیں بھی سنتِ علیؓ پوری کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ بہر حال! آمدم برسر مطلب!

ہم پوچھتے ہیں کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی اولاد جو علوی کہلائی جن میں حضرت عباس علمدار جیسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔ ذرا سوچ کر بتائیں کیا ان کی مائیں سادات سے تھیں؟ آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ خاندانِ قریش سے تھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تمام شادیاں خاندانِ قریش میں ہوسکتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی عیب بھی نہیں تو حضور پُرنور ﷺ کی حقیقی شہزادیوں میں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یکے بعد دیگرے شادیاں خاندان قریش سے ہی رسول اللہ

ﷺ کی محبوب شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں نہیں ہوسکتیں؟

☆3۔ اسی طرح بھولے اہل اسلام کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا جاتا ہے کہ پھر یہ صاجزادیاں مباہلہ میں کیوں شامل نہ ہوئیں؟ تو جس طرح کہ کتب شیعہ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۲۸، اور منتخب التواریخ ج ۱ ص ۲۴ پر درج ہے کہ حضرت رقیہ ۲ھجری۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ھجری اور سیدہ فاطمہ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ھجری کو ہوا۔ جب مباہلہ ۱۰ھجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ لہٰذا دیگر صاجزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی فضول ہے۔ ہم یہاں معتبر ترین تینتیس (۳۳) کتب شیعہ سے تحقیق پیش کررہے ہیں تفصیلی حوالہ جات سے پہلے ان کتب اور ان کے مصنفین کے نام ذیل میں دے جا رہے ہیں۔ ان پر پہلی نظر ہی اس حقیقت کو واضح کردے گی۔ کہ یہ کتب خود اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر معتبر اور ان کے مصنفین اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر محترم ہیں؟ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے صرف ان کتب شیعہ کے حوالے حضور اقدس ﷺ کی حقیقی چار صاجزادیاں ہونے پر پیش کئے ہیں۔ جو خود اہل شیعہ میں ایک فیصلہ کن اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فیصلہ تو احکم الحاکمین اللہ کریم نے ہی کردیا کہ فرمایا اَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ یعنی محبوب تیری بیویاں اور تیری بیٹیاں اس کے بعد جس کے نصیبوں میں ہدایت ہوا سے مزید کسی حوالے اور فیصلے کی تو ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی خود اہل شیعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کی بات کرتے ہیں کہ یہ جرات تو ان کو بھی نہیں ہوئی اور بلا لحاظ مسلک و مذہب میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آج بھی کسی اہل علم کو نہیں ہے اور نہیں ہونی چاہیے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی حقیقی اور صلبی

CamScanner

چار بیٹیاں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہونے کا انکار کرسکیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکا محولہ کتب کے مصنفین کے ہم نے تاریخ وفات بھی ساتھ درج کر دے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہر دور میں شیعہ مجتہدین متقدمین و متاخرین باوجود ہزار اختلافات کے سید عالم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیاں ہونے پر متفق ہیں۔

## ملاحظہ ہوں چار بناتِ رسول کیلئے محولہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام:۔

سب سے پہلے اہل شیعہ دن رات جنہیں پکارتے ہیں یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِکْنِیْ۔ اس امام زمان و امام غائب کا فرمان جس کتاب کے صفحہ اول پر لکھا ہوا ہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے جو کَافٍ لِشِیْعَتِنَا یعنی جو ہمارے شیعوں کو کافی ہے یعنی

1۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

2۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶ اور ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری کہ جو مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے اور جس نے اہل شیعہ کیلئے عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے اس نے اپنی درج ذیل عظیم تصانیف میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی چار بنات حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مبارک سے تسلیم کی ہیں کتب مع جلد اور صفحہ نمبر اور مطبع تک درج کئے جا رہے ہیں:۔

3۔ تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

4۔ الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۴۸۵ کتاب الجنائز

5۔ تلخیص الشافی جلد ۴ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید

6۔ المبسوط ج ۴ ص ۱۵۸ کتاب النکاح

7۔ قرب الاسناد تصنیف ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی متوفی ۳۰۰ ہجری

8۔ خصال شیخ صدوق ابواب السبعہ جلد ۲ صفحہ ۳۸ تصنیف شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری (بحوالہ مراۃ العقول ج اول ص ۳۵۲)

9۔ بحارالانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، ۱۶۷ باب عدد اولادہ علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

10۔ حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۱۰۲۷، اسی جلد میں باب فضائل خدیجہ ص ۵۷ تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

11۔ مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی

12۔ کتاب الشافی تصنیف نامور شیعہ مجتہد شیخ مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری (یاد رہے یہ وہی شخصیت ہیں کہ تحریفِ قرآن کے سلسلہ میں اہلِ شیعہ اپنے ائمہ معصومین کی مرفوع روایات کو چھوڑ کر شیخ مرتضیٰ کے مسلک کو اپنانے اور قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کا مناظروں میں دعویٰ کرتے ہیں)

13۔ مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام تصنیف زین الدین احمد عاملی متوفی ۹۶۴ ہجری

14۔ تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۷۷ باب الحاء تصنیف شیخ عبداللہ

مامقانی متوفی ۱۳۲۳ھجری

15۔ ناسخ التواریخ (جلد اول ص ۱۶۴، وقائع سال دوئم ہجری، ج اول ص ۶۶۹ ، ج ۳ ص ۱۹۳ تصنیف لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر متوفی ۱۲۹۷ ھجری

16۔ مجمع البحرین (بحوالہ اعیان الشیعہ ج ۳ ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ)

17۔ نہج البلاغہ (بحوالہ شرح فیض الاسلام وشرح ابن ابی حدید) مصنف سید ابو الحسن شریف محمد رضی متوفی ۴۰۴ ہجری

18۔ مجالس المومنین ج اول ص ۲۰۴ تصنیف نور اللہ شوستری متوفی ۱۰۱۹ ھجری

19۔ انوار نعمانیہ ج اول ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید تصنیف سید نعمت اللہ الجزائری

20۔ اعلام الوراء تصنیف علامہ طبرسی بحوالہ اعیان الشیعہ

21۔ ذبح عظیم ص ۲۴ مطبوعہ لاہور طبع جدید تصنیف سید اولاد حیدر بلگرامی

22۔ منتخب التواریخ باب اول ص ۲۴ حالات ازواج و اولاد پیغمبر تصنیف حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی

23۔ تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنو تصنیف مفتی مظفر حسین احمد علی

24۔ تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۳۳۳ تصنیف ابو علی فضل بن حسن طبرسی

25۔ تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۳۳۲ تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی

26۔ ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت تصنیف ابو الحامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن حدید متوفی ۶۵۶ ہجری

CamScanner

27۔ فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ تصنیف حاجی سید علی تقی المعروف فیض الاسلام

28۔ چہاردہ معصوم ج اول باب پنجم ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران تصنیف عماد الدین حسین اصفہانی

29۔ اعیان الشیعہ ج سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بن محمد ﷺ

30۔ منتہی الآمال ج اول فصل ہشتم باب اول ص ۱۲۵ تصنیف شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ ہجری

31۔ مروج الذہب ج ۲ ص ۲۹۱ تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

32۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

33۔ مناقب آل ابی طالب ج اول ص ۱۶۱ تصنیف علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ ہجری

## 1۔ اصول کافی سے نبی پاک ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا فتویٰ

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ اَلْقَاسِمُ

وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّوُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَالْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:۔ اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی خدیجہ سے طیب و طاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۴ مطبوعہ ایران حالات ازواج و اولاد پیغمبر کے ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمه زینب در سال پنجم از تزویج جناب خدیجة الکبریٰ به پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال پیدا ہوئیں۔ پھر صاحب منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا "لہٰذا

عثمان راذ والنورین میگویند" یعنی اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کوذ والنورین کہتے ہیں۔

3 دختران آنحضرت چهار نفربو دندوهمه از خدیجه بو جود آمدند (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۰۲۷، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

## 4۔ فرمان حضرت امام جعفر صادق از منتہی الامال ومروج الذہب

درقرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب۔

ترجمہ قرب الاسناد میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اولاد طاہر وقاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئی۔ (ا۔ منتہی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵، فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران ۲، مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

5۔ ملاباقر مجلسی خود نبی پاک ﷺ کا فرمان درج کرتا ہے۔ کوئی ہے جو اپنے نبی کے فرمان کو مان لے؟ اور فرمان بھی ایسا جس میں آپ خود اپنی اولاد کی تفصیل بتا رہے ہیں۔

"خدیجہ اورا خدا رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود وقاسم را آورد ورقیہ وفاطمہ وزینب وام کلثوم از وبہم رسید"

ترجمہ:۔ اللہ کریم حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ نے طاہر و مطہر (عبداللہ) اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

(حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

6 در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۰۲۶، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ:۔ قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اقدس سے نبی پاک ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

7۔ اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرأۃ العقول نے ج ۱ ص ۳۵۲ پر بھی نبی پاک کی حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور علامہ ابن شہر آشوب کے "المناقب" سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا۔

## 8 فرمان نبی کریم ﷺ

وَهٰذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَّ خَالَةً وَّخَالُهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَاِبْرَاهِيْمُ وَخَالَتُهُ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ۔

(ذبح عظیم صفحہ ۲۴، مصنفہ سید اولاد

حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید)

ترجمہ:۔ اور فرمایا یہ حسین ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

9 وَاِنَّمَا وَلَدَتْ لَهُ اِبْنَانِ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّفَاطِمَةُ

(انوار نعمانیہ جلد اوّل ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

ترجمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور پرنور نبی کریم ﷺ سے دو صاحبزادے جنے اور آپ سے ہی چار صاحبزادیوں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

قارئین! یہ اس کتاب کا حوالہ ہے جس میں مسلک ائمہ اور مذہب شیعہ کو صحت کے ساتھ نقل کرنے کا اس حد تک اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا میں ہی خود انوار نعمانیہ کے مصنف کا یہ دعویٰ درج ہے۔

قَدِ الْتَزَمْنَا اَنْ لَا نَذْكُرَ فِيْهِ اِلَّا مَا اَخَذْنَاهُ عَنْ اَرْبَابِ الْعِصْمَةِ الطَّاهِرِيْنَ اَوْ مَا صَحَّ

عِنْدَنَا مِنْ كُتُبِ النَّاقِلِيْنَ۔

ترجمہ ہم نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہم اس میں اور کوئی ذکر نہیں کریں گے سوائے اس کے جو ہم نے ائمہ معصومین سے اخذ کیا ہو یا جو کتب ناقلین سے ہم اہل شیعہ کے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے۔

۵۱ : رَوَى الصَّدُوْقُ فِي الْخِصَالِ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللهِ مِنْ خُدَيْجَةَ الْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَ هُوَ عَبْدُاللهِ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ رُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

ترجمہ:۔ شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند سے حضرت ام ابوعبداللہ سے روایت کیا کہ رسول خدا ﷺ کی اولاد جو حضرت خدیجہ سے ہوئی وہ قاسم اور طاہر المعروف بہ عبداللہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

## 11 اہل شیعہ کے ائمہ جرح وتعدیل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں پر اجماع فریقین نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں شیعہ اپنے امام جرح وتعدیل مامقانی کی تصنیف تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۷۹ سے تفصیلاً پڑھ لیں تو انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کے انکار کی کبھی جرات نہ ہوگی کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کو ربیبہ یعنی حضرت خدیجہ کی پچھلی بیٹیاں کہنے والوں کو مامقانی نے خود دندان شکن جواب دئے ہیں کیونکہ مسلک کوئی بھی ہو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹیاں ہمارے نبی کی حقیقی اور صلبی کہوں اور نعوذ باللہ! منسوب کسی اور سے کی جائیں؟ لہٰذا اس عظیم شیعہ محقق نے چار بنات رسول کے عقیدہ کو مابین فریقین متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اِنَّ کُتُبَ الْفَرِیْقَیْنِ مَشْحُوْنَۃٌ بِاَنَّھَا وُلِدَاتْ لِلنَّبِیِّ (ص) اَرْبَعَ بَنَاتٍ زَیْنَبُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَفَاطِمَۃُ وَرُقَیَّۃُ

(تنقیح المقال جلد سوم صفحہ ۷۷ باب الحاء)

ترجمہ:۔ شیعہ سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن

کے نام زینب۔ ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں

(تنقیح المقال جلد ۳ صفحہ ۷۷ باب الحا)

12 ملا باقر مجلسی نے بھی میں واضح طور پر بناتِ رسول چار ہونے پر اجماع فریقین درج کیا ہے۔ دیکھیں مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

13 بلکہ لطف والی بات یہ ہے کہ اسی ملا باقر مجلسی نے مراۃ العقول جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ تاریخ نبینا ﷺ مطبوعہ تہران طبع جدید میں دو مرکزی شیعہ مجتہد شیخ مفیدؒ اور شیخ مرتضیٰؒ کا ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے دلائل سے حضور سید عالم ﷺ کی چار حقیقی صاجزادیوں کو تسلیم کیا اور اس کے بعد دل کھول کر ان میں سے دو صاجزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی تسلیم کی۔ مقام حیرت ہے کہ متقدمین شیعہ میں سے کسی کو یہ جرأت نہ پڑی کہ حضور اقدس ﷺ کی چار صاجزادیوں کے حقیقی ہونے کا انکار کرے۔ اس کے برعکس آج مخالفت کیوں؟

14 اہل شیعہ کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰؒ نے اپنی کتاب الشافی میں اور شیخ طوسیؒ نے اس کی شرح "تلخیص الشافی" جلد ۴ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم حضور اکرم ﷺ کی صلبی اور حقیقی صاجزادیاں ہیں۔

15 وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّةَ وَأُمَّ كُلْثُومٍ عُثْمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ

# لَنْ وَّجَنَاهَا اِیَّاہُ

## (المبسوط جلد چہارم صفحہ ۱۵۸ کتاب النکاح)

ترجمہ "حضور ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دیں جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کے عقد میں دے دیتا"۔ یہاں صاف الفاظ ہیں زَوَّجَ بِنْتَيْهِ کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔

16 چہاردہ معصوم جلد اول باب پنجم صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کر دی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کے بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

17 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۴ او قائع سال دوم ھجری میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں واضح طور پر لکھا کہ

"رقیہ دختر رسول خدا بود"

یعنی "رقیہ حضور پر نور ﷺ اللہ کے رسول کی بیٹی تھیں"۔

## 18 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۶۹ میں لکھا ہے۔

"در ہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند" ترجمہ "حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں ہجرتِ مدینہ کے وقت مکہ رہ گئی تھیں"۔

CamScanner

19 ناسخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۹۳ پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ رسول خدا ﷺ سے پیچھے رہے کیونکہ ”رقیہ دخترِ رسول مریض بود“ کہ ”حضور اقدس ﷺ کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں“۔

20 وَلَدَتْ خَدِيجَةُ لَهُ ﷺ زَيْنَبُ وَ رُقَيَّةَ وَ اُمُّ كُلْثُومٍ وَ فَاطِمَه

ترجمہ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷، باب عدد اولادہ علیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

21 اعیان الشیعہ جس کی دس بڑی بڑی جلدیں ہیں اور شیعوں کی مایۂ ناز کتاب ہے اس میں کتنے واضح الفاظ ہیں ملاحظہ ہوں:۔

وَفِيْ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَرْبَعَ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ اَدْرَكْنَ الْاِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ وَهُنَّ زَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَقَالَ الطَّبَرْسِيُّ فِيْ اَعْلَامِ الْوَرَاءِ وَغَيْرُهُ اِنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ اُخْتِهَا رُقَيَّةَ وَتُوُفِّيَتْ عِنْدَهٗ.

(اعیان الشیعہ جلد سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد 8
صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید)

"مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ان کے نام یہ ہیں زینب۔فاطمہ۔رقیہ اور ام کلثوم۔اعلام الوراء وغیرہ میں طبرسی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جب کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا حضرت رقیہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا تھا۔"

(اعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

22 قارئین اہل شیعہ نے بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں واضح طور پر لکھا ہے۔

اَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ عُثْمَانَ وَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ زَیْنَبَ بِاَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ وَلَیْسَا مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ

(مسالک الافہام شرح "شرائع الاسلام" جلد اوّل مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

ترجمہ:۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کی اور دوسری دختر جناب زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

سے کیا اور یہ دونوں شخص بنی ہاشم سے نہ تھے (مسالک الافہام شرح ''شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد'' جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ )

23 شیعوں نے خود آیت ۵۹ سورہ احزاب کا ترجمہ یوں کیا ہے ''اے پیغمبر بگو مر زنان خود را و مر دختران خود را''

ترجمہ:۔ ''اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرما دو'' (منہج الصادقین جلد ۷ صفحہ ۳۳۲)

24 الحمدللہ! شیعوں کی مشہور کتاب **تحفۃ العوام کی عبارت ملاحظہ ہو** جس میں نبی پاک ﷺ کے بیٹوں اور بیٹیوں پر درود بھیجنے کے بعد ان کی توہین کرنے والوں اور ان کی وجہ سے سید عالم ﷺ کو ایذا دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْقَاسِمِ وَالطَّاھِرِ ابْنَیْ نَبِیِّكَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّةَ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْھَا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْھَا

(تحفۃ العوام حصہ اول باب ۷ ص ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

ترجمہ:۔ اے اللہ! قاسم اور طاہر پر رحمت بھیج ۔ جو دونوں تیرے نبی کے بیٹے ہیں اے اللہ حضور ﷺ کی دختر رقیہ پر

رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی کو اس بیٹی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرما اے اللہ ام کلثوم بنت رسول پر رحمت فرما اور اس کے معاملہ میں نبی پاک کو دکھ اور ایذا دینے والے پر لعنت فرما (تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

25 فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۵٦ نولکشور پر امام جعفر صادق نے کئی بیٹیاں پیدا ہونے پر شکوہ کرنے والے ایک شخص کو ڈانٹا اور اسے اپنے نبی کی مثال دی اور پھر اسی کتاب کی ج ٦ ص ٦ باب فضل البنات مطبوعہ تہران طبع جدید پر واضح الفاظ ہیں

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ:۔ نبی پاک ﷺ ایک سے زائد بیٹیوں کے باپ تھے۔

26 اہل شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے دو کتب حدیث

کتاب الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۴۸۵ کتاب الجنائز اور تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱٦۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں ۔امام جعفر صادق نے فرمایا

وَاِنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ تُوُفِّیَتْ وَاِنَّ فَاطِمَۃَ عَلَیْہَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِیْ نِسَآئِہَا

فَصَلَّتْ عَلٰی اُخْتِہَا۔

"فرمایا حضرت زینب بنت رسول خدا کا جب وصال ہوا تو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیگر عورتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی"

27 تفسیر مجمع البیان ج ۲ صفحہ ۳۲۳ میں واضح طور پر درج ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ امْرَأَتُہٗ رُقَیَّۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ

(تفسیر مجمع البیان ج۲ جزو سوم ص ۳۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔عثمان ابنِ عفان جو ہیں ان کی بیوی رقیہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔

28 شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران پر شیعہ محلق کے الفاظ ملاحظہ ہوں عثمان رقیہ و ام کلثوم رابنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھمیری خود در آدرد ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ﷺ ہیں

29 مشہور شیعہ مورخ مسعودی "رقیہ بنت رسول اللہ" یعنی "رسول اللہ کی بیٹی رقیہ" کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادیِ رسول سے پیدا ہوا جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گیا (التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

30 مسعودی رقم طراز ہے وَ کَانَ لَہٗ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ وَ عَبْدُ اللّٰہِ

الاصغر امھما رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے ''عبداللہ اکبر'' اور ''عبداللہ اصغر'' رسول اللہ کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے (مروج الذہب للمسعودی ج ۲ ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان)

31 شارح نہج البلاغہ نے حضرت عثمان غنی کیلئے ''ذوالنورین'' لقب کی حقیقت کو یوں تسلیم کیا۔

قَالَ شَیْخُنَا اَبُوْ عُثْمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الْاِبْنَتَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.. زَوَّجْتُہٗ اِبْنَتَیْنِ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِیْ ثَالِثَۃً لَفَعَلْتُ قَالَ قَالَ وَلِذَالِکَ سُمِّیَ ذُوالنُّوْرَیْنِ۔

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید جلد ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

ترجمہ: ''ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیٹیاں فوت ہو گئیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔''میں نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا'' راوی کہتا ہے اسی لئے حضرت عثمان کو ''ذوالنورین'' یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں''

CamScanner

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ج ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

32 سبحان اللہ! اہلِ شیعہ کے اہلِ علم کے سرتاج علامہ ابنِ شہر آشوب نے کتاب مناقبِ آلِ ابی طالب لکھی اور انتہائی خوشی اُن الفاظ کو پڑھ کر ہوتی ہے کہ جب موصوف مصنف مقدمہ کتاب میں ہی یہ تصریح کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جتنی احادیث میں اپنی اس کتاب میں لایا ہوں ان تمام کو میں نے قرآنی آیات کے شواہد سے نقل کیا ہے میں نے اس کتاب میں سرکشی اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی درج کیا ہے جو قرآن پاک کے عین مطابق ہے اور جسے خلقِ کثیر نے روایت کیا ہے''

(مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۱۲، ۱۳ مطبوعہ قم طبع جدید)

اب دعویٰ کے مطابق قرآن پاک کے الفاظ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ کو سامنے رکھتے ہوئے، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بجائے حق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور قرآن پاک کے مطابق خَلقِ کثیر کی متواتر اور متوارث حق گوئی کو علامہ شہر آشوب نے بیان کیا ہے اُن کے ماننے والے اہلِ شیعہ بھی اسی طرح حضور کی صاحبزادیوں کے چار ہونے کے متعلق اپنا عقیدہ اپنا لیں علامہ ابن شہر آشوب واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں

وَاَوْلَادُهٗ وُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

وَرُقَيَّةُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهِيَ اٰمِنَةُ وَفَاطِمَةُ۔

نبی ﷺ کے حضرت خدیجہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبد اللہ جن کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور انہی سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

(مناقب آلِ ابی طالب جلد اول ص ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ ﷺ فصل فی اقربائہ وخدامہ مطبوعہ قم خیابان طبع جدید)

33 قاضی نور اللہ شوستری رقم طراز ہے ''اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد

ترجمہ:۔ اگر نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمانؓ کے عقد میں دی تو حضرت علی نے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے عقد میں دی (مجالس المومنین ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

قارئین! ۳۳ معتبر ترین کتبِ شیعہ کے تفصیلی حوالہ جات آپ نے پڑھے جو اپنی وضاحت آپ ہیں ہر حوالہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقی صلبی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں کوئی ایک بھی حوالہ اگر غلط ثابت کر دیا جائے تو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ بطورِ تعلّی کے بات نہیں کہی بلکہ اس نقطہ نظر سے کہی ہے کہ شاید کوئی شیعہ اپنے مذہب کی اپنی کتابوں میں سے اصلی عبارات دیکھ کر سیدِ عالم ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے عقیدۂ حقہ کا اقرار کر لے اور اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔

باب چہارم

# حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ☆ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ☆ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ☆ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ☆ اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیۡ کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدِ وَ فُرۡقَانِہِ الۡحَمِیۡدِ ☆ لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَ قَاتَلُوۡا ؕ وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ (پ ۲۷؛ ع ۱۷؛ الحدید) ☆

رفض وشیعیت کا پہلا زینہ ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ آپ کاتبِ وحی، صحابیِ رسول اور مرکزِ ہدایت بہ فرمانِ مصطفی کریم صلی

اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم ہیں اور حضورِ اقدس ﷺ کے سالے ہیں اور وہ ہستی ہیں کہ جن کی جنابِ سیدین کریمین، حضور سیدنا امام حسن اور حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سردار جوانانِ جنت نے بیعت کی ہے۔ اور بیس سال کا طویل عرصہ تادمِ آخر اس بیعت پر قائم رہے ہیں۔ یہ مضمون صرف اس لئے اضافہ کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات چند لمحوں کی فرصت میں سطورِ ذیل پڑھ لیں تو کم از کم ان پر بھی اتمامِ حجت ہو جائے اور ان پر ہر لحاظ سے حق واضح ہو جائے اور اگر پڑھنے والے کے سینے میں کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو تو اپنی آخرت برباد نہ کرے۔ یہ سطور حضرت پیرِ طریقت، رہبر شریعت، قبلۂ عالم، سرتاج الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حضور قبلہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر اور آپ کے لختِ جگر پروردۂ آغوشِ ولایت، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد اور شیخِ کامل جامع معقول و منقول ابو الحسنین حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کی نگرانی میں تحریر کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہستیوں نے اپنے نورانی اوقات میں جس انہماک سے اسے لفظ بہ لفظ سُنا ہے اور پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بڑی ہی تحسین فرمائی ہے اس سے یہ تحریر انشاءاللہ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے گی۔

ہمارا موضوع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوبِ خدا ﷺ سے نسبتِ

صحابیت حاصل ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا ہوا ہے۔

## محبوبِ خدا ﷺ کے لیے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرۂ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہبی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ اللعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وجودِ پُر نور سرزمینِ مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضور پُرنور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت وشرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیثِ مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے:۔

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا ؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ

فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ بَیْتًا۔ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶۶ مترجم)

ترجمہ:۔ حضور پُرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آقا کے شایانِ شان کتنا اہتمامِ عظمت کیا گیا۔ یہی اہتمامِ عظمت ہر جگہ موجود ہے ۔اللہ۔اللہ! یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے۔ وہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں۔ منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے ۔ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں۔ دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ گمان پر گرفت نہیں ہوتی مگر ان

کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان، تنگی اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے؛۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ☆ (سورہ نساء)

ترجمہ؛۔ اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کرلیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے۔(القرآن، سورہ نساء)

حضور اقدس کے فیصلوں کی عظمت یہ ہے کہ جو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں؛۔ حیرت ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ سورہ نساء کی اس نصِ قطعی کے باوجود اہلِ شیعہ کہاں بھٹک رہے ہیں؟ ان کی کون سی مشکل ہے جو اس آیت سے حل نہیں ہوتی؟ ؟ کیا پیارا اعلانِ قرآن مجید ہے کہ میرا محبوب تو جہاں بھر کے قضیوں کو، معاملات کو بلکہ کل کائنات کے جھگڑوں کو نمٹانے میں ایسا حتمی فیصل اور حاکم بن کر آیا ہے کہ دیگر مخلوق کے درمیان کئے گئے آپ کے فیصلے کو جو نہ مانے یا اوپر سے مان کر سینے میں تنگی محسوس کرے فرمایا وہ مومن ہی نہیں پس پتہ چلا؛۔

(۱) یہ کہ جو سرکارِ اقدس ﷺ کے فیصلے جو دوسروں کے جمیع امور میں ہوئے جو ان کو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں پھر جو فیصلے حضور پُرنور ﷺ نے خود اپنی ذات با برکات کے بارے میں کئے جو قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کے گھریلو اور ذاتی

فیصلے ہیں جو ان کو نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ جو جملہ امہات المومنین، حضور ﷺ کے سسرال حضور ﷺ کے سالوں اور دامادوں اور آپ کے اصحاب پاک اور آلِ پاک کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت اُمِ حبیبہ کے بھائی ہیں اور نبی پاک ﷺ کے سالے ہیں۔ کاتبِ وحی ہونا اس کے علاوہ ایک ممتاز شرف ہے۔

(۲) ضمناً اسی مقام پر میں اہلِ شیعہ کے علماء عوام اور اصحابِ دانش کو اس نقطہ پر ہزار ہا مرتبہ غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ان سے یہ بات ببانگِ دہل پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا جائے کہ اگر کسی مجلسِ نکاح میں دولہا کے علاوہ ہزار آدمی بیٹھے ہیں تو اگر دولہا کا فیصلہ نہ میں ہو تو کیا اس مجلس میں موجود ہزار افراد کے ہاں اور قبول کہنے سے نکاح ہو جائے گا؟ یقیناً آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اس طرح ہرگز دولہا کا نکاح نہیں ہوگا۔ نکاح کب ہوگا؟ بات واضح ہے کہ جب دولہا اپنے فیصلہ کے اظہار کے طور پر کہے گا۔ قَبِلْتُهَا کہ میں نے اسے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا دولہا کا قبول کرنا قطعاً اور خالصتاً اس کا ذاتی فیصلہ ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لختِ جگر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہاتُ المومنین سے حضور پُرنور نبی کریم ﷺ نے نکاح مبارک فرمائے تو انہیں نکاح میں قبول کرنے کا فیصلہ مکمل طور پر آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

# حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بیعتِ حضرت معاویہ کرنے تک مختصر تعارف حضرت امیر معاویہ

البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال قبل پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء میں آپ ایمان لائے لیکن شیعہ سنی کتب میں متفق علیہ بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور صحابیٔ رسول بنے۔ مشہور شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذہب جلد سوم ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ؛۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔ پچھلی رات اٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے۔ رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے؛

سورۂ یونس آیت ۱۰۰ میں اللہ کریم فرماتے ہیں مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ؛ کہ اے محبوب! کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آپ پر ایمان لائے؛ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے کہ جب تک آنکھوں پہ پردہ تھا اہلِ مکہ میں سے ایک سے ایک بڑھ کر بڑا کافر اور بڑا دشمن تھا لیکن جب انہی کے لئے اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو ان کو جلوۂ مصطفیٰ ﷺ نظر آ گیا۔ اسی پس منظر میں اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو فتح مکہ کے دن امیر معاویہؓ کی والدہ

حضرت ہندہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان کو دولتِ ایمان نصیب ہوئی اور درجۂ صحابیت پر فائز ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت پیکر اور وجود والی شخصیت تھے۔ بردبار ایسے کہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ سخی اور بردبار ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲) آپ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے امین اور رازدار تھے۔ کاتبِ وحی جیسا اعزاز حاصل ہوا۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ "میرا رازدار معاویہ بن ابی سفیان ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہوگا (تطہیر الجنان ص ۱۳) آپ قریشی اور اموی ہیں۔ آپ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں اور حضور سیدِ عالم ﷺ کے نکاحِ مبارک میں ہیں۔ اس طرح آپ تمام مومنوں کے ماموں ہیں۔ آپ ان چالیس ممتاز ومنفرد مقام کے حامل صحابہ کی صف میں شامل ہیں جو کاتبین وحی ہیں۔ آپ کی دیانت امانت پر حرف آئے تو براہِ راست لزومی طور پر قرآن مجید میں تحریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر قرآن مجید تحریف سے پاک ماننا ہے تو قرآن اور وحی کے کاتب کے ایمان ودیانت کو شک وشبہ سے بالا ماننا ہی پڑے گا۔ آپ غزوۂ حنین میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سے حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا تول کر دینے والے ہاتھ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بابرکت ہاتھ تھے۔ (ابنِ عساکر جز ۲۴ ص ۴۰۳)

CamScanner

اہلِ شیعہ کی شہرۂ آفاق کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۳ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود، ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان اور یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابو سفیان کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام از ندوی ص ۳۴۷) آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات اور غیر مسلموں کو دولتِ اسلام عطا کرنے میں آپ کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے جو شیعہ سنی مورخین دونوں نے بیان کی ہیں۔

قارئین! خلافتِ راشدہ کا ہر لمحہ کوثر کی موج بن کر ابھر رہا ہے۔ مرادِ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنا دیتے ہیں اور بھرے دربار میں حسنِ انتظام اور جلالت وہیبت میں آپ کو تمام عالمِ اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں۔ فتحِ بیت المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا دورِ خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر رہتے ہیں۔ اس طویل دور میں خلفاءِ راشدین اور جملہ

صحابہ کرام کا آپ کی امارت پر راضی رہنا کیا کم فضیلت ہے؟ وقت گذرتا گیا تا وقتیکہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا جاتا ہے خلیفۃ الرسول کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں کہ جن کی حفاظت پر مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین کو متعین کرتے ہیں لیکن باغی دوسری طرف کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیدنا عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کو دورانِ تلاوتِ قرآن مجید شہید کر دیتے ہیں یہاں جذبات کا بر انگیختہ ہونا ایک فطری بات تھی۔

اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص فوراً لیا جائے اور قاتل ان کے حوالے کئے جائیں۔ اس گروہ میں اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت حضرات طلحہ و زبیر عشرہ مبشرہ جیسے جید صحابہ بھی شامل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ پہلے خلیفۂ اسلام منتخب کیا جائے تا کہ قصاص لینے کے لئے ایک مجاز اتھارٹی قائم ہو جائے اور پھر اس طرح بعد میں قصاصِ عثمانؓ کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس گروہ کی قیادت حضور سیدنا و مولانا شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ فرما رہے تھے اور ادھر بھی جید صحابہ کرام شامل تھے۔ اس معاملے پر جنگِ جمل و جنگِ صفین کے خونیں واقعات بھی پیش آئے۔

## سمجھنے، سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات:۔

ہاں تو یہاں بات سمجھنے اور سمجھانے بلکہ ایمان بچانے کی یہ ہے کہ جس پس منظر میں ان

جنگوں کو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اسی پس منظر میں ہمیں بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک یہ جنگیں دوسرے گروہ کی خطاءِ اجتہادی کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھنے کی وجہ سے ہوئیں لٰہذا وہ جنگ کرنے پر اترے۔ اور اس میں وہ معذور تھے۔ ابھی ہم اہلِ شیعہ کی معروف کتب قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کریں گے کہ یہ جنگیں باہمی عناد اور باہمی اختلافِ دین کی وجہ سے نہ تھیں نہ ہی یہ جنگیں اس بنا پر ہوئیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو کافر سمجھتے تھے بلکہ حضور سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے باوجود لڑائیوں کے حضرت امیرِ معاویہ کے ایمان اور اسلام پر ہمیشہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ملاحظہ ہوں کتبِ شیعہ؛۔

(۱) قرب الاسناد جلد اول صفحہ ۴۵ مطبوعہ تہران جدید پر ہے؛

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ لِاَھْلِ حَرْبِہٖ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْھُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَھُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْھُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا وَلٰکِنَّا رَاَیْنَا اِنَّا عَلَی الْحَقِّ وَرَاَوْا اَنَّھُمْ عَلٰی حَقٍّ۔

ترجمہ؛۔ امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے۔؛

وضاحت؛۔ یہ فرمان مبارک واضح کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اس

کے کہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو ہی حق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لڑنے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا لہٰذا جب کوئی شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا ایسی کوئی بات کر ڈالتا ہے جو اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سرانجام دیتا ہے تو نیت کے خلوص کی وجہ سے وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ دونوں گروہ اپنے آپ کو برسرِ حق تصور کرتے تھے کسی گروہ میں بھی ذاتی مفادات یا دنیاوی خواہش ہرگز شامل نہ تھی۔

## حضور مجدد پاک قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کا فرمان:۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذواتِ قدسیہ حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے" "میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔"

(مکتوباتِ امام ربانی جلد اول مکتوب ۴ ۵ ص ۸۶)

CS CamScanner

پھر فرماتے ہیں ,, بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پُر نور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہوگئی۔ لہذا جناب علی المرتضی کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی شامل ہیں۔ جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

## نہج البلاغہ سے حوالہ ''جنگِ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان اور تصدیق کے اعلان پر مبنی حکمِ عام حضرت علی نے تحریری طور پر تمام ممالکِ اسلامیہ کو جاری کیا''

اہلِ شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام بہت بلند ہے۔ جنگِ صفین ختم ہوتی ہے۔ حالتِ امن قائم ہوگئی ہے تو اب باب العلم حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایک عظیم فیصلہ تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ کے باب العلم ہونے اور عالم بہ علم لَدُنّی ہونے کی بھی واضح دلیل موجود ہے۔ آپ کی نگاہِ بصیرت آنے والے وقت

کو دیکھ رہی تھی کہ کچھ؛ نام نہاد محبانِ علی؛ اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر تنقید و تنقیص کا سوچیں گے اور اپنے خبثِ باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے ان پر لگانے سے بھی نہ چونکیں گے۔ وہ جنگِ جمل و جنگِ صفین کے حوالے دے دے کر ممکن ہے لوگوں سے کہیں کہ اہلِ بیت سے جنگ کرنے والا گروہِ صحابہ کس طرح مسلمان ہوسکتا ہے؟ آپ نے اپنے اس حکم نامہ میں ان تمام بکواسات وخرافات کی بنیاد ہی ختم کردی نیز اس حکم نامے مین حضرت امیر معاویہ سمیت مخالف گروہِ صحابہ کی صحابیت اور ایمان پر مہر تصدیق ثبت کردی اور ان جنگوں کی بنیاد ہی ان کی خطاءِ اجتہادی پر رکھی اور خطاءِ نفسانی پر نہیں ۔ملاحظہ ہو:۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهٗ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقُصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اَهْلِ صِفِّيْنَ وَ كَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَّ نَبِيَّنَا وَاحِدٌ، دَعْوَتَنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا، اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بُرَآءُ۔

ترجمہ:۔اکثر شہروں کے معززین کو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا۔جس میں جنگِ صفین کے واقعہ کا بیان ہے۔آپ نے لکھا کہ:۔ہماری یہ ملاقات جو بصورتِ تصادم ولڑائی اہلِ شام کے ساتھ ہوئی۔تو اس کی ابتدا کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔رسول ایک ہے۔دعوتِ

اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ہم پر کسی فضیلت و زیادتی کے طلبگار ہیں ۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں ۔ مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بالکل بری تھے ؛ (نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت ؛ نیرنگِ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

آپ کا یہ فرمان تحریری ہے جو عالمِ اسلام کے کونے کونے میں پہنچا جو اور تو اور خود کتبِ شیعہ میں بھی آج تک محفوظ ہے ۔ ہم اہل شیعہ کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ شیعیت زدہ نام نہاد سنی کہلانے والوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جاگتی آنکھوں سے آپ کا یہ فرمان پڑھیں اور بار بار پڑھیں ۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں کہ میرے اور میرے مخالف گروہِ صحابہ کہ جس میں تین سو جلیل القدر صحابہ مع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں ۔ ان کے درمیان جو جنگ ہوئی وہ کفر و اسلام اور حق اور باطل کی جنگ نہ تھی آپ اپنے مخالف لشکر کے جملہ صحابہ مع امیر معاویہؓ سب کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ خبردار! وہ کافر یا منافق نہ تھے بلکہ فرمایا کہ ان کا ایمان باللہ وتصدیق ودعوتِ اسلام اس معیار کی ہے کہ ہم نفسِ ایمان وتصدیق میں ان پر ہرگز زیادتی کے علمبردار نہیں ۔ نفسِ ایمان وتصدیق میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دیگر فضائل و مراتب اور اعمالِ صالحہ کی رو سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ افضل و اعلیٰ ہیں اور اس پر اجماعِ امت ہے ۔ جس طرح فضیلتِ مولا علی رضی اللہ عنہ متفق علیہ ہے اسی طرح

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ جمل وصفین میں شامل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف طرف کے کل صحابہ کا ,,صحابی؛ ہونا بھی متفق علیہ امر ہے اور یہی نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ جنگِ جمل وصفین کے خونیں واقعات کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا فرمان جاری کرنے کو ترجیح دی کہ جس کی بدولت ان جنگوں میں شامل دونوں اطراف کے صحابہ کرام کے ایمان کے بارے میں کسی کو شک وشبہ نہ رہے اور جس سے کوئی بھی شخص ان صحابہ کے شرفِ صحابیت کے انکار کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خط میں اپنے ایمان اور امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں اور ان کی تصدیق وایمان باللہ وایمان بالرسول کو اپنی تصدیق وایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے فروتر اور کم درجہ میں نہیں سمجھتے جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور آپ کا شرفِ صحابیت حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی بیعت سے (کہ جس کا ابھی ہم کتبِ شیعہ سے باحوالہ ذکر کریں گے) اور تا دمِ آخر بیس سال اس بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر قائم رہنے سے نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

## صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہلِ شیعہ کے نزدیک کافر ہے

آج کون نہیں جانتا کہ ہر انسان کا بنیادی حق اس کی عزت وآبرو کا احترام ہے تو کیا شرفِ صحابیت کا ہی کچھ ادب واحترام نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں اہلسنت تو کجا! خود شیعوں نے بھی یہ حق اس انداز میں تسلیم کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو سب

کرنے والا یعنی برا بھلا کہنے والا اور گالی دینے والا کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جامع الاخبار اہلِ شیعہ:۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِيْ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ صَحَابِيْ فَقَدْ كَفَرَ وَفِيْ خَبَرٍ آخَرِ مَنْ سَبَّ صَحَابِيْ فَاجْلِدُوْهُ۔

(جامع الاخبار ص۱۸۳، مطبوعہ نجفِ اشرف)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص۱۸۳)

موجودہ دور کے شیعوں کو اپنی کتب میں درج اپنے نبی کا یہ فرمان اپنے ہر خاص و عام کو ضرور سنانا چاہیے یا اللہ قرآن و سنت میں موجود صحابہ کی عزت کی توفیق عطا فرما!

## مقتولینِ جمل وصفین کے بارے میں حضرت علی کا آخری عمل ہمیشہ کے لئے ,,فتنہِ انکارِ صحابیت؛ کو دفن کر دیتا ہے

درج بالا قرب الاسناد جلد اول ص۴۵ اور نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ کے حوالوں سے نام نہاد محبانِ علیؓ اور خود سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ اور عمل میں واضح فرق بلکہ واضح تضاد نظر آتا ہے کہ آپ تو حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر کل صحابہ کے

متعلق ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کرر ہے ہیں اور آج کے نام نہاد محبانِ علی جنگِ جمل وصفین کے واقعات دہرادہرا کر ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کوزندہ کرر ہے ہیں۔اس سلسلے میں خود کتبِ شیعہ سے حضور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا آخری عمل مقتولینِ جمل وصفین کے بارے میں بہت زیادہ دعوتِ فکر دیتا ہے اور ہدایت کا سبب ہے۔کامل ابنِ اثیر جلد۳ص۲۵۴ مطبوعہ بیروت جدید میں ہے؛۔

وَ صَلّٰی عَلٰی قَتْلٰی اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ وَ صَلّٰی عَلٰی قُرَيْشٍ مِّنْ هٰؤُلَآءِ وَهٰـؤُلَآءِ ترجمہ؛۔اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اورکوفی یعنی دونوں طرف کے مقتولین کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔اس کے ساتھ دونوں طرف کے قریشی مقتولین کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی؛

خدارا بتائیں!اب بھی کوئی شک رہا ان صحابہ کے جنتی ہونے میں اوران کے شرفِ صحابیت میں۔ جنازہ میں دعائے مغفرت ہوتی ہے جوصرف کسی مسلمان کے لئے ہی جائز ہے۔کیا مولا علی کی دعائے مغفرت کسی غیر مومن کیلئے ہوسکتی ہے؟

ہماری کتبِ اہلسنت وجماعت میں ثقہ راویوں سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل ہوا ہے قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَتْلَایَ وَقَتْلٰی مُعَاوِيَةَ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَ رِجَالُهٗ وُثِّقُوْا ترجمہ؛۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اورامیر معاویہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے والے اور

شہید ہونے والے سب جنتی ہیں اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جز ۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد جز ۹ ص ۳۵۷)

## پس شرفِ صحابیت و جمل و صفین کے مقتولین کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مانیں۔

حضور حضرت سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز ترجمانِ حق ہیں۔ کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی ,,الف ثانی؛ یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مان لیں: آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

,,اے بھائی! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہٰذا اگر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں

سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا ومولا ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

,,اے بھائی! قصاصِ عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگِ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ وزبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہوگئے۔اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قصاصِ عثمان کا مطالبہ کررہے تھے۔جس کے نتیجے میں جنگِ صفین ہوئی۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات وجھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کرلی جائے۔حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اِیَّاکُمْ وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ خبردار! صحابہ کرام کے باہم جھگڑوں میں پڑنے سے بچو۔حضور پُرنور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا ترجمہ: فرمایا جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے تو خاموشی

اختیار کرو ۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتَنَا ترجمہ:۔ فرمایا کہ اس خون سے جو جنگِ جمل وصفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہٰذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہیئے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہیئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت وملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔ جس سے نئی نسل کے سر ٹوپیوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔ زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ ایسے مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانۂ روحانیت سے نہ تھا۔ تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس

مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم برآمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء والمرسلین ﷺ پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرمارہے ہیں، فرمایا تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ (ابن ماجه) ترجمہ:۔اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے؛۔ یا اللہ! تُو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب ﷺ کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں ۔اور تیرے محبوبِ عربی ﷺ کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے ہیں۔یا اللہ! ہمیں روزِ قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی بیعت کرکے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔آمین ثم آمین!

## کتبِ شیعہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛

عزت وآبرو کا احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔کسی کی آبرو پر دست درازی جائز نہیں۔پھر یہ مذہب،اخلاق اور انسانیت کے قانون کی کون سی شق ہے کہ اللہ جن پر راضی ہونے کا اعلان کرے۔سیدِ عالم ﷺ کی مقدس صحبت جنہیں نصیب ہوئی ہو اور جن سے سورۃ الحدید میں اللہ کریم نے فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ہم نوا صحابہ کہ جن کے ایمان و

صحابیت پر درج بالا قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی مہر تصدیق ثبت کر دیں اور پھر یہ کہ جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو اور ۴۰ تا ۶۰ ہجری بیس سال کا طویل عرصہ اس پر قائم رہے ہوں۔ اہلِ شیعہ کی معروف کتب

(۱) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، (۲) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن (۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید (۴) جلاء العیون جلد اول ص ۳۹۵، ۴۰۳ مطبوعہ تہران طبع جدید (۵) الاخبار الطّوال طبع بیروت ص ۲۲۰ (۶) مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف ص ۶؛ پر جملہ کتب میں واشگاف الفاظ میں حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ پھر اسے مشیتِ الٰہی کہیے کہ حسنین کریمین کی بیعتِ حضرت معاویہ کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی اس بیعت کا انکار نہیں کرسکتا۔ ۴۰ ہجری کہ جب حسنین کریمین نے جناب امیر معاویہ کی بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائی تو اس وقت سے لے کر ۲۲ رجب ۶۰ ہجری تک، جو حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے، اس دن تک تاریخِ عالم میں ڈھونڈے سے بھی کہیں کسی

کو معرکۂ کربلا نظر نہ آئے گا۔ اہل شیعہ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر طبع قدیم میں یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرتے ہوئے اپنے لشکر والوں کو یہ بھی فرمایا کہ مجھے حضور مولا علی نے وصیت فرمادی تھی کہ خلافتِ حضرت امیر معاویہ ضرور قائم ہوگی ۔یہ اللہ کی اٹل تقدیر ہے؛

قارئین! بیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اگر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا ایک دن ہے تو اس سے متصل پہلے بیس سال بھی آپ کی ہی مبارک زندگی کا طویل عرصہ ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ ایک دن کو یاد رکھا جائے اور بیس سالوں کو بھلا دیا جائے۔؟ یا ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن تو امام حسین کی شجاعت و بہادری کا دن مان لیا جائے اور بیس سال بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طویل عرصہ کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ نہیں! انہوں نے تو ڈر کر تقیہ کرتے ہوئے بیعت کیے رکھی۔ یہ عجیب منطق ہے اور وہ بھی سردارانِ جنت کے بارے میں۔ کیا یہ کہتے ہوئے تمہیں ڈر اور خوفِ خدا نہیں آتا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ڈر کر بیعتِ امیر معاویہ کی تھی؟ ایک عام فہم آدمی بھی آپ سے سوال کرے گا کہ اس وقت ڈر کیا تھا؟ کیونکہ بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تو لاکھوں وفا دار غلام ابھی موجود تھے۔ حضرت امام حسنؓ پانچویں خلیفۂ راشد کے طور پر تسلیم کیے

جاتے تھے ۔ایک اشارے پر کئی گردنیں کٹانے پر تیار تھے۔ماننا پڑے گا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے برضا ورغبت بیعت کی تھی ۔اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی تھی ۔اس ضمن میں حضور پُر نور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے جو سنی شیعہ کتب دونوں میں فضائلِ امام حسن میں موجود اور ثابت ہے۔اہلِ شیعہ اپنی کتاب کشف الغمہ دیکھیں۔پورا حوالہ عرض ہے؛۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذْ صَعِدَ اِلَیْہِ الْحَسَنُ فَضَمَّہٗ اِلَیْہِ وَ قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّاِنَّ اللّٰہَ عَلَّہٗ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَظِیْمَتَیْنِ ( کشف الغمہ ج اول۔ ص۵۴۶ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ؛۔ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکایک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا؛

فرمانِ رسالت مآب ﷺ میں یہ الفاظ کہ؛ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا؛ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ والے گروہ کے ایمان اور

مسلمان ہونے کی خود زبانِ نبوت نے تصدیق فرمادی ہے اور صلح اور بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر کے حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی ہے۔ اب ہے کسی کو جرات؟ کہ اللہ کے محبوب جسے مومن فرمائیں! وہ اسے دائرۂ ایمان سے نکال سکے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زبانِ نبوت کا انکار کر کے ایسا بد بخت خود ہی مومن نہیں رہا۔ حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما جس ہستی کی بیعت فرمالیں اور تادمِ آخر بیس سال تک اس بیعت پر قائم رہے ہوں! کیا یہ دونوں ہستیاں غیر مومن کی بیعت کر سکتی تھیں؟ مناسب ہوگا کہ اس مختصر مگر جامع مضمون میں آپ بھی کتبِ شیعہ سے لفظ: بیعت: ملاحظہ فرمالیں تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے

(۱) مروج الذہب للمسعودی جلد سوم ص ۷ مطبوعہ بیروت میں واضح الفاظ ہیں اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَدْ بَايَعَ لِمُعَاوِيَةَ ترجمہ:۔ تحقیق حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کرلی ہے۔

(۲) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ذکر قیس بن سعد میں واشگاف الفاظ میں بیعت کرنے کا منظر بیان ہوا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے جملہ معتقدین کو لے کر شام پہنچے۔ ان کے شایانِ شان دربار لگایا گیا وَ اَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ وَ قَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ترجمہ:۔ ان کے لئے خطیب مقرر کئے گئے پھر کہا اے حسن! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو کہا آپ اٹھئے! اور بیعت کیجئے تو انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی

(۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹۔ مطبوعہ نجف اشرف جدید میں علامہ طبرسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ نام نہاد محبین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَلَامَهُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَيْعَتِهٖ ترجمہ:۔ تو کچھ لوگوں نے آ کر ان کے بیعت کر لینے پر امام حسنؓ کو ملامت کی:۔ ان الفاظ سے یہ حقیقت بہر حال طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین کا بیعتِ امیرِ معاویہ کرنا شیعہ آج تک نہیں جھٹلا سکے۔

(۴) اسی طرح جلاء العیون جلد اول ص ۴۰۳ مطبوعہ تہران جدید تذکرہ امام حسن رضی اللہ عنہ میں ہے،، بعض ملامت کردند اورا بہ بیعت معاویہ: افسوس! کہ فارسی نسخہ جلاء العیون میں صراحۃً لفظ بیعت موجود ہے لیکن شیعہ مترجم سید عبد الحسین شیعی نے اردو مترجم جلاء العیون میں جلد اول ص ۴۱۸ پر اس کا ترجمہ صلح کیا ہے۔

(۵) اہلِ شیعہ کی مشہور ترین کتاب مقتل ابی مخنف میں ہے کہ ایک سلیمان نامی شخص نے آ کر کہا یَا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّا مُتَعَجِّبُوْنَ مِنْ

بَیْعَتِکَ لِمُعَاوِیَۃَ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے! ہم آپ کے بیعتِ معاویہ کرنے پر بہت متعجب ہوئے ہیں ( مقتل ابی مخنف ص ۴،۲ مطبوعہ مکتبہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۷۵ ہجری)

(٦) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۱ طبع تبریز میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمانِ گرامی ہے قَدْ بَایَعْتُہٗ ترجمہ:۔ "تحقیق میں ان کی بیعت کر چکا ہوں۔"

قارئین حضرات! حوالہ ۳ تا ٦ بھی خود کتبِ اہل شیعہ سے ہیں۔ ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا امام حسنؓ کو بیعتِ معاویہ کرنے پر ملامت کرنا اور اس پر راضی نہ ہونا خود امام حسنؓ سے بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے جس پر آج تک شیعہ قائم ہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ شیعہ کے نزدیک امام معصوم ہیں اور ان کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ پھر کیوں اہلِ شیعہ بیعتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آج تک صدقِ دل سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں؟ میں ہر محبِ امام حسن کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی جو تمام کتب شیعہ سے باحوالہ یہاں درج کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔ آفرین ہے۔ شیر خدا کے شیروں پر۔ کہ جن کے گھرانے کے پاک ہونے کا اللہ اعلان کرے۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ ہم پاک ہیں۔ ہم حق ہیں۔ ہم صرف پاک اور اہلِ حق لوگوں کی بیعت ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی

اللہ عنہ کے پاک ہاتھوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم جیسے پاک اور اہلِ حق ہستیوں کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے حق علی کے ساتھ ساتھ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنکی بیعت کی ان کو حق جان کران کی بیعت کی لہٰذا جو بیعتِ علی کے باوجود خلفاءِ راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علیؓ کا منکر ہے۔ اور جو باوجود حسنین کریمین کے بیعت کرنے کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اہلِ شیعہ اگر کہیں کہ حسنین کریمین نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ انشاءاللہ ہم ابھی اس کا بھی تجزیہ کریں گے لیکن سرِ دست گذارش ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیس سال اس بیعت پر قائم رہے۔ شیعوں نے لاکھ جتن کیے لیکن مولا علی کے بیٹے شجاع تھے۔ کسی نام نہاد محبّ کی پرواہ نہیں کی۔ کسی سازش اور جال میں نہیں پھنسے۔ بلکہ میں اخبار الطّوال سے اب وہ حوالہ پیش کرتا ہوں کہ جس میں بیعتِ حسنینؓ بھی ثابت ہے اور پاس رہ کر نہ ماننے والے نام نہاد محبین کو شجاعت بھرا جواب بھی موجود ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

(۷) اِنَّا قَدْ بَایَعْنَا وَ عَاهَدْنَا وَلَا سَبِیْلَ اِلٰی نَقْضِ بَیْعَتِنَا

ترجمہ:۔ ہم تحقیق بیعت کر چکے لہٰذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی

راستہ اور صورت ہی نہیں ہے۔

(الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ تذکرہ زیاد)

(۸) اب اہلِ شیعہ کے مجتہد اول ابو مخنف کا حوالہ سنیں کہ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ جس سے آپ کا یہ عزم ظاہر ہوتا ہے کہ میں کٹ تو سکتا ہوں لیکن آپ کی بیعت نہیں توڑوں گا ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں:۔ وَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَنْقُضَ عَهْدًا عَهِدَهُ اِلَيْكَ اَخِي الْحَسَنُ ترجمہ:۔ فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ سے کیا گیا وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۶ طبع نجف اشرف، در مقدمہ)

قارئین حضرات! ہمارے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابیِ رسول، صاحبِ ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت و سلطنت کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کے لئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ کون سی بات ہے جو اہلِ شیعہ کو آج تک سمجھ نہیں آسکی! ہم کہتے ہیں مقتل ابی مخنف

ص۶ ملاحظہ کریں ۔حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ دینار مع تحائف وانعامات آتے رہے اور آپ قبول کرتے رہے۔کیا کہیں گے یہاں؟ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کہ آیہِ تطہیر جن کے حق میں اتری ہو وہ دس لاکھ تو ہر سال کجا۔ باطل اور باغی حکومت کی طرف سے تو ایک دینار اور ایک لقمہ تک ہدیہ قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پاک شکم میں حرام کا ایک لقمہ تک جا ہی سکتا ہے اگر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر انگلی اٹھے گی تو اندازہ کریں حسنین کریمین کے بیس سال تک لنگر شریف کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اللہ کریم اہلِ بیت پاک کے بارے میں بری سوچ سے محفوظ فرمائے۔آمین!

## حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی بر حق تجزیہ

محض خوفِ رکھنے والوں کے لئے اور اپنی آخرت کو بچانے والوں کے لئے ابھی ہم پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ الحدید سے کل صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق آخری بات کے طور پر خود اللہ عزوجل کا فیصلہ درج کریں گے لیکن اس سے پہلے حسنین کریمین سردارانِ جنت رضی اللہ عنہما کے متعلق اس بے ادبی کی انتہا دیکھیں کہ بیس سال تک نعوذ باللہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے

بیعتِ امیر معاویہ کیئے رکھی۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے شیروں کے متعلق یہ خیال کیوں اور کیسے آیا؟ ظاہر ہے اہلِ سنت و جماعت تو نہیں یہ کہتے اب شیعہ ہوں یا تفضیلی کہلانے والے سنی نما شیعہ ہوں۔ جو بھی ،حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ایسا خیال کریں اور جب بھی کریں۔ اسی وقت بے ایمانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سیدھی سردارانِ جنت کی گستاخی ہے۔ چلیں یہ سطور پڑھتے ہوئے آپ اپنے اردگرد ہی دیکھیں۔ شرط یہ ہے کہ کوئی معزز اور جرات منداور کردار کا کھرا آدمی آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اسے صرف اتنا کہیں کہ بھائی صاحب! تم اوپر سے کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ تمہارا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ تم تو بیس سال تک باطل اور طاغوتی قوتوں کے سامنے دبے رہے اور فلاں کام میں اپنا اندر چھپائے رکھا تو اگر وہ معزز آدمی جرات مند ہے۔ اور کردار کا کھرا ہے تو ضرور وہ آپ سے کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ کہہ کر تم نے مجھے منافق کہا ہے۔ بیس سال تک اندر چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو نے مجھے ابن الوقت سمجھا۔ ڈرپوک سمجھا۔ مفاد پرست سمجھا۔ باطل سے دب جانے والا سمجھا۔ حلال خون ہوا تو طیش میں آئے بغیر نہیں رہے گا۔ ایمان کے تین درجوں میں سے جس درجے پر بھی وہ ہوا یا تو ہاتھ سے تجھے جواب دے گا یا زبان سے تجھے خاموش کرے گا۔

یہ دونوں نہیں تو تیسرا پہلو فطری ہے کہ ساری زندگی دل میں تجھے ضرور برا سمجھے گا۔

بلاتمثیل و مثال ذرا سوچیں! بالکل یہی کچھ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تم کہہ رہے ہو جب کہتے ہو کہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ میں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنی طرف سے لفظ ,,تقیہ'' کے بارے میں صرف خوفِ خدا دلانے کے لئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس ''تقیہ'' کو آپ جو بھی معنی پہنا لیں اس سے منافقت، بزدلی، ابن الوقت ہونے، ڈرپوک ہونے اور کردار کے لحاظ سے مصلحتِ وقت کا شکار ہونے کی بُو ضرور آئے گی۔ بلکہ مزید سادہ الفاظ میں ہماری عام بولی میں ایسے ہی آدمی کو کردار کے لحاظ سے دونمبر ہونے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تقیہ تو نسب پر بھی بدنما داغ ہے کہ اس سے اگلی نسلوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تقیہ خاندانی وقار کے بھی منافی ہے اور ذاتی نجابت و شرافت کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس پر آپ لفظ ,,تقیہ'' لاگو کریں گے درحقیقت اس سے آپ اس کے ذاتی فضائل کی مکمل نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تقیہ کی بھیانک تصویر ہے جس کو تم سردارانِ جنت پر چسپاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ آپ سے محبت ہے یا آپ کی گستاخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اے اللہ! تو عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہے ہمارے ماحول کو اس سوچ سے پاک فرما دے یا اللہ! ہمیں سردارانِ جنت

پر ایسا الزام سننے سے بھی محفوظ فرما آمین ثم آمین!

## آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان لیں اور آخرت برباد نہ کریں

ہم نے اس مختصر مضمون میں بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا۔ جمیع مخلوق میں دوسروں کے بارے میں آپکے فیصلے نہ ماننے والوں کے لئے اللہ اپنی قسم اٹھا کر ان کے مومن ہونے کا انکار فرماتا ہے پھر ان کا ایمان کیسا؟ کہ جو ان فیصلوں کو بھی نہیں مانتے جو سید عالم ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کئے۔ پس آپ کی بیویوں کو، آپ کے سسرال کو؛ آپ کے دامادوں کو، آپ کی اولادِ پاک کو، اہلبیت پاک کو، پنجتن پاک کو اور شہزادگان سردارانِ جنت کو (جو سب صحابی ہیں) ان سب کو ماننا پڑے گا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سالے بھی ہیں، کاتبِ وحی بھی ہیں اور جنگِ جمل وصفین کے بعد قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے بہ فرمانِ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ آپ صحابی بھی ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت کی اس نے تو آپ کے صحابیِ رسول ہونے صاحبِ ایمان ہونے، حق پر ہونے اور جنتی ہونے پر مہر لگادی۔ کل صحابہ جنتی ہیں اور آپ بھی

جنتی ہیں اگر اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اللہ کریم کا فیصلہ ہی مان لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحدید)

ترجمہ:۔ تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا ، بعد میں انفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کرلیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے:

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ: اَلْحُسْنٰی ؛ ہے لیکن اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے ۔ اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں۔ اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام صاحبِ تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص ۲۳۲ پر اَلْحُسْنٰی کی تفسیر اَیْ اَلْجَنَّةَ وَالثَّوَابَ فِیْهَا سے ہی کی ہے۔ دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص ۱۷۱ پر یہی تفسیر کی ۔ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو جیسا کہ اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ

آپ صحابی ہیں لہٰذا جنتی ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا اور جنگِ جمل وصفین کے بعد وقتِ وصال تک صحابی ہونا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک متفق علیہ امر ہے تو اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والے کے بارے میں جیسا کہ اوپر حوالہ گذرا ایسا شخص اہلِ شیعہ کی معتبر ترین کتاب جامع الاخبار ص۱۸۳ فصل ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف کے مطابق یا تو کافر ہے یا پھر کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے۔ یا اللہ کریم جل جلالہ! اس مضمون کو ہر پڑھنے والے کے لئے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین! ثم آمین! وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ☆ ﴿بحکم قبلۂ عالم حضرت صاحب﴾ ☆

باب پنجم

# ”ڈرو اس وقت سے جو ہے آنے والا“

## یعنی وہ کفریات جن سے اہل شیعہ کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے

## 1۔ قرآن مجید کو ناقص کہنا کفر ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

”روافض زمانہ بہت سے عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم و جاہل مرد و عورت، چھوٹے بڑے، سب گرفتار ہیں۔

اول (i) یہ کہ کوئی کہتا ہے کہ اس قرآن مجید سے کچھ سورتیں امیر المومنین حضرت عثمان غنی

ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت نے[۱۹۲] (نعوذ باللہ) گھٹا دیں۔(ii) کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔(iii) کوئی کہتا ہے یہ نقص وتبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے۔[۱۹۳] (ردالرفضہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کتب شیعہ کے گہرے مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ ہمارے دربار شریف سے چھپنے والی عقائد جعفریہ جلد سوم میں صفحہ ۱۰۱ تا ۶۲۱ یعنی سوا پانچ سو صفحات پر بکھرے ہوئے سینکڑوں کتب شیعہ سے تحریف قرآن کے دلائل اور ثبوت مہیا کئے گئے ہیں انتالیس ۳۹ کتابوں کی مع نام مصنفین فہرست دی گئی ہے۔ جو شیعہ متقدین ومتاخرین علماء نے تحریف قرآن پر مستقل کتب کی حیثیت سے تصنیف کیں۔ اہل شیعہ کا کون سا چھوٹا یا بڑا ہے جو اپنے مذہب کی اہم ترین تصنیف انوار نعمانیہ اور اس کے مصنف سید نعمت اللہ الجزائری سے واقف نہ ہو؟ وہ لکھتا ہے کہ

''حضرت علی نے صحابہ سے کہا آج کے بعد تم قرآن کو نہ دیکھو گے اور نہ ہی میرے بیٹے امام مہدی کے ظہور تک کوئی اور اسے دیکھ سکے گا۔'' (انوار نعمانیہ ج ۲ ص ۳۶)

تحریف قرآن میں اہل شیعہ سے مرفوع مرویات از ائمہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی دو ہزار سے زائد جن کا انکار ان کے لیے ممکن نہیں جو اصول کافی سے لے کر ان کی ہر تفسیر اور حدیث کی کتاب میں بکھری پڑی ہیں۔ مراۃ العقول میں ملا باقر مجلسی یہاں تک لکھتا ہے کہ:۔

وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنی وطرح جمیعها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار اسابل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا یقصم عن الاخبار الامامیة فکیف یثبونها بالخیره

ترجمہ: میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایات معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ اور ان تمام روایات کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے پورا فن حدیث بے اعتماد ہو جائے گا۔ بلکہ میرے علم کے مطابق تحریف قرآن کی روایات مسئلۂ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔''

قارئین! زیادہ دور نہ جائیں! دیباچہ ''مقبول ترجمہ'' کے صفحہ نمبر ۳۳ پر موجود ہے۔ ''نیز تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آئتیں تو بہت سی گرادی گئی ہیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا دیا گیا اور اس میں زیادہ تر کاتبوں کی خطا ہے۔''

کچھ بھولے اہل سنت و جماعت کو شک گذرتا ہے کہ اگر مانتے نہیں تو پھر شیعہ یہی قرآن کیوں پڑھتے ہیں؟ تو اس کا جواب خود شیعہ علماء نے دیا ہے چنانچہ ترجمہ مقبول صفحہ ۴۷۹ پر موجود ہے۔

''ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والوں کا عذاب کم نہ کرو۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو قرآن مجید کو اس کی اصل حالت پر لانا جناب امام مہدی کا حق ہے۔''

واضح رہے کہ ترجمہ مقبول شیعوں کے بارہ مجتہدوں کا تصدیق شدہ ہے۔ میں اہل علم کو دعوت دوں گا کہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ عقب حضرت داتا گنج بخش لاہور سے عقائد جعفریہ جلد سوم منگوا کر ضرور مطالعہ کریں تحریف قرآن کے سلسلے میں اہل شیعہ کے ہزاروں حوالے اور ایک

سے ایک بڑھ کر آپ کو ملے گا۔ آج تک عدم تحریف کے قائل صرف چار شیعہ علماء گذرے ہیں۔

۱۔ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ ھجری

۲۔ علامہ ابو علی طبرسی متوفی ۵۴۸ ھجری

۳۔ سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ م ۴۳۶ ھجری

۴۔ ابو جعفر طوسی م ۴۶۰ ھجری

آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ان چاروں کا دور ۳۰۰ ھجری سے لے کر ۵۴۸ ھجری تک ہے۔ پہلی تین صدیاں اور ۵۴۸ ھجری کے بعد سے لے کر آج تک ہر شیعہ مجتہد مصنف، ذاکر تحریفِ قرآن کے قائل ہونے کی مرض میں مبتلا ہے۔ جو کہ صریحاً کفر ہے۔ اب میں تحریفِ قرآن کے عقیدہ کی تردید ردالرفضہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں شائد کوئی پڑھ کر عقل کے ناخن لے اور اللہ کے پاک کلام سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز آجائے۔ ورنہ امرِ واقعہ تو یہی ہے کہ اس فرقہ نے نہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ تبدیل ہونے سے بچ سکا، نہ اذان، نہ نماز اور نہ پورے کا پورا دین۔ بہر حال ملاحظہ ہو اس عقیدہ کی تردید:۔

''اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدل یا کسی طرح کے تصرفِ بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل (ممکن) جانے بالا جماع کافر مرتد ہے۔ کیونکہ وہ صراحتاً قران عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ (۱) اللہ عزوجل سورۃ حجر میں فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ؁ بے شک ہم نے یہ قرآن اتارا اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (۲) سورۃ حٰم السجدہ میں فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ۔ ترجمہ: باطل کو اس کی طرف بالکل راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔

دوم: فرض کریں کوئی رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو بھی اپنے مجتہدوں کے فتاویٰ کے قبول کرنے سے اسے چارہ نہیں ہوتا۔ اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کا فتویٰ بھی نہ مانے (جو انہوں نے تحریف و تبدیل و زیادت و نقص قرآن میں دیئے ہیں۔ جیسا کہ انکے چار شیعہ علماء محققین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔) تو کم از کم اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے وہ اپنے ان اسلاف مجتہدین کو کافر نہ کہے گا۔ بلکہ انہیں اپنے دن کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا۔ اور جو کسی کافر منکر

ضروریات دین کو کافر نہ مانے وہ خود کافر و مرتد ہے جیسا کہ شفا شریف صفحہ 362 پر ہے۔
قرآنی فرمان الٰہی اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ کہ "ہم ہی اس قرآن مجید کے محافظ ہیں" کے تحت یہ ضروریات دین سے ہے کہ مانا جائے کہ موجودہ قرآن مجید وہی قرآن مجید ہے جو اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اس کا ہر نقص و زیادت و تغیر و تحریف سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے۔
بعض اہل شیعہ سے یہ آیت مبارکہ ذکر کی گئی تو کہنے لگے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے یعنی انہیں اس کا سایہ تک بھی نہ دکھائیں گے اور اصل قرآن امام غائب غار میں لئے بیٹھے ہیں کیا عجب استدلال ہے؟ اور بعضوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگر چہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی ولوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے۔ یہ اس سے بھی بڑھ کر عجیب تاویل ہے؟ جاہلو! علم الٰہی میں تو کوئی شے بھی نہیں بدل سکتی پھر اکیلے قرآن کی کیا خوبی نکلی؟ توریت وانجیل کی تحریف تو در کنار کسی عام مصنف کی تحریر میں کوئی تغیر و تبدل کر لیا جائے تو علم الٰہی اور لوح محفوظ ہیں تو اس کا یقیناً بدستور باقی رہنا اظہر من الشمس ہے۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام وایمان درہم برہم ہو جائیں گے۔ یہ ایسی ہی تاویل ہے جیسے نیچری مذہب والے آسمان کو بلندی، جبریل و ملائکہ کو قوت خیر۔ ابلیس وشیاطین کو قوتِ بدی، حشر ونشر و جنت و دوزخ کو محض روحانی نہ کہ جسدی ہونے پر تاویل کر لیا کرتے ہیں۔ ایسے تو پھر بت پرست لا الہ الا اللہ کو بھی تاویل کر لیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر ایک دوسرا خدا ہے لیکن جو اصل خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں"۔ ("امام احمد رضا اور مذہب شیعہ" کا خلاصہ)

## (2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ میں تبدیلی کا کیا جواز؟

آج اہل شیعہ کا کلمہ یوں ہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ" جب کہ کوئی جاہل سے جاہل بھی اس بات کا انکار نہیں کرے گا کہ یہ کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لے کر نہیں آئے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اور پڑھائے ہوئے کلمے کو بدلنا کوئی ضروری تھا؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلمہ پڑھایا تھا وہ پورا تھا یا ادھورا؟ یہ عام فہم سا سوال ہے اگر ہو سکے تو شیعہ برادری حضرت امام جعفر صادق والا کلمہ شریف ملاحظہ کرے۔

(1) اِلٰھِیْ لَئِنْ اَمَرْتَ بِیْ اِلَی النَّارِ لَاُخْبِرَنَّ اَھْلَھَا اِنِّیْ کُنْتُ اَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حلیۃ الابرار جلد دوم ص 141، الباب الثالث مطبوعہ قم)

ترجمہ: آپ فرماتے ہیں کہ اے اللہ کریم! اگر تُو نے مجھے دوزخ میں جانے کا حکم دیا تو میں اہل دوزخ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ میں جو کلمہ شریف دنیا میں پڑھا کرتا تھا وہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

(2) حیات القلوب تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری ج ۲ ص ۱۸۲ باب پنجم مطبوعہ لکھنو قدیم میں ہے کہ حضرت خدیجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے وقت تمام کائنات کی اشیاء نے یہی اصلی کلمہ پڑھا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

(3) مجالس المومنین کی عبارت کا ترجمہ بلفظہٖ ملاحظہ ہو:۔

"اول یہ کہ اسلام کا دارومدار دو گواہیوں پر ہے یعنی پہلی گواہی اس بات کی کہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے اور دوسری گواہی نبی پاک کی رسالت کی۔ ان دونوں گواہیوں کیلئے استعمال شدہ الفاظ کی تعداد بالکل برابر ہے یعنی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سے توحید و رسالت دونوں کیلئے بارہ بارہ حروف ہیں۔ (مجالس المومنین جلد اول ص 20 در تعریف مطلق شیعہ مطبوعہ تہران)

(4) نبی پاک ﷺ نے خود ارشاد فرمایا

"لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ اَسْطُرٍ اَلْاَوَّلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم وَالثَّانِي اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالثَّالِثُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

ترجمہ قیامت کے روز میرے جھنڈے پر تین سطریں لکھی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، دوسری سطر الحمد اللہ رب العالمین اور تیسری سطر میں کلمہ شریف لکھا ہوگا جو ایسے ہو گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(5) یہ واقعہ اہل شیعہ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں قبول اسلام کیلئے مکہ پہنچا تو میری ملاقات فرداً فرداً مختلف مقامات پر حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت مولا علیؓ سے ہوئی تو ہر ایک سے میں نے پوچھا کہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے نبی اکرم ﷺ مجھے کیا پڑھائیں گے؟ تو ان تینوں ہستیوں میں سے ہر ایک نے مجھے فرمایا کہ تجھے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھائیں گے چنانچہ میں حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے مجھے یہی کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا۔ (فروع کافی جلد ۸ کتاب الروضہ ۲۹۸ مطبوعہ تہران، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۲ باب ششم)

اندازہ فرمائیں یہ واقعہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے۔ ہم یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ خود حضور ﷺ، مولا علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ تو یہی کلمہ پڑھا کر لوگوں کو مسلمان کریں۔ نبی پاک ﷺ بھی یہی کلمہ شریف پڑھا کر سب کو مسلمان کریں۔ کیا ان کا کلمہ ادھورا تھا یا پورا؟ اگر پورا تھا تو اہل شیعہ نے دین کی بنیاد زیادتیِ الفاظ سے خود منہدم کی۔ یہ بڑی بنیادی بات ہے اور اہل شیعہ کے بار بار سوچنے کی ہے۔

(6) اصول کافی سے حضرت امام جعفر صادقؒ کا فرمان ہو تو اہل شیعہ کے پاس فرار کی

کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

"عَنْ عجلان ابی صالح قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامْ اَوْقِفْنِیْ عَلٰی حُدُوْدِ الْاِیْمَانْ فَقَالَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(اصول کافی ج2 ص18 کتاب الایمان مطبوعہ تہران)

ترجمہ: عجلان ابی صالح کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق ؒ سے عرض کیا مجھے ایمان کی حدود سے تو واقف فرمادیں۔ فرمایا یہ کہ تو گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں"۔ بنیادِ ایمان یہی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

(7) میں ہر شیعہ اور شیعیت زدہ افراد سے کہوں گا کہ موت نے آنا ہے اور ضرور آنا ہے اپنے جاہل ذاکروں اور مولویوں سے **کبھی** قسم دے کر ضرور پوچھیں کہ ائمہ اہل بیت کون سا کلمہ پڑھتے تھے؟ اور یہ کہ مرتے وقت کون سا کلمہ کام آئے گا کیا شیعوں والا نیا خودساختہ کلمہ یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والا اصلی کلمہ شریف؟ آئیں! میں آپ کی صحاح اربعہ سے دکھاتا ہوں کہ

"امام جعفر صادق ؒ نے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت جان کنی کے وقت تلقین کرتا ہے کہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (من لایحضرہ الفقیہ جلد اول ص82 فی غسل میت)

میری مخلصانہ گزارش ہے کہ آج ہی توبہ کریں اور اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ایمان کی بنیاد بنائیں جو مرتے دم بھی کام آئے گا انشاء اللہ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

## (3) غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے۔

تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے لیکن اس کے برعکس اہل شیعہ کا عقیدہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ ائمہ اہل بیت کو نبیوں سے افضل کیوں

مانتے ہیں بلکہ پھر اس کو اپنے مذہب شیعہ کی بنیاد اور ضروریات میں سے قرار دیتے ہیں۔

(1) حیات القلوب جلد ۳ کے صفحہ ۲ پر شیعوں کا مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

"مرتبہ امامت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است"

ترجمہ امامت کا درجہ نبوت ورسالت سے بلند ہے

(2) دور حاضرہ میں مذہب شیعہ کی علامت ان کا امام خمینی اپنی کتاب الولایۃ التکوینہ ص52 پر رقمطراز ہے

"وَاِنَّ مِنْ ضَرُوْرِیَاتِ مَذْهَبِنَا اِنَّ لِاَ ئِمَّتِنَا مَقَاماً لَا یَبْلُغُهٗ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَانَبِیٌّ مُرْسَلٌ"

ترجمہ: "اور ہمارے مذہب شیعہ کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں پہنچا"

## تردید:

اس عقیدہ کی تردید میں خود کتب شیعہ سے حضرت سیدنا امام محمد باقرؒ کا ایک فرمان درج کرنا کافی سمجھتا ہوں

"عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَالَ بِاَنَّنَا اَنْبِیَآءَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ مَنْ شَکَّ فِیْ ذَالِکَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ (رجال کشی ص 255 مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: "حضرت امام محمد باقر نے فرمایا جو ہمیں نبی کہے (یعنی نبیوں جیسا ہمیں سمجھے اور ان کے برابر کا مقام دے) اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو اس میں شک لائے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو"

## (4) شیعوں کی شانِ صحابہ میں ایسی گستاخی کہ جو کفرِ صریح ہے

شیعوں کی شان صحابہ میں وہ گستاخی جو کفر صریح ہے درج ذیل ہے۔

"قَالَ كَانَ النَّاسُ اَهْلُ الرِّدَّةِ بَعْدَ النَّبِیِّ اِلَّا ثَلٰثَةٌ فَقُلْتُ وَ مَنِ الثَّلَاثَةُ؟ فَقَالَ

المقداد بن الاسود ،ابو ذر الغفاری،سلمان فارسی

ترجمہ: "شیعوں کے امام نے کہا کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد تین آدمیوں کے سوا سب مرتد ہو گئے میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں کہا مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی" (اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب (1) رجال کشی ص 12 مطبوعہ کربلا (2) تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین (3) احتجاج طبرسی جلد اول ص 113 مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید حیات القلوب ج 2 ص 1083 از ملا باقر مجلسی)

قارئین نقل کفر، کفر نباشد کی اجازت کے تحت یہ روایت بندہ نے دل پر پتھر باندھ کر نقل ہے کیونکہ اس عبارت سے بڑھ کر کائنات میں کوئی کفر ہو ہی نہیں سکتا صرف اپنے سنی احباب کو اور شیعوں کی صحبت کو معمولی جاننے والوں کو آگاہ کرنے کیلئے یہ عبارت لکھی ہے۔

یہ جمیع صحابہ کی ایسی گستاخی ہے جو کفرِ صریح ہے اور ایسے عقائد والوں کو کافر نہ ماننے والا خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ صحابہ کا جنتی ہونا قرآن ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ یہ عبارت قرآن پاک کی بے شمار آیات کا انکار ہے (1) مثلاً سورۃ النساء آیت 95 اور سورۃ الحدید میں فرمایا كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

ترجمہ: اللہ تمام صحابہ سے جنت کا عدہ فرما چکا ہے۔

(۲) مہاجرین وانصار کا نام ذکر کے فرمایا "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا"

CamScanner

ترجمہ: یہ پکے مومن ہیں)

(3) فرمایا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (السباء ۴) ترجمہ: صحابہ کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

(4) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۳، البینہ ۸) ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

(5) اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (پ۲۸ حشر آیت ۸) ترجمہ: یہ سچے ہیں۔

(6) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا.

ترجمہ مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لیے جنت تیار کی گئی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (پ۱۱ر۲)

(7) قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر آیت ۸، ۹، ۱۰ تینوں آیات میں کل مومنین کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔ کہ جن کا ایمان عند اللہ مقبول ہ معتبر پسندیدہ اور منجانب اللہ سند یافتہ ہے نمبروار آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

## سورۃ حشر آیت نمبر ۸ مہاجرین کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

ترجمہ: "ان فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں (ترجمہ کنز الایمان)

سورۃ حشر آیت نمبر ۹ انصار کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ
مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

۱۱ ترجمہ: ”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا اور دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو (مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں“۔

سورۃ حشر آیت نمبر ۱۰ مہاجرین وانصار کے بعد قیامت تک کے مومنین کی زبانوں پر ان صحابہ کیلئے کلمات خیر ہوں گے اور دل صحابہ کے کینہ سے پاک ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O

ترجمہ: وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے“۔

قارئین اب قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر کی آیات نمبر ۸، ۹، ۱۰ مع ترجمہ آپ نے جب تلاوت فرمالیں تو ہر ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والے پر بھی یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ قرآن مجید نے یہاں مومنین کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ (1) مہاجرین (2) انصار (3) ان کے بعد والے جوان

کے تابع ہوں۔ اور صحابہ کے متعلق کلماتِ خیر و استغفار اور ان کے ایمان کا ذکر جن کی زبانوں پر جاری ہو۔ کیونکہ صاف الفاظ ہیں وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ اور صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق دل میں کوئی کدورت اور کینہ نہ رکھیں (بالفاظ قرآن لاتجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا) پس ان آیات بینات کی روشنی میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ

"جس کے دل میں کسی بھی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو۔ اور وہ ان کیلئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کی تینوں اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین ہی قسمیں بیان فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے"

(تفسیر خزائن العرفان از حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی امام اہل سنت)

امام اہل سنت کے ان الفاظ "رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے"۔ سے واضح ہے کہ عنداللہ و عندالقرآن ان کا نام نہاد ایمان کا دعویٰ شرف قبولیت سے محروم ہے اور وہ گمراہ ہیں اور گمراہ اور مردود ہی رہیں گے جب تک اپنے دلوں کو جملہ صحابہ کی کدورت سے پاک نہیں کر لیتے۔

باب ششم

## مروجہ ماتم اور اس کا رد

اہل شیعہ کا مروجہ ماتم حسین کرنا نام ہے بے صبری کا اور جزع فزع کرنے کا، سینہ کوبی کرنے اور چہرے پیٹنے کا اور افسوس کا مقام ہے کہ ماتم کرنا اب اہل شیعہ کی علامت اور

نشانی بن چکا ہے اہل شیعہ کا دعویٰ ہے کہ آئمہ معصومین کا ہر فرمان ہمارے لئے حجت ہے اگر یہ دعویٰ صحیح ہے اور کوئی بھائی آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر دوزخ سے بچ جائے تو ہمارے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہے مجھے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے قوی امید ہے کہ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں شیعہ اس باب میں درج کردہ اپنی ہی معتبر ترین کتب سے چوبیس عدد آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر ماتم سے توبہ کریں گے اور دوزخ سے بچیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں سرِ دست دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی غالی سے غالی شیعہ بھی اپنے اللہ سے ہدایت اور ایمان طلب کرنے اور آخرت سنوارنے کی غرض سے کبھی قرآن مجید سورۃ بقرہ کی آیات نمبر 153 تا 157 صرف ان پانچ آیات کی باترجمہ تلاوت کا شرف حاصل کرلے تو ہمیشہ کے لئے ماتم سے توبہ کرلے بلکہ خود اہل شیعہ کو سمجھائے کہ ماتم اور اہل ایمان کے لئے صبر سے متعلقہ یہ آیاتِ بیّنات بالکل دو متضاد چیزیں ہیں۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر 153: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ اہل شیعہ ماتم میں بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حکم خدا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پورے قرآن مجید میں آپکو یہ کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ ماتم کرنے والوں اور بے صبری کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 154: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ "اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں" "ان کے رب کے ہاں سے انہیں رزق دیا جاتا ہے" (یہ چوتھے پارے میں حکم ہے)

اسی لئے ہم اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ۔

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

آیت نمبر 155: ترجمہ۔"اور ضرور بالضرور وہ تمہیں آزمائے گا خوف دے کر، مالوں میں نقصان دے کر اور پھلوں میں نقصان دے کر اور جانوں میں نقصان دے کر اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔"

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کے لئے ہر قسم کی آزمائش میں پورا اترنے کا الٰہی مطالبہ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا مولا امام حسین اور شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کا جہاد اور فقر اختیاری تھا اضطراری نہیں تھا وہ خود میدانِ جہاد میں سعادتِ ابدی سمجھ کر تشریف لائے وہ دین کے لئے ہر مصیبت سہنے کا جذبہ لے کر میدانِ کربلا میں اترے تھے۔لہذا ماتمی سلوگن اور بے سروپا نمائش کا کوئی جواز نہیں وہ شجاع تھے ہر آزمائش میں پورے اتر کر صبر و ہمت میں امت کے لئے نمونہ بنے۔صبرو ہمت و استقامت اور دین پر مکمل عمل پیرا رہنا ہی میدانِ کربلا کا درسِ عظیم تھا۔یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا امام زین العابدین نے بعد از اں پوری زندگی صبر فرمایا کبھی ماتم نہ فرمایا اور اس آیت کے آخری الفاظ میں حکم بھی یہی ہے کہ "صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے"میدانِ کربلا کے عظیم درس کو سرِ عام بے صبری اور اہلِ شیعہ کی طرف سے ماتم کی صورت میں چڑھے دن پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔

آیت نمبر 156: ترجمہ۔"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یعنی بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر ہمیں واپس جانا ہے۔"

یہ صبر کرنے اور مصیبت میں غم کا اظہار کرنے کا شرعی طریقہ ہے جو اللہ نے ہمیں قرآن میں سکھایا ہے اور یقیناً ہر شہادت پر مستوراتِ اہل بیت پاک ماتم کرنے کی بجائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

راجعُون ہی پڑھتی ہونگی۔ کیونکہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کمال صبر کرنے والوں کے لئے عظیم درجات اپنی رحمت اوران کے لئے ہدایت کا ذکر فرمایا ہے۔

آیت نمبر 157 اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۔ترجمہ۔یہی لوگ ہیں جن پر انکے رب کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی ہدایت پانے والے ہیں"۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صبر کرنے والوں کے لئے رحمت وہدایت ہے اور ماتم اور بے صبری کرنے والوں کے لئے اس کے برعکس لعنت وگمراہی ہی ہوسکتی ہے۔لہذا اس سے ضرور بچیں اور دوسروں کو بچائیں اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے ہدایت عطافرمائے آمین ثم آمین۔ماتم کرنا اور پیٹنا قاتل کو فیوں کیلئے سیدہ زینب کی بددعا ہے اور ماتم کی نمائش یزید سے ہوئی

# امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کی ابتداء یزید نے کی

**منتہی الآمال:**

وجمعے نقل کردہ اند کہ یزید امر کرد سر مطہر امام علیہ السلام را بر در قصر شوم او نصب کردند۔ واہل بیت را امر کرد کہ داخل خانہ او شوند چوں مخدرات اہل بیت عصمت وجلالت علیہم السلام داخل خانہ آں لعین شدند۔ زنانِ آل ابو سفیان زیورہائے خود را کندند۔ ولباس ماتم پوشیدند۔ وصدا بگریہ ونوحہ بلند کردند۔ وسہ روز ماتم داشتند۔

(منتہی الآمال جلد اول مقصد چہارم فصل ہشتم مصنف شیخ عباس قمی ص ۵۵۸ نوحہ کردن زنانِ آل ابوسفیان براہل بیت مطبوعہ ایران طبع جدید)

ترجمہ:

ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کے متعلق یزید نے یہ حکم دیا۔ کہ اس کو یزید کے منحوس محل پر لٹکا دیا جائے۔ اور اہل بیت کو حکم دیا۔ کہ اس کے گھر داخل ہوں۔ جب مستورات اہل بیت رضی اللہ عنہن

اس لعین کے محل میں داخل ہوئیں۔ تو آل ابوسفیان کی عورتوں نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباسِ ماتم پہن کے آواز نوحہ وگریہ وزاری بلند کرتی رہیں۔ اور تین روز ماتم کیا

## ہندہ (یزید کی بیوی) نے اپنے خاوند، (یزید) کے حکم سے امام حسین کا ماتم کیا

ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ حکم یزید لعین سے سر مبارک سید الشہداء اس کے دروازۂ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل بھجوایا۔ جب مخدرات اہل بیت عصمت وطہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابوسفیان نے اپنے زیورات آتار دیئے۔ اور لباسِ ماتم پہن کے آواز نوحہ وگریہ زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا۔

(جلاء العیون اردو۔ جلد دوم ص ۹۵، مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور طبع جدید)

ان مؤخر الذکر دو روایات سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کا آغاز

یزید کے گھر سے ہوا۔ اور یزید ہی کے حکم سے ہوا۔ اگرچہ مطلقاً ماتم کی ابتداء شیطان سے ہوئی۔ لیکن ماتم امام حسین کی ابتداء یزید نے کرائی۔ اس کے گھر سے شروع ہوئی لہٰذا مسلمانوں کو قطعاً یہ گوارا نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا فعل جس کا بانی مبانی ابلیس ہو۔ اور یزید نے اُسے پھر سے زندہ کیا۔ اس فعل کو کریں۔

## مروجہ شیعی ماتم کے متعلق قرآن مجید، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کے فرمان

### فرمان باری تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ الخ۔ (پ ۲۸ ع ۶)

**ترجمہ:**

اے نبی مکرم! جب آپ کے حضور عورتیں حاضر ہو کر اس بات پر بیعت کریں۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ الخ

**اصول کافی و تفسیر قمی:**

فَقَامَتْ أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هٰذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ لَا نَعْصِيَنَّكَ فِيهِ فَقَالَ أَنْ لَا تَخْمُشْنَ وَجْهًا وَلَا تَلْطِمْنَ خَدًّا وَلَا تَنْتِفْنَ شَعْرًا وَلَا تُمَزِّقْنَ جَيْبًا وَلَا تُسَوِّدْنَ ثَوْبًا وَلَا تَدْعُونَ بِالْوَيْلِ وَلَا يُقِيمْنَ عِنْدَ قَبْرٍ فَبَايَعَهُنَّ

عَلٰی هٰذِهِ الشُّرُوْطِ۔

(۱) تفسیر قمی سورۃ ممتحنہ رکوع ۲ ص ۶۷۶ طبع قدیم۔

(۲) اصول کافی جلد پنجم ص ۲۷ د باب صفۃ مبایعۃ النبی

## ترجمہ

ام حکیم بنت حارث (جو اس وقت عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں) کھڑی ہوئیں۔ اور پوچھنے لگیں۔ یارسول اللہ! وہ "معروف" کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم آپ کی اس میں نافرمانی نہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معروف یہ ہے۔ کہ تم چہروں پر خراشیں مت ڈالو۔ گالوں پر طمانچہ مت مارو۔ بالوں کو ہرگز نہ نوچو۔ گریبان نہ پھاڑو کپڑوں کو سیاہ مت کرو۔ ہائے ہائے نہ پکارو اور قبر کے نزدیک کھڑی نہ ہوؤ۔ تو عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان شرائط کو قبول کرتے ہوئے) بیعت کرلی)

---

## ۱۔ فرمانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

### فروع کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ یَدَهٗ عَلٰی فَخِذِهٖ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِهٖ۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر والجزع الخ ص ۲۲۴ طبع جدید)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ رانوں پر مارنا اس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

## ۲۰۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲:

قَالَ اَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ شِمْرٍ الْیَمَنِی یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَمَنْ صَبَرَ عَلَی الْمُصِیْبَۃِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَوَابَ ثَلٰثِ مِائَۃِ دَرَجَۃٍ مَا بَیْنَ الدَّرَجَۃِ اِلَی الدَّرَجَۃِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے مصیبت پر صبر کیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے تین سو درجات عطا فرمائے۔ ایسے درجات کہ ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے۔ جتنا آسمان اور زمین کے

(اصول کافی جلد دوم ص۹۱ کتاب الایمان والکفر باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید)

(جامع الاخبار مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۲ الفصل الحادی والسبعون مطبوعہ نجف اشرف)

قَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ ...... یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ بَکَیْتَ عَلَی الْحُسَیْنِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُكَ عَلٰی خَدَّیْكَ غَفَرَ اللّٰہُ لَكَ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَہٗ صَغِیْرًا كَانَ اَوْ كَبِیْرًا قَلِیْلًا كَانَ اَوْ كَثِیْرًا۔

(عیون اخبار الرضا مصنفہ شیخ صدوق جلد اول ص ۲۲۳)

فی کراھۃ السعی فی الحسا انج یوم عاشورا

مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

ترجمہ:

امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن شبیب! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اگر تو اس قدر رو دیا کہ تیرے آنسو رخساروں تک بہہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تیرے چھوٹے بڑے تھوڑے اور زیادہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔

## فرمان رسول مقبول ۳: فروع کافی:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَۃَ اِذَا مِتُّ لَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْھًا وَلَا تَنْشُرِیْ عَلَیَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَا تُقِیْمِیْ عَلَیَّ نَائِحَۃً

(فروع کافی جلد پنجم ص ۵۲۷ کتاب النکاح باب صفۃ مبایعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ بیٹی! جب میں انتقال کر جاؤں۔ تو میری وفات پر اپنا منہ نہ پیٹنا اپنے بال نہ کھولنا اور ویل عویل نہ کرنا۔ اور نہ ہی مجھ پر نوحہ کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو کس قدر واضح الفاظ میں ارشاد موجود ہے۔ کہ میری فوتیدگی پر ایسے افعال نہ کرنا۔ جو شیعہ حضرات کے ہاں مروجہ ماتم میں کیے جاتے ہیں۔

## ۴۔ فرمان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ مَا الْجَزَعُ؟ قَالَ اَشَدُّ الْجَزَعِ الصُّرَاخُ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَطْمُ الْوَجْهِ وَالصَّدْرِ وَجَزُّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِیْ وَمَنْ اَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِیْ غَیْرِ طَرِیْقِهٖ۔ وَمَنْ صَبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ رَضِیَ بِمَا صَنَعَ اللّٰهُ وَوَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ لَمْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ جَرٰی عَلَیْهِ الْقَضَاءُ وَهُوَ ذَمِیْمٌ وَاَحْبَطَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَجْرَهٗ۔

(فروع کافی جلد سوم ص ۲۲۲ کتاب الجنائز

باب الصبر والجزع والاسترجاع

طبع جدید)

**ترجمہ:**

جابر کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے جزع کے متعلق پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ شدید جزع یہ ہے۔ کہ کوئی شخص ویل عویل الفاظ چیخ کر نکالے۔ اور اپنے چہرہ کو پیٹے۔ پیشانی کے بال نوچے۔ اور جس نے

نوحہ کیا اس نے صبر کو چھوڑا۔ اور صحیح طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے راہ چل پڑا اور جس نے صبر کیا۔ اور بوقت مصیبت استرجاع (انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا) کہا۔ اور اللہ کی حمد بیان کی۔ تو اس نے اللہ کو راضی

کرلیا۔ اس کا اجر اللہ کے حضور ہے۔ اور جو بوقتِ مصیبت ایسا نہ کرے گا۔ اس پر حکمِ خداوندی تو ہو کر رہے گا۔ لیکن وہ قابلِ مذمت ہوگیا! اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب و اجر ضائع کردیا۔ 12

## مذکور فرمان سے درج ذیل امور ثابت ہوئے!

- مروجہ ماتم (زنجیر زنی کرنا، سینہ کوبی کرنا، منہ پہ طمانچے مارنا) کرنے والا امام باقر کے فتویٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود ہے۔ اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

- اس حدیث نے واضح کردیا۔ کہ محرم الحرام وغیرہ میں شیعہ حضرات کا مروجہ ماتم کرنا ائمہ اہل بیت کے حکم کے خلاف ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کا اس موقعہ پر قرآن خوانی کرنا اور صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑنا ائمہ اہل بیت کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اور ہم دعوٰی سے کہتے ہیں۔ کہ اہل بیت و ائمہ اہل بیت سے سچی اور پکی عقیدت صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کو ہے۔ اور ہم ہی ان کے صحیح تابع فرمان ہیں۔

## ۵۔ فرمانِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْمُؤْمِنِ فَیَأْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُوْرٌ وَاِنَّ الْجَزَعَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْکَافِرِ فَیَأْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَزُوْعٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم باب الصبر والجزع ص ۲۲۳
مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۲۔ فروع کافی جلد اول ص ۵۷ طبع قدیم)

**ترجمہ:**

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت اس پر آتی ہے۔ وہ اس وقت انتہائی صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جزع و بلا آگے پیچھے کافر کے پاس آتے ہیں۔ جب اس کے پاس مصیبت آتی ہے۔ تو وہ انتہائی رونے پیٹنے والا ہوتا ہے۔

۷۔ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامْ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَسْتَرْجِعُ عِنْدَ ذِکْرِہِ الْمُصِیْبَۃَ وَیَصْبِرُ حِیْنَ تَفْجَاہُ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَکُلَّمَا ذَکَرَ مُصِیْبَتَہٗ فَاسْتَرْجَعَ عِنْدَ ذِکْرِ الْمُصِیْبَۃِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ کُلَّ ذَنْبٍ اِکْتَسَبَ فِیْمَا بَیْنَہُمَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر و

الجزع الخ ص ۲۲۴ طبع جدید)

**ترجمہ:**

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جس آدمی کو کوئی مصیبت چھوئے پھر وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہے۔ اور اس مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور بندہ جب کسی گزری مصیبت کو یاد کر کے انا للہ و انا الیہ راجعون کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو مصیبت کے آنے کے وقت سے انا للہ و انا الیہ راجعون الخ کہنے تک اس نے کیے ہوں گے۔

## ۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

### فروع کافی:

عَنْ جَرَّاحِ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَصْلُحُ الصِّيَاحُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَنْبَغِي وَلٰكِنَّ النَّاسَ لَا يَعْرِفُونَهُ وَالصَّبْرُ خَيْرٌ عَنْ عَلَاءِ بْنِ كَامِلٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَرَخَتْ صَارِخَةٌ مِنَ الدَّارِ فَقَامَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ جَلَسَ فَاسْتَرْجَعَ وَعَادَ فِي حَدِيثِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَنُحِبُّ أَنْ نُعَافِيَ فِي أَنْفُسِنَا وَأَوْلَادِنَا وَأَمْوَالِنَا فَإِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ فَلَيْسَ لَنَا أَنْ نُحِبَّ مَا لَمْ يُحِبَّ اللهُ لَنَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر والجزع الخ

ص ۲۲۶ طبع جدید)

### ترجمہ:

جراح المدائنی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ میت پر چیخنا چلانا درست نہیں۔ اور لوگوں کو یہ نہ کرنا چاہیے لیکن لوگ اس کی وقعت کر جانتے نہیں۔ صبر ہر حال میں سب سے بہتر ہے۔ علاء بن کامل سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو گھر سے ایک عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

کھڑے ہو گئے۔ پھر بیٹھے۔ اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا پھر سے اپنی گفتگو کو شروع کر دی۔ یہاں تک آپ گفتگو مکمل کر چکے۔ پھر فرمایا۔ ہمیں یہ بات بہت پسند ہے۔ کہ ہم اپنی جانوں، مالوں اور اولادوں کے بارے میں برائی سے بچیں۔ جب اللہ کی تقدیر آ جائے۔ تو ہمیں یہ بات بہت پسند ہونا چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور اس کی ناپسند سے بچنا چاہیئے۔

## امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

### ۸۔ اصول کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَھَبَ الرَّأْسُ ذَھَبَ الْجَسَدُ کَذٰلِکَ اِذَا ذَھَبَ الصَّبْرُ ذَھَبَ الْاِیْمَانُ۔

(اصول کافی جلد دوم ص ۸۷ کتاب الایمان والکفر باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید)

### ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے۔ جیسا جسم انسانی کے ساتھ سر کا۔ جب سر نہ رہے۔ جسم نہیں رہتا۔ اور جب صبر نہ رہے۔ ایمان نہیں رہتا۔

## ۹۔ فرمان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

## جامع الاخبار:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ
الرَّأْسِ فِي الْجَسَدِ وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ -

(جامع الاخبار مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۲ الفصل
الحادی والسبعون فی الصبر)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا مقام ایمان میں ایسا
ہے۔ جیسا کہ سر کا آدمی کے جسم میں۔ وہ بے ایمان ہے۔ جس کے ہاں صبر
کی صفت نہیں۔

## ۱۰ فرمانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

فَقَالَتْ وَاثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ الْيَوْمَ
مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَأَبِي عَلِيٌّ وَأَخِي الْحَسَنُ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِينَ وَثِمَالَ الْبَاقِينَ فَنَظَرَ
إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ ع فَقَالَ لَهَا يَا أُخَيَّةُ لَا يَذْهَبَنَّ
حِلْمَكِ الشَّيْطَانُ .......... وَقَالَ لَهَا أَيَّتُهَا يَا أُخْتَاهُ
اتَّقِي اللهَ وَتَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللهِ وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ
يَمُوتُونَ وَأَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ ...... جَدِّي
خَيْرٌ مِنِّي وَأَبِي خَيْرٌ مِنِّي وَأُمِّي خَيْرٌ مِنِّي وَأَخِي خَيْرٌ مِنِّي
وَلِي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم
أُسْوَةٌ فَعَزَّاهَا بِهَذَا وَنَحْوِهِ وَقَالَ لَهَا يَا أُخَيَّةُ إِنِّي
أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ فَأَبِرِّي قَسَمِي لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا وَلَا
تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ -

(۱۔ الارشاد للشیخ مفید ص ۲۳۲ فی مکالمۃ الحسین علیہ السلام مع اختہ زینب مطبوعہ قم

(۲۔ اعلام الوری مصنفہ فضل ابن حسن طبرسی ص ۲۳۶ امر الامام اختاہ زینب بالصبر

## ترجمہ:

جس وقت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں اپنے خیمہ سے نکل کر یزیدیوں کے مقابلہ کے لیے جانے لگے۔ تو آپ کی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہ کہنے لگیں) ہائے افسوس! کاش میری موت آجاتی اور آج کے دن میں یہ حالات نہ دیکھتی۔ میری والدہ جنابہ فاطمہ، میرے والد جناب علی، میرے بھائی جناب حسن رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اے گزرے لوگوں کے خلیفہ! اے آنے والوں کے سرمایہ!

امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے پیاری بہن! آپ کے صبر کو کہیں شیطان نہ لوٹ لے ...... اور فرمایا۔ اے ہمشیرہ! خوف خدا اپناؤ۔ اور اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق تعزیت کرو۔ خوب سمجھ لو۔ تمام اہل زمین مر جائیں گے۔ اہل آسمان باقی نہ رہیں گے ....... میرے نانا، میرے بابا، میری والدہ اور میرے بھائی سب مجھ سے بہتر تھے۔ میرے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی ہدایات ایک بہترین نمونہ ہیں۔ تو انہی کے طریقہ کے مطابق تعزیت کرنا۔ اور فرمایا۔ اے اماں جائی میں تجھے قسم دلاتا ہوں۔ میری قسم کی لاج رکھتے ہوئے اُسے پورا کر دکھانا۔ میرے مرنے پر اپنا گریبان نہ پھاڑنا۔ اور میری موت پر اپنے چہرہ کو نہ خراشنا۔ اور نہ ہی ہلاکت و بربادی کے الفاظ بولنا۔

مروجہ ماتم کے ممنوع اور حرام ہونے پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کتنا واضح

اور غیر مبہم ہے

۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

# ماتم سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں

## نہج البلاغہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلَىٰ قَدْرِ الْمُصِيبَةِ

وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَىٰ فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ حَبِطَ

عَمَلُهُ۔

(نہج البلاغہ ص ۴۹۵ باب المختار من

حکم امیر المؤمنین علیہ السلام

حکم ۱۴۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید چھوٹا سائز)

## ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صبر کا نزول مصیبت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ (یعنی جتنی بڑی مصیبت آتی ہے۔ اتنا ہی بڑا صبر درکار ہوتا ہے۔) جس نے بوقت مصیبت اپنے رانوں پر ہاتھ مارے۔ تو اس کے تمام اچھے اعمال ضائع ہو گئے۔

## ۱۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان:

اے سکینہ تو بہت جلد میرے پاس آ۔ تاکہ میں تجھ کو اس طرح وداع کروں۔ جیسے مرنے والا وداع کیا جاتا ہے۔ میں تجھ کو وصیت کرتا

ہوں اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے عیال و یتیموں اور ہمسایوں کے باب میں کرسب کے ساتھ سلوک کرنا اور جبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور نالہ و فریاد کر کے نہ رونا۔ بلکہ اے سکینہ حکم الٰہی پر صبر کرنا کیونکہ ہم صاحبانِ صبر اور اہل احسان ہیں۔ مجھے اپنے باپ اور دادا اور بھائی کی اقتداء کرنی چاہیئے۔ جب ان کے حقوق کو اہل طغیان و غضب نے غارت کیا۔ (ذبح عظیم ص ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بے کسی کے حالات مطبوعہ کتب خانہ اثناعشری لاہور منقول حوالہ)

## فرمانِ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ (۱۳ نمبر فرمان)

نہج البلاغہ:

وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قَالَهُ وَهُوَ يَلِي غُسْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتَجْهِيْزَهُ۔ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ خَصَصْتَ حَتّٰى صِرْتَ مُسَلِّيًا عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَّمْتَ حَتّٰى صَارَ النَّاسُ فِيْكَ سَوَاءً وَلَوْلَا أَنَّكَ أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَأَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّؤُوْنِ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۵ ص ۳۵۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے کر کفنانے لگے۔ تو فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے نبوت، وحی، آسمان کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ جو کہ آپ کے غیر کے مرنے سے نہ ہوئی تھیں۔ آپ مصیبت پہنچانے پر مخصوص ہو گئے۔ حتیٰ کہ اپنے غیر

کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کر دیا۔ (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں یہ رنج واندوہ کہاں) آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے۔ حتی کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دیگر رہے ہیں۔ اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کر دیتے)

(ترجمہ نیرنگ فصاحت ص ۳۲۷ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع قدیم)

## ۱۴ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اور فرمان:

من لایحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ حِيْنَ قُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لَا تَدْعِیْ بِوَيْلٍ وَلَا ثُكْلٍ وَلَا حُزْنٍ وَلَا حَرْبٍ وَمَا قُلْتِ فِيْهِ فَقَدْ صَدَقْتِ۔

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۵۶ فی العزاء والجزع عند المصیبت مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم)

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۱۲ جلد اول مطبوعہ تہران طبع جدید۔ تعزیت و الجزع الخ)

ترجمہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے وقت حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے جزع فزع کرتے دیکھا۔ تو فرمایا) اے نیک بہن! اللہ کا خوف رکھو۔ اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔

## حاصل کلام:

مذکورہ چار عدد حوالہ جات سے (جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہیں) معلوم ہوا۔ کہ جزع فزع (مروجہ ماتم) منع ہے۔ یہ بات آپ نے خدا کی قسم اٹھا کر فرمائی۔ اس کی بجائے صبر وشکر کرنا شیوۂ نیکو کاراں ہے۔

## ۱۶ مروجہ ماتم کرنے والا نیکیاں ضائع کر بیٹھتا ہے:

پس حضرت فرمود کہ یا علی بقبر بائیں رو و فرزند مرا در لحد گزار۔ حضرت امیر المومنین داخل قبر شد۔ وآں طائر قدسی را در آشیاں لحد گزاشت پس مردم گفتند۔ کہ سزاوار نیست احدی را کہ فرزند خود را در لحد گزارد۔ و در قبر فرزند خود داخل شود۔ زیراکہ حضرت رسول داخل قبر فرزند خود نشد۔ پس حضرت فرمود۔ کہ ایھا الناس! بر شما حرام نیست۔ داخل قبرہائے فرزند خود نشوید۔ ولیکن من ایمن نیستم کہ اگر یکے از شما داخل قبر فرزند خود شود و بندہائے کفن او را بکشاید۔ از آنکہ شیطان بر او مسلط شود و او را بدارد بر جزعی کہ باعث حبط اجر او شود۔ پس حضرت از نزدیک قبر مراجعت نمود......

و کلینی بسند معتبر دیگر از حضرت صادق روایت کردہ است۔ کہ چوں حضرت ابراہیم از دنیا رحلت نمود۔ آب از دیدہ ہائے مبارک حضرت رسول فرو ریخت و فرمود کہ دیدہ میگرید و دل اندوہناک می شود و نمی گوئیم چیزے کہ باعث غضب پروردگار گردد۔ پس خطاب کرد با ابراہیم ما بر تو اندو

بنا کیم ای ابراہیم ۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۴ تا ۱۰۲۵ باب پنجاہ وپنجم ذکر اولاد امجاد آنحضرت مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ:

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ قبر کی پائنتی سے اتر کر میرے بیٹے کو لحد میں اتارو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ اور اس قدسی پرندہ کو آشیانۂ لحد میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں۔ کہ اپنے فرزند کو لحد میں داخل کرے۔ اور اس کی قبر میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی قبر میں داخل نہ ہوئے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تمہارے لیے اپنے بیٹوں کی قبروں میں داخل ہونا حرام نہیں۔ لیکن مجھے یہ خطرہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کی قبر میں داخل ہو کر اس کے کفن کی گرہ کھول دے۔ اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے۔ اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر جزع فزع کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے اس کا تمام ثواب ضائع ہو جائے۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے ذرا ہٹ گئے۔

کلینی نے ایک اور معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں۔ اور دل غم ناک ہے۔ لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آ جائے۔ یہ کہہ کر اپنے لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غم ناک ہیں۔

۷۔ مجمع المسائل:

"در تعزیہ داری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر شخص زخمے مثل تیغ، وغیرہ برخود بزند کہ ضرر باشد بر بدنش۔ حرام است"

(مجمع المسائل جز ص ۳۲۱)

ترجمہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیہ داری میں اگر کسی شخص کسی قسم کا کوئی زخم تلوار وغیرہ سے اپنے بدن پر لگایا۔ جس سے اس کے جسم کو نقصان پہنچا۔ تو اس کا یہ فعل حرام ہے۔

روح اللہ خمینی کے اس فتوے سے واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے عزیہ پر ماتم کرنا زنجیر زنی وغیرہ کسی طور پر بھی جسم پر زخم کرنا حرام ہے

**واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم**

## ۱۸۔ ماتم کرنے والے پر کفارہ واجب ہے

توضیح المسائل:

مسئلہ ۶۲۴:

جائز نیست انسان در مرگ کسی صورت و بدن را بخراشد و بخود لطمہ بزند۔

مسئلہ ۶۲۵:

پارہ کردن لیقہ در مرگ غیر پدر و برادر جائز نیست۔

مسئلہ ۶۲۶:

اگر مرد در مرگ زن یا فرزند لیقہ یا لباس خود را پارہ کند۔ یا اگر زن در عزائے میت صورت خود را بخراشد بطوریکہ خون بیاید۔ یا موئے خود را بکند۔ باید یک بندہ آزاد کند۔ یا دہ فقیر را طعام دہد۔ یا آنہا را بپوشاند۔ واگر نتواند باید

سہ روز روزہ بگیرد۔ بلکہ اگر خون ہم نیاید۔ بنا بر احتیاط واجب بایں دستور عمل نماید۔

(توضیح المسائل مصنفہ روح اللہ موسوی خمینی ص ۱۰۷

مستحبات دفن مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ مسئلہ ۶۳۴:

کسی کی فوتیدگی پر کسی انسان کے لیے اپنے بدن کو چھیلنا، اپنی شکل و چہرہ کو چھیلنا اور سر پر طمانچہ مارنا جائز نہیں۔

ترجمہ مسئلہ نمبر ۶۳۵

اپنے باپ یا بھائی کی فوتیدگی پر علاوہ کسی دوسرے کی فوتیدگی پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں ہے۔

ترجمہ مسئلہ ۶۳۶:

اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کی موت پر اپنا گریبان اپنا لباس چاک کرے گا۔ یا کوئی عورت کسی میت کی تعزیت کرتے ہوئے اپنا چہرہ اتنا زخمی کرلے کہ اس سے خون بہہ نکلے یا اپنے بالوں کو نوچے۔ تو ان میں سے ہر ایک پر ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہے یا دس فقیروں کو کپڑے پہننا نالازمی ہے۔ اگر ان میں کسی کفارہ کی طاقت نہ رکھے۔ تو تین دن کے روزے رکھے۔ بلکہ اگرچہ چہرہ پر خراشنے سے خون نہ بھی نکلے۔ تو بھی از روئے احتیاط اس طریقہ (کفارہ) کو اپنانا چاہیئے۔

شیعہ لوگوں کے ہاں جو فقہ مروج ہے۔ اس کے تین مسائل جو اوپر درج کیے گئے۔ ان سے واضح ہو گیا۔ کہ مروجہ ماتم ان کی فقہ میں بھی ایک حرام فعل ہے۔ جس کی حرمت واضح دلیل یہ ہے۔ کہ اس پر ان کے فقہاء نے کفارہ واجب کیا۔ اور کفارہ کسی جرم اور گناہ

پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا ماتم کرنے والے پر کفارہ کا وجوب اس فعل ماتم کو جرم اور گناہ ثابت کرتا ہے۔ اپنی فقہ سے لازماً شیعہ علماء اور ذاکرین بے خبر نہ ہوں گے۔ جانتے ہوئے پھر عوام کو اس فعلِ قبیح اور موجب کفارہ سے لوگوں کو روکنے کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے بلکہ روکنے کی بجائے وہ مروجہ ماتم پر بہت سے انعامات اور اجر و ثواب کا وعدہ سناتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت اور جن میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر کسی شیعہ کو اس فعل قبیح کے بارے میں ذاکرین نے اندھیرے میں رکھا۔ تو ہم نے انہیں، چراغ دکھا دیا ہے۔ آگے اس کی روشنی میں چلنا نہ چلنا ان کی مرضی۔

وما علینا الا البلاغ

## ۱۹ مروجہ ماتم کے رد میں امام خمینی اور ایرانی صدر خامنائی کا فتوے

مروجہ ماتم یعنی سینہ کوبی اور زنجیر زنی شیعہ و سنی سب کے ہاں بالاتفاق ناجائز حرام ہے۔ کتب اہل سنت میں تو اس کے حوالہ جات کی کمی نہیں لیکن مدعیٔ ماتم کے نزدیک چونکہ کتب اہل سنت قابل حجت نہیں۔ اس لیے فقیر نے مناسب خیال کیا ہے کہ شیعہ کے موجودہ دور کے متفقہ امام بلکہ بقول اہل تشیع "آیت اللہ العظمیٰ"، (اللہ کی بہت بڑی نشانی) جناب خمینی صاحب اور ایران کی شیعہ حکومت کے شیعہ صدر جناب خامنائی کا ایک فتویٰ جو روزنامہ جنگ ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز منگل جلد پنجم کالم نمبر ۲ میں شائع ہوا۔ قارئین کی نوبش گوار کر دیا جاتا ہے فتویٰ کا مضمون درج ذیل ہے۔

## یوم عاشور منانے کے مروجہ طریقے غیر اسلامی ہیں (خامنائی)

تہران خصوصی رپورٹر:

ایران کے صدر نے کہا کہ یوم عاشور پر امام حسین کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ اسلام آباد کے ایک انگریزی روزنامہ کے مطابق ایران میں نماز

جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ نمود و نمائش اور غیر اسلامی اصولوں پر مبنی ہے فضول خرچی اور اسراف ہیں امام حسین کے راستے سے دور کر دیتا ہے۔ انہوں نے علم اور تعزیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ محراب و گنبد کی شکل ہی ہو، کیوں نہ ہو یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں۔ ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشور کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ یہ دن تفریح کا دن نہیں ہے۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنائی نے کہا مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مدہم ہونا چاہیئے اور عزاداری کے مفادات پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔ لوگوں کو ماتم کرنے پر کسانا نہیں چاہیئے۔ اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لیئے تکلیف دہ ہونی چاہیئے۔

**توضیح:** قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ مروجہ ماتم جو علم و تعزیہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کو شیعہ کے دو اماموں نے نمود و نمائش اور غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ روح اسلام کے خلاف گردانا ہے اور اس پر رقم خرچ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ فتویٰ ان لوگوں کا ہے۔ جن کو تو کسی تقیہ کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی ان پر مفہوم تقیہ صادق آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل تشیع کا مروجہ ماتم کو اپنا شعار اور طریقہ بنا لینا سراسر غلط اور بے اصل و بے بنیاد ہے۔ نیز محافل محرم کے بھی خلاف ہے۔ امام خمینی نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاسرار" میں یوں لکھا ہے

۲۰۔ **کشف الاسرار:** یک نظری بعزاداری اینجا باید گفتنی ہم در خصوص عزاداری و مجالسی کہ بنام حسین بن علی بپا میشود بگویم۔ ما و ہیچ دیندارانی نمیگویم کہ باین اسم برسم هر کہ هر کاری میکند خوب است۔ چہ بسا علما بزرگ و دانشمندان بسیاری از این کارہا را ناروا دانستہ و بہ وقت خود از آن جلوگیری کردند۔ چنانچہ ہمہ میدانیم کہ دو بیست و چند سال پیش از این عالم عامل بزرگوار مرحوم حاج شیخ عبدالکریم کہ از بزرگ ترین روحانیین شیعہ بود در قم شبیہ خوانی را منع کرد و یکی از مجالس بسیار بزرگ را مبدل بروضہ خود کرد و روحانیین و دانشمندان دیگر ہم چیزہائی کہ برخلاف

دستور دین بودہ منع کردہ ومیکنند (کشف الاسرار ص ۱۷۳ مطبوعہ تہران در ذکر جواب دیگر از اعتراض)

ترجمہ: اس مقام پر ایک آدھ بات خاص کر عزاداری اور ان مجالس کے بارے میں ہونی چاہیئے جو امام حسین بن علی کے نام پر منعقد ہوتی ہیں۔ ہم اور تمام دیندار لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ اس نام کے ساتھ جو بھی کوئی کام کرنا ہے اچھا کرتا ہے۔ اس لیے کہ بہت سے بزرگ علماء اور دانشمندوں نے ان کاموں کو ناروا کہا اور سمجھا ہے۔ حتیٰ کہ ان سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ جیسا کہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ آج سے بیس سال سے زائد عرصہ ہوا کہ ایک بہت بڑے عالم عامل جناب شیخ عبدالکریم حاجی مرحوم جو شیعہ برادری میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں نے قم میں شبیہ خوانی کو منع کیا اور ایک بہت بڑی مجلس کو روضہ خوانی کی مجلس میں تبدیل کر دیا۔ اسی طرح کار روحانی مقام رکھنے والے دیگر دانشمندوں نے بھی ان کاموں سے منع کیا ہے۔ جو دین کے خلاف تھے۔ اور وہ اب بھی ایسا کرتے ہیں

امام خمینی کے اس بیان کے بعد مروجہ ماتم کے حرام و ناجائز ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا اور اس سے بھی زیادہ توضیح مروجہ ماتم کے حرام ہونے پر ان کی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں اور توضیح المسائل میں یوں مذکور ہے۔

۱۔ تحریر الوسیلہ: وَلَا یَجُوْزُ اللَّطْمُ وَالْخَدْشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ وَنَتْفُهٗ وَالصُّرَاخُ الْخَارِجُ عَنْ حَدِّ الْاِعْتِدَالِ عَلَى الْاَحْوَطِ وَلَا یَجُوْزُ شَقُّ الثَّوْبِ عَلٰى غَیْرِ الْاَبِ وَالْاَخِ بَلْ فِیْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ الْمَذْکُوْرَةِ تَجِبُ الْکَفَّارَةُ فَفِیْ جَزِّ الْمَرْاَةِ شَعْرَهَا فِی الْمُصِیْبَةِ کَفَّارَةُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَفِیْ نَتْفِهٖ کَفَّارَةُ الْیَمِیْنِ وَکَذَا تَجِبُ کَفَّارَةُ الْیَمِیْنِ فِیْ خَرْشِ الْمَرْاَةِ وَجْهَهَا اِذَا اَدْمَتْ بَلْ مُطْلَقًا عَلَى الْاَحْوَطِ وَفِیْ شَقِّ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ فِیْ مَوْتِ زَوْجَتِهٖ اَوْ وَلَدِهٖ وَهِیَ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

مَسَاکِیْنَ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ وَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ۔ (تحریر الوسیلہ جلد اول ص ۹۰ باب فی نقل المیت مطبوعہ تہران مکتبۃ ...)

ترجمہ: اور جائز نہیں ہے طمانچے مارنا اور کھرچنا بالوں کو کھینچنا اور نوچنا! اور حدِ اعتدال سے زیادہ آواز نکالنا۔ اور جائز نہیں کپڑوں کو پھاڑنا سوائے باپ اور بھائی کے۔ بلکہ بعض امورِ مذکورہ میں کفارہ واجب ہوتا ہے تو اگر عورت مصیبت میں بالوں کو کھینچے تو اس پر ایک ماہ کے روزے بطورِ کفارہ واجب ہیں۔ اور اگر نوچے تو کفارۂ یمین واجب ہے۔ اور اسی طرح جب عورت اپنے چہرے کو چھیلے تو بھی اس پر کفارۂ یمین واجب ہے۔ جبکہ خون نکل آئے۔ بلکہ زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس کو مطلق قرار دیا جائے۔ (یعنی خون نکلے یا نہ نکلے) اور کوئی مرد اپنی بیوی یا بیٹے کی موت پر کپڑے پھاڑے تو اس پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا واجب ہیں۔ اور اگر یہ نہ پائے تو تین روزے رکھے۔

## ۲۲ توضیح المسائل:

مستحب ہے کہ انسان اپنے عزیزوں کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے۔ یعنی جس وقت یہ یاد آئے۔ تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اور میت کے لیے قرآن پڑھے۔ اور ماں باپ کی قبر پر خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ اور قبر پختہ بنائے تاکہ جلدی خراب نہ ہو۔ جائز نہیں کہ انسان کسی کی موت پر اپنے چہرے کو خراشے یا اپنے آپ کو طمانچے مارے۔ باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں۔ اگر شوہر بیوی یا بیٹے کی موت پر گریبان چاک کرے اور کپڑے پھاڑے۔ یا اگر عورت کسی کی میت پر اپنے چہرے کو اس طرح خراشے

کرخون آ جائے یا بال نوچے تو اسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں لباس دینا پڑے گا۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن روزے رکھے۔ بلکہ اگر خون نہ بھی نکلے تو احتیاطاً واجب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ کسی میت پر آواز کو زیادہ بلند نہ کرے۔ (توضیح المسائل مترجم ص ۱۰۱ تذکرہ مستحبات وفن مصنفہ امام خمینی ناشر سازمان تبلیغات اسلامی شعبہ روابط بین الملل)

## وضاحت:

امام خمینی نے مروجہ ماتم یعنی کپڑے پھاڑنے اور طمانچے مارنے کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا۔ یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے دینا۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھنا بیان کیا ہے۔ خمینی صاحب کے اس فتویٰ سے معلوم ہو رہا ہے کہ افعالِ مذکورہ یعنی مروجہ ماتم ان کے نزدیک ایک شرعی جرم ہے۔ جس کا شرعاً کفارہ واجب ہے لیکن یاد رہے کہ امام خمینی نے جو گریبان چاک کرنا منع قرار دیا ہے۔ اور اس میں سے بھائی اور باپ مستثنیٰ کیا ہے۔ تو یہ ان کی تخصیص بلا دلیل ہے۔ بصورت تسلیم بھی یہ تخصیص اہل تشیع کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ شیعہ تو امام حسین اور ان کے رفقاء کا ماتم کرتے ہیں۔ جو ان کے باپ ہیں نہ بھائی۔ لہذا ثابت ہوا کہ مروجہ ماتم شیعہ سنی دونوں کے نزدیک متفق علیہ حرام ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَار

باب ہفتم

# لوہے کے کڑے وغیرہ پہننا کیسا ہے؟

مسلک اہل سنت و جماعت: کڑے پہننا حرام ہے۔

مسلک شیعہ: کڑے پہننا عبادت ہے اور ہر اہل شیعہ کی نشانی ہے۔

## مسلک اہل بیت اطہار:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ لَا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ
فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْحَدِیْدِ فَاِنَّہٗ نَجِسٌ مَّمْسُوْخٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۴۰۰ کتاب الصلوۃ
باب اللباس الذی یکرہ فیہ الصلوۃ الخ
(۲۔ تہذیب الاحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب فی
ما یجوز بہ الصلوۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ
تہران طبع جدید)
(۳۔ علل الشرائع باب ۵۰ ص ۳۴۸ العلۃ التی
من اجلہا لا یجوز للرجل ان یختم
بخاتم)

**ترجمہ:**
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوہے کی کوئی چیز پہن کر
نماز جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ نجس اور بُری چیز سے مسخ کی ہوئی ہے۔

عن السکونی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّی الرَّجُلُ
وَفِیْ یَدِہٖ خَاتَمُ حَدِیْدٍ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۴۰۴ کتاب الصلوۃ

باب اللباس الذی یکرہ فی الصلوٰۃ الخ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

(۲-تہذیب الاحکام جلد دوم ص۲۲۷ باب
فی ما یجوز الصلوٰۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ
طبع جدید تہران)

(۳-من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص۱۶۲
باب فی ما یصلی فیہ وما لا یصلی فیہ
مطبوعہ تہران جدید)

سکونی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی
پہن کر کوئی آدمی نماز نہ پڑھے۔

## حدیث ۲:

من لا یحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا طَهَّرَ اللّٰهُ يَدًا فِيْهَا حَلْقَةُ
حَدِيْدٍ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو پاک نہیں کرے گا جس میں
لوہے کی انگوٹھی ہے۔

## حدیث ۳:

رَوَى عَمَّارُ السَّابَاطِيُّ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي الرَّجُلِ يُصَلِّيْ وَعَلَيْهِ خَاتَمُ حَدِيْدٍ قَالَ لَا

وَلَا يُتَخَتَّمُ بِهٖ لِاَنَّهٗ مِنْ لِبَاسِ اَهْلِ النَّارِ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۴ باب فی ما یصلی فیہ وما لا یصلی الخ مطبوعہ تہران طبع جدید طبع قدیم ص ۸۲ مطبوعہ لکھنؤ)

علل الشرائع باب ۵۷ ص ۳۴۸/ العلۃ من اجلہا لا یجوز ان یتختم بخاتم

**ترجمہ:**

عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے لوہے کی انگوٹھی پہنے شخص کے بارے میں نماز کا حکم بیان فرمایا۔ اور کہا اس کی نماز نہ ہوئی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ لوہے کی انگوٹھی نہ پہنی جائے۔ کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس (زیور) ہے۔

**لمحۂ فکریہ:**

یہ چند احادیث۔ ان احادیث کا نمونہ ہیں۔ جن میں لوہے کی انگوٹھی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ارشادات بیان کئے گئے۔ لوہے کی انگوٹھی سے نماز کا نہ ہونا، اس سے ہاتھ کی پاکیزگی جاتے رہنا اور اس کا دوزخیوں کا زیور ہونا کیا یہ عقوبات کم ہیں؟

---

باب ہشتم

## نوحہ خوانی حرام ہے۔

**مسلک اہل سنت و جماعت** ۔ نوحہ خوانی حرام ہے

**مسلک شیعہ:** نوحہ خوانی نہ صرف ضروری ہے بلکہ اہل شیعہ ہونے کی نشانی ہے اور

عبادت ہے

مسلک اہل بیت اطہار:

در حدیث است کہ غناء نوحۂ ابلیس بود بر فراق بہشت و فرمود نوحہ کنندہ بیاید روز قیامت نوحہ کناں مانند سگ۔ و فرمود نوحہ و غنا فسون زنا است۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۲ در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حدیث پاک میں ہے۔ کہ غناء، ابلیس کا نوحہ (ماتم) ہے۔ یہ ماتم اس نے بہشت کی جدائی میں کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماتم کرنے والا کل قیامت کے دن کتے کی طرح آئے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ماتم اور مرثیہ خوانی زنا کا منتر ہے۔

بروایتے فرمود۔ کہ ہفت نفر در قبر از قبلہ رو گرداں شوند۔ خمر فروش، مُصر بر شراب و شہادت دہندہ بناحق و محتکر در با خوار و عاق والدین و نوحہ گر

بمطابق ایک روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سات آدمیوں کا قبر میں منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے۔ (۱) شراب بیچنے والا (۲) شراب لگاتار پینے والا۔ ۳۔ ناحق گواہی دینے والا۔ ۴۔ جوا باز (۵) سود خوار (۶) والدین کا نافرمان۔ ۷۔ ماتم کرنے والا۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۸ مطبوعہ تہران طبع جدید)

## ۳۳۔ غناء کرنے والے اور مرثیہ خوان کو قبر سے اندھا اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا

**مجمع المعارف:**

از رسول خدا منقول است۔ کہ محشور خواہد شد صاحب غنا و خواندگی از قبرش کور و گنگ کہ چوں زنا کار و سازندہ، ہیچ میت کہ بلند کند آواز خود را بخواندگی مگر آنکہ خدا دو شیطان فرستد کہ بر دوش او سوار شدہ و پاشنہ پا ہائے خود بسینہ و پشتِ او زنند تا وقتی واگذارد و فرمود کہ ہر کہ یک درہم بصاحبِ سازدہد و آلتِ فساد دہد نزدِ خدا شدید تر است از زنا با مادر خود ہفتاد بار۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۳ در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع قدیم)

**ترجمہ:**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ غناء کرنے والا اور مرثیہ خوان کو قبر سے زانی کی طرح اندھا اور گونگا اٹھایا جائے گا۔ اور کوئی گانے والا جب مرثیہ خوانی کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دو شیطان اس کی طرف بھیج دیتا ہے۔ جو اس کے کندھے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے پاؤں کی ایڑیاں اس کی چھاتی اور پشت پر اس وقت تک مارتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ نوحہ خوانی ترک نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی شخص کسی ساز بجانے والے کو ایک درہم دیتا ہے۔ اور اسے کوئی گانے بجانے والا آلہ دے کر دیتا ہے، تو اس کا ایسا کرنا اپنی سگی ماں سے ستر مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

CamScanner

حیات القلوب:

(۱) آنحضرت فرمود) وزنی را دیدم بصورتِ سگ و آتش در دبرش داخل میکردند
وازدہانش بیروں می آید و ملائکہ سر و بدنش را بگرز ہائے آہن
می زدند۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا گفت اے پدر بزرگوارِ من! مرا خبر دہ کہ
عمل و سیرت ایشاں چہ بود کہ حق تعالی ایں نوع عذاب بر ایشاں مسلط
گرداند۔ حضرت گفت کہ آن زنے کہ بصورتِ سگ بود و آتش در
دبرش میکردند۔ او خوانندہ و نوحہ کنندہ و حسود بود۔

(۱۔ حیات القلوب جلد دوم ص ۴۲۵ باب
بست و چہارم در معراج آنحضرت مطبوعہ
نولکشور)

(۲۔ عیون اخبار الرضا جلد دوم ص ۱۱۔ باب راہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الخ مطبوعہ
نجف اشرف طبع قدیم)

(۳۔ انوار نعمانیہ جلد اول طبع جدید ص ۲۱۶ مطبوعہ
تبریز فی ذکر نور ملکوتی و طبع قدیم ص ۶۸ دستی۔)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک عورت کتے کی شکل میں
دیکھی۔ کہ فرشتے اس کی دبر سے آگ داخل کرتے ہیں۔ اور منہ سے آگ
باہر آجاتی ہے۔ اور فرشتے آہنی گرزوں کے ساتھ اس کے سر اور بدن کو
مارتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا میرے بزرگوار ابا جان
مجھے بتلائیے۔ کہ ان عورتوں کا دنیا میں کیا عمل اور عادت تھی۔ کہ اللہ تعالی

نے ان پر اس قسم کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جو کتے کی شکل میں تھی۔ اور فرشتے اس کی دبر میں آگ جھونک رہے تھے۔ وہ مرثیہ خوان، نوحہ کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔

## ۵۔ نوحہ گر کو قیامت کے دن پگھلے ہوئے تانبہ کا لباس پہنایا جائے گا۔

**حیات القلوب:**

ابن بابویہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ چہار خصلت بد ہمیشہ در امتِ من خواہد بود تا روز قیامت اوّل فخر کردن بحسبہائے خود دوم طعن کردن بر نسب ہائے مردم سوم آمدن باراں را از اوضاع کواکب دانستن و اعتقاد بعلم نجوم داشتن چہارم نوحہ کردن و بدرستیکہ اگر نوحہ کنندہ توبہ نکند پیش از مردنش چوں روز قیامت مبعوث شود جامہ از مس گداختہ و جامئہ از جرب براو پوشانند

(حیات القلوب جلد دوم ص ۱۱۶۵ باب شصت و دوم در فضائل امت آنحضرت مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

**ترجمہ:**

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ابن بابویہ نے معتبر روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار بُری عادتیں

قیامت تک میری امت میں رہیں گی۔ پہلی اپنے حسب پر فخر کرنا دوسری لوگوں کے نسب پر طعن کرنا۔ تیسری بارش کا ستاروں کی گردش سے آنے کا عقیدہ رکھنا اور علم نجوم پر یقین کرنا چوتھی نوحہ کرنا۔

خوب جان لینا چاہیئے۔ کہ اگر نوحہ کرنے والا اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کرے گا۔ بروز قیامت جب اٹھایا جائے گا۔ تو تانبہ پگھلا ہوا۔ اور تارکول کے بنے کپڑے اس کو پہنائے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوا۔ کہ نوحہ (رونا پیٹنا و ماتم کرنا) گناہِ کبیرہ ہے۔ جس کی معافی سچی توبہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر بغیر توبہ مر گیا۔ تو اس گناہ کی پاداش میں اُسے دوزخیوں میں ممتاز لباس پہنایا جائے گا۔ (یعنی پگھلے تانبے کی شلوار اور تارکول

لہذا مقام غور ہے کہ یہ حدیث ایسی مضبوط حدیث ہے۔ کہ ملا باقر مجلسی شیعی نے خود اس کی سند کو معتبر کہا ہے۔ یعنی اس کے راویوں میں سے کوئی بھی جھوٹا کذاب اور مجروح نہیں

اما غناء پس شکی نیست در حرمت و مذمت گوش کردن آں مطلقاً چہ در مصیبت و مرثیہ خوانی حضرت سید الشہداء (ع) باشد یا غیراں......

درحقیقت غناء ہماں صورت لہویست خواہ با ترجیع باشد یا از تقطیع صوت و موزون کردن او حاصل شود۔ چنانچہ در لحن مشہور و تصنیف و نوحہائے موازن۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۵۴۹ در مذمت غناء و عدم جواز غناء در مراثی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

غناء کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کا سننا قابلِ مذمت ہے۔ چاہے کسی مصیبت کے وقت یا امام عالی مقام حضرت

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ پڑھتے وقت یا کسی اور جگہ ہی کیوں نہ ہو۔

نہم دہم در اجرائے سوال عقبہ دہم کہ از غنا ء در خواندگی و آں سخن حرام است۔

بدانکہ ایں زمزمۂ شیطانی و نوحۂ شوم اہل خذلان و شغل ارباب شقاق و آشیانۂ نفاق بالاجماع والاتفاق اہل بیت عصمت صلوات اللہ علیہم و علمائے شیعہ و اہل وفاق حرام است۔ چنانکہ متقدمین و متاخرین نقل کردہ اند۔ بلکہ بمثل زنا حرام است۔ و حرمت او ضروری مذہب شیعہ است و از کبائر گناہان است۔ کہ مرتکب آں فاسق و فاجر است۔ و ہر کہ حلال داند ظاہر آمرتد و کافر است و آیات متکاثرہ و روایات متواترہ در حرمت او وارد شدہ است و تا حال احدی از علمائے امامیہ تحلیت آں قائل نہ شدہ اند۔)

(مجمع المعارف حاشیہ حلیۃ المتقین ص ۱۶۱
در حرمت غناء مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

دسویں ممانعت غناء اور نوحہ خوانی کے دسویں عقاب (سزا) کے سوال کے اجراء میں۔ اور وہ (نوحہ خوانی) حرام باتوں کا نام ہے۔ جان لو! کہ غناء اور نوحہ خوانی شیطان کا نغمہ ہے۔ اور ذلیل لوگوں کا برائی بھرا رونا کرلانا ہے۔ اور نافرمانوں کا شغل اور منافقوں کا آشیانہ ہے۔ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام علماء شیعہ اور اہل وفاق کے نزدیک حرام ہے۔ جیسا کہ اگلے پچھلے سبھی شیعی اکابر نے اسے نقل کیا ہے۔ بلکہ اس کی حرمت زناء جیسی ہے۔ اور مذہب شیعہ میں اس کی حرمت

بہت ضروری ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جس کا مرتکب فاسق اور فاجر ہے۔ اور جو اس (غناء نوحہ خوانی) کو حلال جانے گا۔ بظاہر وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کی حرمت پر بہت سی آیات اور احادیث متواترہ موجود ہیں۔ علمائے امامیہ میں سے کسی ایک نے بھی آج تک اس کی حلت کا قول نہیں کیا۔

## باب نہم   تعزیہ نکالنا

**مسلک اہل سنت و جماعت:** تعزیہ نکالنا حرام ہے۔

**مسلک شیعہ:** تعزیہ نکالنا عبادت ہے۔

**مسلک اہل بیت اطہار:**

## تعزیہ کے بارے میں حضرت علی رضؓ کا فرمان

**من لایحضرہ الفقیہہ:**

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

(من لایحضرہ الفقیہہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ باب النوادر مطبوعہ تہران طبع جدید)

(من لایحضرہ الفقیہہ ص ۶۰ فی تجدید القبور مطبوعہ لکھنو)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قبر پھر سے بنائے۔ یا اس کی تشبیہ و شکل بنائے۔ وہ اسلام سے خارج ہے

## باب دہم

## گھوڑا نکالنا

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذِهٖ كَرْبَلَاءُ مَوْضِعُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ هٰذَا مَنَاخُ رِكَابِنَا وَمَحَطُّ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِجَالِنَا۔

(۱۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد دوم ص ۴۷ فی مسیرہ و مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ تبریز طبع جدید)

(۲۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم ص ۹۷ فی مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ قم طبع جدید)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہی کربلا ہے۔ اور یہی تکلیف و امتحان کا مقام ہے۔ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، ہمارے کجاوے اتارنے کا مقام اور ہمارے نوجوانوں کی شہادت گاہ ہے۔

فَقَالَ الْحُسَيْنُ وَاللّٰهِ لَا اُعْطِيْ بِيَدِيْ اِعْطَاءَ الذَّلِيْلِ ثُمَّ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ وَاَمَرَ عُقْبَةَ بْنَ سَمْعَانَ اَنْ يَّعْقِلَهَا بِفَاضِلِ زِمَامِهَا۔

(مقتل ابی مخنف ص ۵۵ مفارقۃ القوم للحسین)

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میں ذلیل آدمی کی طرح اپنا ہاتھ (کسی کی بیعت میں) نہ دوں گا۔ اور نہ غلاموں کی طرح راہ فرار اختیار کروں گا۔ اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا۔ کہ اس اونٹنی کے پاؤں باندھ دے۔ تو اس نے بچی ہوئی نکیل کی رسی سے اسے باندھ دیا۔

كان وقت السحر عزم على المسير الى العراق فاخذ محمد ابن الحنيفة زمام ناقته وقال يا اخى ما سبب ذالك انك عجلت فقال جدى رسول الله صلى الله عليه وسلم

اے بھائی جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس میں غور کروں گا۔ مگر جب صبح ہوئی تو حضرت نے سفرِ عراق کا قصد مصمم فرمالیا یہ خبر پاکر محمد ابن حنفیہ آئے اور انہوں نے آپ کے ناقہ کی مہار پکڑلی۔ اور عرض کی کہ اے بھائی اتنی عجلت فرمانے کی کیا وجہ ہے۔ جناب حسین نے فرمایا تمہارے رخصت ہونے کے بعد میں سو گیا۔ تو میں نے عالم رؤیا میں نبی پاک علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ تشریف لائے ہیں۔ تو آپ نے مجھے سینہ اقدس سے

ان تینوں درج بالا حوالوں سے خط کشیدہ عربی عبارات اور ان کے خط کشیدہ ترجمہ سے ہر لحاظ سے واضح ہے کہ کربلا میں امام عالی مقام حضور لجپال مولا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گھوڑے تھے ہی نہیں بلکہ ان کے زیر استعمال ناقہ اور اونٹ تھے۔ اہل شیعہ کی ان معتبر کتب میں صرف اونٹوں کا ذکر ہے۔ جب کربلا میں گھوڑے کا وجود ہی نہیں ہے تو گھوڑا نکالنے کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

یا اللہ جل جلالک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ ﷺ

# شانِ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم

زیرِ تصنیف

مخدومِ ملت، منبعِ رشد و ہدایت

قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید **محمد باقر علی شاہ بخاری** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف: خادم حضور **محمد رفیق کیلانی** ایم اے (عربی، اسلامیات) گولڈ میڈلسٹ

ناشر: دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقصد تحریر: یہی آرزو ہو جو سرخ رو، ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا، وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

نام کتاب: ''شان پنجتن پاک'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حکم تصنیف: سرتاج الاولیاء غوث الاغیاث قبلۂ عالم الحاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بہ دعا و شفقت: سیدی وسندی حضور قبلہ چن جی سرکار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

نام مصنف: مولانا محمد رفیق کیلانی ایم اے

ناشر: دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ایڈیشن: بار پنجم (گیارہ سو تعداد)

تاریخ طباعت: 15/اکتوبر 2012ء

معاون طباعت: حضرت قبلہ جناب حاجی محمد شفیق صاحب آف لاہور

تحریک: خادم خصوصی دربار شریف جناب حاجی محمد رفیق صاحب آف پنجن کسانہ حال کھاریاں کینٹ گجرات
2 محمد افضل صاحب آف گکھڑ

کمپوزنگ: رضوان شادی کارڈ اینڈ کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر علی پور چٹھہ

# انتساب

میں حقیر پر تقصیر، اس تصنیف کا انتساب حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب ،حضور قیوم العصر، حضرت قبلہ عالم، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے نام کرتا ہوں کہ جن کے کرم نے دینی و دنیاوی سعادتوں سے میرا دامن مراد بھر دیا ہے اور جنہوں نے اپنی نگاہِ فیض اور روحانی تصرف سے ردشیعیت ونجدیت میں پچاس کتب اپنے خدام علماء سے تصنیف کروا کر وہ کام کیا کہ نگاہِ شوق صدیوں جسکی منتظر رہتی اور جنکی سراپا نور صورت وسیرت دورِ حاضر میں صداقتِ اسلام کی بیّن دلیل ہے

عہدِ فاروق از جمالش تازہ شد
حق زحرف او بلند آوازہ شد

ہزاروں خدام کی دعا میں یا اللہ میری بھی یہ دعا قبول فرما۔

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے
مرشدی باقر علی ، شیرِ خدا کا ساتھ ہو

(ناچیز محمد رفیق کیلانی خادم حضور)

# الاهداء

میں یہ تصنیف حضور غوث الاغیاث ،قطب الاقطاب ،حضور قیوم العصر ،حضرت سیدی ومولائی حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کے لختِ جگر و نورِ نظر ، بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین ،عالمی مبلغِ اسلام ،میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد ،سیدی وسندی ،میرے قبلہ و کعبہ ،حضرت الحاج پیر سید محمد **عظمت علی شاہ صاحب بخاری** دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمتِ اقدس میں ہدیہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ محض اور محض آپ کے علم دین پڑھانے کی برکت سے ہے۔

وہ شمعِ بارگہِ خاندانِ مرتضوی
رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھ کو
نفس سے جس کے کھلی مری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو

(ناچیز خاکپائے کوچہءِ مرشد محمد رفیق کیلانی)

# کچھ اس ایڈیشن کے بارے میں

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد

''شان پنجتن پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' کے موضوع پر ہے جس میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی پاک ﷺ کے حکم کے مطابق ہلاک ہونے والے دونوں گروہوں ''محبِ مفرط'' اور ''مبغض علی'' کا رد کرتے ہوئے یہ حقیقت بے غبار کی گئی ہے کہ اہلسنّت و جماعت کا ہر فرد سر سے لے کر پاؤں تک ان حضراتِ قدس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس پاک گھرانے کی محبت سے نا آشنا افراد کو شناسا کرنے کیلئے نو مختلف عنوانات قائم کئے گئے ہیں (1) حبِ علی ایمان اور بغض علی نفاق ہے (2) گھرانہ علی کی شان میں پندرہ مختلف عنوانات پر بخاری شریف و مسلم شریف و ترمذی شریف کی احادیث مبارکہ (اور اسی نسبت سے) (3) پندرہ خصائص سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ (4) ایک معرکہ آراء مضمون ''شان اہل بیت پاک اور سیدہ عائشہ صدیقہ کی مرویات'' (5) خارجیوں کے عظمت وشان اہل بیت پاک میں مروی احادیث پر فضول اعتراضات کا جواب (6) اہلسنّت سلف و خلف کے نزدیک حضرت مولا علی شہنشاہِ ولایت ہیں اور آپ کا گھرانہ مرکزِ ولایت اور آپکی نسلِ پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے (7) حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صحابی ہونے، حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریکِ غزوہِ خیبر ہونے اور

قاتل مرحب ہونے پر خارجیوں کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات (8)
خارجیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ''حدیث قسطنطنیہ'' ہے اس کا دلائل کی روشنی میں مبنی برحق تجزیہ (9) استاذی المکرّم حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم کیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدفون درقد مین حضور پیر کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا محبت کے اشکوں سے وضو کر کے پڑھا جانے والا ایمان افروز ''سلام بحضور سید الشہداء حضرت امام حسین وشہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم''

یہ کتاب ملک کے طول وعرض سے اور بیرون ملک سے بھی اس پتہ پر رابطہ کرنے پر دستیاب ہوگی ''ناظم دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف مقام وڈاکخانہ خاص تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ''

از محمد رفیق کیلانی (گولڈ میڈلسٹ)

خادم حضور غوث الاغیاث

حضرت کیلیانوالہ شریف

# فہرست


| (مضامین حصہ اول) | صفحہ |
|---|---|
| "شان پنجتن پاک" | |
| انتساب بحضور شیخ کامل | ۴ |
| الاھداء بحضور سیدی و سندی و معلم و مربی | ۵ |
| تقدیم: خصوصی تحریر حضور قبلہ سیدی و مرشدی | |
| دیباچہ کتاب "شان پنجتن پاک" از مصنف بعنوان "حدیث دل" | ۹ تا ۱۳ |
| پنجتن پاک ہی آج موضوع سخن کیوں؟ | ۱۴ |
| پنجتن پاک کے فردِ اول حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر خیر سے ابتدا ہوتی ہے | ۱۷ |
| محبوب خدا کیلئے ہر پہلو سے اہتمام عظمت کیا گیا | ۱۸ |
| (1) حب علی ایمان اور بغض علی نفاق ہے | ۲۰ |
| چونکہ راویہ حدیث ام المومنین ہیں لہٰذا کتب شیعہ سے دو ائمہ اہل بیت کا امہات المومنین کے بارے دعوت ایمان دینے والا فرمان | ۲۱ |
| (2) اللہ کے محبوب کی زبان سے گھرانہ علی کی شان سنیں | ۲۲ |
| (1) رضائے فاطمہ رضائے مصطفیٰ ہے | ۲۳ |
| (2) وصیت نبوی: ثقل اکبر اور ثقل اصغر کو تھامے رکھنا | ۲۳ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| (3) حضرت امام حسن کی محبت میں رسول اللہ ﷺ پر وارفتگی کا عالم (متفق علیہ احادیث) | ۲۵ |
| (4) امام حسن دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائیں گے | ۲۶ |
| (5) کوفیوں کو دیکھ کر شہدا کربلا کی یاد آنِ واحد میں صحابہ کو غضبناک کر دیتی (بخاری) | ۲۷ |
| (6) حسنین شبیہہ رسول ہیں | ۲۷ |
| (7) "لج سب دی پالدا اے گھرانہ حسین دا" | ۲۸ |
| (8) پنجتن پاک کا دشمن مصطفیٰ کریم ﷺ سے لڑائی کیلئے تیار ہو جائے | ۲۹ |
| (9) محبوب رسول کون؟ | ۲۹ |
| (10) حوراں وی گاندیاں نے ترانہ حسنین دا | ۳۰ |
| (11) ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں | ۳۱ |
| (12) ذکر شہادت حسین زبان مصطفیٰ سے | ۳۲ |
| (13) زبان رسول ذکر حسین میں | ۳۳ |
| (14) امام حسن کی سواری پر قربان | ۳۴ |
| (15) پنجتن پاک ایک چادر میں ہیں اور آیہ تطہیر کی تلاوت ہوتی ہے (دو احادیث مسلم) | ۳۵ |
| (3) پندرہ خصائص سیدنا مولا علی | ۳۶ |
| (خوارج و روافض کا برابر رد) | ۵۳ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| (4) شانِ اہلبیت پاک اور سیدہ عائشہ صدیقہ کی مرویات | ۵۳ تا ۶۰ |
| (5) خارجیوں کے عظمت وشان اہل بیت میں مروی احادیث پر فضول اعتراضات کا جواب | ۶۱ تا ۶۳ |
| (6) اہلسنّت کے نزدیک حضرت علی شہنشاہِ ولایت ہیں اور آپ کا گھرانہ مرکز ولایت آپ کی نسل پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے | ۶۳ تا ۷۴ |
| خارجیوں کو مخلصانہ مشورہ | ۶۳ |
| جنت میں جانے والے محبین علی کی نشانی | ۶۴ |
| حضرت علی جس ولایت کے شہنشاہ ہیں اس فیضِ ولایت کا صحیح تصور | ۶۵ تا ۶۸ |
| مولا علی شہنشاہ ولایت اور آپ کی نسل پاک ائمہ طریقت و اولیاء گر ہونے پر کتب اہلسنّت سے حوالے | ۶۸ تا ۷۳ |
| (7) حضرت علامہ کاظمی کے خوارج کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات | ۷۴ تا ۸۳ |
| (1) حسنین کریمین صحابی ہیں | ۷۴ |
| (2) پھلواری کا اعتراض کہ حضرت علی غزوہ خیبر میں نہیں تھے کا رد بلیغ | ۷۶ |
| (3) حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں | ۷۸ |
| (8) خارجیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ''حدیث قسطنطنیہ'' اور اس کا مبنی برحق تجزیہ | ۸۴ تا ۹۵ |
| (9) استاذی المکرم حضرت واصف کنجاہی کا سلام بحضور سید الشہداء امام حسین و دیگر شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' جو ایمان تازہ کر دے | ۹۶ تا ۱۰۶ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| چار بنات رسول پر دو شیعہ اعتراضات اور انکے مدلل ترین جوابات | ۱۹<br>۲۰ |
| ۳۳ محولہ کتب مع مصنفین کے ناموں اوران کے سن وفات کے تاکہ واضح ہو کہ ہر دور کے اہل شیعہ اہل علم نے نبی پاک کی حقیقی اور صلبی چار بیٹیاں ہی تسلیم کی ہیں | ۲۲ تا ۲۵ |
| حضرات حسنین کریمین کے بیعتِ حضرت امیر معاویہ کرنے تک مختصر تعارف حضرت امیر معاویہ (از کتب شیعہ و سنی) | ۴۲ |
| پیش آمدہ جنگ جمل و صفین کے متعلق سمجھنے سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات | ۴۵ |
| اختلافِ صحابہ میں مجدد پاک کا فرمان | ۴۷ |
| جنگ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور انکے رفقاء کے ایمان و تصدیق پر مبنی حضرت علی کا حکم عام (نہج البلاغہ سے) | ۴۸ تا ۵۱ |
| صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہل شیعہ کے نزدیک کافر ہے (کتب شیعہ) | ۵۱ |
| فتنہ انکار صحابہ کو ختم کرنے کیلئے دونوں طرف کے مقتولین جمل و صفین کی نماز جنازہ حضرت علی نے خود پڑھائی | ۵۲ |
| مقتولین جمل و صفین کے بارے حضرت مجدد پاک کا ایمان افروز فیصلہ | ۵۴ تا ۵۶ |
| کتب شیعہ سے حسنین کریمین کی بیعت امیر معاویہ | ۵۷ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| اہلسنت کے حضرت امیر معاویہ اور یزید لعین کے متعلق امت کے دو مختلف موقف ہونے کی سادہ مگر بے نظیر دلیل | ۶۵ |
| حسنین کریمین پر تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی برحق تجزیہ | ۶۶ |
| آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان لیں اور اپنی آخرت برباد نہ کریں | ۶۹ |
| کتب شیعہ سے تمام مباحث کے حوالہ جات کا | ۷۱ |
| خلاصہ اختلافاتِ صحابہ: قرآن وحدیث کی روشنی میں از قاری خالد محمود صاحب نقشبندی | ۷۲ |


CamScanner

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ - اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَفُرْقَانِهِ الْحَمِيْدِ - لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷ ع ۱۷: الحدید)

## سلام بحضور خلفائے راشدین و جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

از قلم: حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

مصطفٰے کے پیاروں پہ لاکھوں سلام
جانشینوں پہ یاروں پہ لاکھوں سلام

۱۔ خالقِ دو جہاں ہے ہمارا خدا — بے سہاروں کے دل کا سہارا خدا
جو ہے پیارے نبی کا پیارا خدا — اسکے پیارے کے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۲۔ راہبر دو جہاں جس نے پیدا کیا — جس کی تخلیق ہر دوسرا کی بنا
ہر ادا جس کی راہبر وراہِ ھدیٰ — اسکی راہ کے غباروں پہ لاکھوں سلام

۳۔ عرش سے جس کے روضہ کی افضل زمین — چومتی ہے جسے عرشیوں کی جبیں
جس چمن کی محبت ہے ایمان و دیں — اسکے پھولوں پہ خاروں پہ لاکھوں سلام

۴۔ محو یادِ الٰہی ہیں وہ پیار سے — جنمیں رہے وہ چھپ چھپ کے اغیار سے
جو منور ہوئیں اس کے انوار سے — ان پہاڑوں کی غاروں پہ لاکھوں سلام

۵۔ گفتگو میں تھا لہجہء موجِ صبا — تھا خطابت پہ حسنِ بلاغت ادا
جن میں کرتا تھا وہ حسنِ مطلب ادا — ان حسیں اشعاروں پہ لاکھوں سلام

۶۔ یارِ غارِ خیر الوریٰ کی قسم — پھر مرادِ شہِ دوسرا کی قسم
ذوالنورین اور شیرِ خدا کی قسم — چاروں برحق ہیں چاروں پہ لاکھوں سلام

۷۔ لی خلافت نے جنکی نبوت کی جا — وہ ہر اک نائب خاتم الانبیاء

جنکو منصب یہ حق سے مقدر ہوا — ان سبھی ذی وقاروں پہ لاکھوں سلام

۸۔ شانِ صدیق و فاروق و عثماں و علی — اپنی خود مثل ہر جانشینِ نبی
جن سے گلزار دیں کی کھلی ہر کلی — ان مقدس بہاروں پہ لاکھوں سلام

۹۔ جنکو اسوۂ نبی تھا محبوبِ جاں — جو تھے اسلام کے اولیں پاسباں
جنکا ہر نقشِ پا راہِ دین کا نشان — انکے زندہ آثاروں پہ لاکھوں سلام

۱۰۔ مصطفٰے کے وہ افضل تریں جانشیں — جنکا بعد انبیاء کوئی ثانی نہیں
جو مزارِ محمد میں ہیں جاگزیں — ان کے متحد مزاروں پہ لاکھوں سلام

۱۱۔ وہ خلافتِ حقہ کے مسند نشیں — جنکے سینے تھے احکامِ حق کے امیں
جنکا ہر اک فرمان فرمانِ دین — ان شہوں تاجداروں پہ لاکھوں سلام

۱۲۔ اوذِ ہجرت نبی کا رفیقِ سفر — منزلیں جان لیوا تھیں راہ پُر خطر
جن سے گزرے نبی روشِ صدیق پر — ان کٹھن راہ گزاروں پہ لاکھوں سلام

۱۳۔ ثانی اثنین جسکو خدا نے کہا — وہ محبّ و حبیبِ حبیبِ خدا
جس نے سب کچھ نبی پہ نچھاور کیا — اُسکے لاکھوں ایثاروں پہ لاکھوں سلام

۱۴۔ جسکی کانٹوں سے ٹانکی قبا دلنشیں — ہو بہو پہن کے آیا روح الامینؑ
جسکے تھے پیارا ایسے پیار آفریں — اسکے پیارے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۱۵۔ آرزو جس کی، سرورِ انس و جاں — اولیں جس کی کعبہ میں گونجی اذاں
اور قراءت نے بدلا عمر کا جہاں — اس کی قراءت پہ پاروں پہ لاکھوں سلام

۱۶۔ جسکی حدوں سے آزاد حدِ نظر — چیر جاتی تھی آواز سب خشک و تر
سارے جس کے شاہد ہیں احکام پر — اس کے تعمیل کاروں پہ لاکھوں سلام

CamScanner

۱۷۔ جس نے تعزیر نافذ کی فرزند پہ — جس نے کوڑوں سے پٹوایا لختِ جگر

معترف ہیں جس کے عدل کے بحر و بر — اسکی سب یادگاروں پہ لاکھوں سلام

۱۸۔ بھیس بدلا ئے پھرتا تھا جو رات بھر — پشت پر آ نا ئے جاتا بھوکوں کے گھر

جس کے شاہد ہیں طیبہ کے دیوار و در — ان دروں ان دیواروں پہ لاکھوں سلام

۱۹۔ پھٹے کپڑوں میں ملبوس فرمانروا — جسکے کرتے میں پیوند تھے جا بہ جا

جس سے لرزاں تھے دنیا کے جنگ آزما — اس کی فوجوں سالاروں لاکھوں سلام

۲۰۔ تاجدار شہادت بحکمِ خبر — پاسباں جس کے، حیدر کے لختِ جگر

خوں لیا جس کا قرآن نے اوراق پر — اسکے خون، خوں کے دھاروں پہ لاکھوں سلام

۲۱۔ جسکی آئی گواہی ہے قرآن میں — نص دست نبی حق عثمان میں

جو بھی شامل تھے بیعتِ رضوان میں — ان سبھی جانثاروں پہ لاکھوں سلام

۲۲۔ جس نے پیاسوں کو کنواں مہیا کیا — جس نے سامانِ جنگ لشکروں کو دیا

جس نے اپنوں سے جامِ شہادت پیا — اس پیا کے شعاروں پہ لاکھوں سلام

۲۳۔ علم کی جسکے کوئی نہیں انتہا — جس سے آتی فرشتوں کو بھی تھی حیا

جسکی ہر اک تھی شرمیلی پیاری ادا — اسکے شرمیلے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۲۴۔ جنابِ ابو طالب کا لختِ جگر — وہ نبی کی جگر پارہ کا تاجِ سر

جو تھا حسنین و زینب کا مشفق پدر — اسکے سب دل کے پاروں پہ لاکھوں سلام

۲۵۔ جسکا شبر تھا سردارِ صبر و رضا — جسکا شبیر شاہکارِ صبر و رضا

جسکی زینب بھی تھی کردارِ صبر و رضا — اسکے سب ہونہاروں پہ لاکھوں سلام

۲۶۔ وہ جو اُس پہ غالب تھا شیرِ خدا — عبد ودّ کے دیئے جس نے ٹکڑے اڑا

جس نے مرحب کو واصلِ دوزخ کیا اسکے سب کارزاروں پہ لاکھوں سلام

۲۷۔ جس سخی کا تھا یہ حُسنِ شانِ سخا جائے کوئی بھی نہ در سے خالی گدا
جو کھلا کر غریبوں کو بھوکا رہا اسکے پس خوردہ خواروں پہ لاکھوں

۲۸۔ تھوک کر جس کے چہرہ پہ کافر بچا دیکھئے اسکا اخلاصِ راہِ خدا
جن اصولوں کا اسلام ہے راہنما ان اصولوں شعاروں پہ لاکھوں سلام

۲۹۔ بیکِ مرگِ عدُو ذوالفقار دودم کافروں کو دکھاتی تھی راہِ عدم
نفرتیں چوستیں جس کے بڑھ کے قدم اسکی تلوار کے واروں پہ لاکھوں سلام

۳۰۔ جو تھا شہرِ علومِ نبوت کا در شبِ ہجرت جو سویا تھا آقا کے گھر
جسکو خطروں میں بھی تھا نہ دھڑکا نہ ڈر اسکے دل کے قراروں پہ لاکھوں سلام

۳۱۔ جسکے بازو میں تھی قوت لافتےٰ مولا سب کا علی، مولا مشکلکشاؑ
اس نے جن جن قلعوں کو مسخر کیا اُن قلعوں ان حصاروں پہ لاکھوں سلام

۳۲۔ جسکی خاطر پلٹ آیا مہرِ مبیں جسکا ہمسر شجاعت میں کوئی نہیں
جسکی اشکوں میں ڈوبی نمازیں رہیں اسکےِ ان انکساروں پہ لاکھوں سلام

۳۳۔ محسنِ اہلِ اسلام شاہِ حسنؓ ماوٰیِ اہلِ دین بارگاہِ حسنؓ
جن کو قسمت ہو لطفِ نگاہِ حسنؓ انکے بختوں بیداروں پہ لاکھوں سلام

۳۴۔ دنگ تاریخ ہے جس کے کردار پر اس جوانانِ جنت کے سردار پر
اس کے بے مثل جذبہء ایثار پر اسکے سب پیروکاروں پہ لاکھوں سلام

۳۵۔ جس نے ہر چیز قربان کی اتحاد پر مہر کی ثبت، نانا کے ایثار پر
رحمتیں حق کی تھیں جس کی امداد پر اسکے سب مددگاروں پہ لاکھوں سلام

CamScanner

۳۶۔ جس نے شیرازہ بندی کا ساماں کیا    جس نے بکھروں کو متحد و یک جاں کیا
جس نے نانا کی امت پہ احساں کیا    اس کے احسانوں بھاروں پہ لاکھوں سلام

۳۷۔ جس نے ڈالے مٹا اختلافات سب    یہ اسی ہی کو شایاں تھے درجات سب
جس نے سونپے جسے اختیارات سب    اسکے سب اختیاروں پہ لاکھوں سلام

۳۸۔ حبش سے جس کو رحمتیں لائی یہاں    عشق نے جس سے آنکھیں ملائیں یہاں
لذتیں سوز کی جس نے پائی یہاں    اسکے دل کے قراروں پہ لاکھوں سلام

۳۹۔ صبر میں کوہ تھا عشق میں کوہستاں    گونجتی تھی مدینے میں جسکی اذاں
عشق تھا جس کو سرمایۂ دو جہاں    اسکے عشق اسکے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۰۔ جن سے پائی رہیں رفعتیں پستیاں    وہ صحابہؓ کی رفعت گزیں ہستیاں
چشمِ ساقی نے بخشیں جنہیں مستیاں    ان رفیع بادہ خواروں پہ لاکھوں سلام

۴۱۔ جو سراپا مقدر تھے تقدیر تھے    رحماءُ بَینَھُم کی جو تفسیر تھے
جو حقیقی اخوت کی تصویر تھے    ان کے ان بھائی چاروں پہ لاکھوں سلام

۴۲۔ جن کا اتحاد تھا رشتۂ جاوداں    جو تھے ایمانِ کامل میں یک قلب و جاں
رنجشیں تک نہ سکتی تھیں جنکے یہاں    انکے اُن پیارے پیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۳۔ عقل حیران ہے جنکی تقدیر پر    خَلق قربان، خُلق جہانگیر پر
جو تھے مختار دنیا کی تقدیر پر    ان کے سب اختیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۴۔ جاگتے جن کے سجدے تھے نت رات کو    وسعتیں دن میں دیتے فتوحات کو
چیر جاتے تھے جو بحرِ ظلمات کو    ان جواں شہسواروں پہ لاکھوں سلام

۴۵۔ گرم ریتوں پہ جنکو لٹایا گیا    سولیوں پہ جنہیں لٹکوایا گیا

ہر اک دکھ دے کر ستایا گیا — بے کسوں ان بیچاروں پہ لاکھوں سلام

۴۶۔ راہِ ہجرت میں جو دُکھ اٹھاتے رہے — جو خدا کیلئے سر کٹاتے رہے
جو ہر اک حکم پر سر جھکاتے رہے — ان اطاعت شعاروں پہ لاکھوں سلام

۴۷۔ جو گھروں سے وطن سے نکالے گئے — جو مصائب کے سانچے میں ڈھالے گئے
وہ جہاں بھی کہیں اللہ والے گئے — ان جگہوں ان دیاروں پہ لاکھوں سلام

۴۸۔ جو جہادوں میں جانیں لڑاتے رہے — جوہرِ شجاعت کے سکو دکھاتے رہے
موت کے منہ میں جو مسکراتے رہے — ان جری جانثاروں پہ لاکھوں سلام

۴۹۔ جاں بازوں نے پرچم اڑائے جہاں — سرفروشوں نے سجدے لٹائے جہاں
غازیوں نے سینے جلائے جہاں — ان جگہوں ان کناروں پہ لاکھوں سلام

۵۰۔ وہ مجاہد وہ اسلام کے جنگجو — جو تھے ناموسِ حق دین کی آبرو
جن کی تیغوں سے ٹپکا عدو کا لہو — انکی تیغوں کی دھاروں پہ لاکھوں سلام

۵۱۔ وہ جری نوجواں سرفروشانِ دیں — ہمہ جاں جنکی رہتی تھی راہِ فتحِ مبیں
وہ جہاں بھر میں اترے جہاں بھی کہیں — ان زمینوں دیاروں پہ لاکھوں سلام

۵۲۔ وہ مجاہد تھا جنکا یہ منشورِ جنگ — رہے دشمن بھی محفوظ و معذورِ جنگ
کس قدر ان کا اونچا تھا دستورِ جنگ — انکے اونچے معیاروں پہ لاکھوں سلام

۵۳۔ اہلِ ہجرت کے ایثار کُن میزباں — جن کو کہتے ہیں انصار، اہلِ جہاں
جو مواخات کے تھے حقیقی نشاں — ان نشانوں آثاروں پہ لاکھوں سلام

۵۴۔ جو نبی کے پیاروں کے پیارے بنے — زخمِ بیچارگی کے جو چارے بنے
جو پریشاں دلوں کے سہارے بنے — ان دلوں ان سہاروں پہ لاکھوں سلام

۵۵۔ وہ تصوف کے رمز آشنا راز داں | جنکو کہتا ہے اصحابِ صفہ جہاں
جنکو مسجد نبوی تھی فردوس جاں | ان عبادت گزاروں پہ لاکھوں سلام

۵۶۔ جنکو پیارے نبی نے پیارے کہا | بخششوں کے سفینے ہمارے کہا
چاند نے عرب کے جنکو تارے کہا | ان حسیں چاند تاروں پہ لاکھوں سلام

۵۷۔ جنکی کوئی متاع تھی نہ تھا کوئی گھر | زندگی جن کی تھی دید پر منحصر
کھوئی رہتی تھی جلووں میں انکی نظر | اس نظران نظاروں پہ لاکھوں سلام

۵۸۔ جسقدر ہیں صحابہ کے حلقہ نشیں | اصطلاحِ شرع میں جو ہیں تابعیں
تابعیں کے تابع ہیں جو اہل دیں | ان سبھی دینداروں پہ لاکھوں سلام

۵۹۔ وہ مشائخ وہ مردانِ راہِ خدا | رہنمایانِ دیں، اتقیا اصفیا
جسکو کہتی ہے خلقِ خدا اولیاء | ان محبت شعاروں پہ لاکھوں سلام

۶۰۔ عمر بھر جو رہے وقفِ تبلیغِ دیں | تخمِ دیں سے مشرف کی ہر سرزمیں
وہ جہاں بھی ہیں مدفون ان پہ وہیں | ان کروڑوں ہزاروں پہ لاکھوں سلام

۶۱۔ مرے راہبرِ دو جہاں، مرے پیشوا | نقشبندی طریقت کے سب اولیاء
جن کے در کا ہوں واصف میں ادنیٰ گدا | ان میرے تاجداروں پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کے پیاروں پہ لاکھوں سلام

جانشینوں پہ یاروں پہ لاکھوں سلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

# تعارف جامعۃ النور

## آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

دارالعلوم جامعۃ النور کا تعارف آستانہ عالیہ کے مختصر تعارف کے بغیر نامکمل ہوگا۔ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ظلمتوں میں مرکز ہدایت، اہل نظر کا قبلۂ جان، اہل طریقت کے لیے مرکزِ عرفان اور نسبتِ نبوی کے سالکین کے لیے جاری ابدی فیضان کا نام ہے۔ علی پور چٹھہ سے پانچ میل مغرب کی جانب اس وادیٔ نور میں مرادِ شیرِ ربانی شمس العارفین سراج السالکین حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے لاتعداد گم گشتہ راہ لوگوں اور ہزاروں بدعقیدہ افراد نے ہدایت پائی۔ متوسلینِ آستانہ عالیہ میں ہر فرد اپنی ذات میں سرتاپا ہمہ وقت عملی نمونہ تبلیغ دین ہے اور اس کی شکل وصورت، اتباعِ نبوی اور کردار غازیانہ

کسی "مرکزِ حریت" سے وابستہ ہونے کی نشاندہی ہے۔

## ضرورتِ اجراءِ جامعۃ النور

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے متوسلین ملکِ پاکستان میں بالخصوص اور بیرونِ ممالک میں بالعموم ہر جگہ کثرت سے موجود ہیں۔ آستانہ عالیہ کے نام کے دور دور تک زبانِ خلق پر چرچے ہیں۔ اور دلوں میں نقش۔ آستانہ عالیہ سے وابستہ تقریباً تیس مدارسِ اسلامیہ ملک کے طول و عرض میں سرگرمِ تبلیغ و تدریس ہیں جہاں آستانہ عالیہ کے خدام علماء خدمتِ اسلام کر رہے ہیں۔ حضور قیوم العصر، سرتاج الاولیاء فخر المشائخ آفتابِ نقشبندیت پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی نے خدام آستانہ عالیہ اور جمیع مسلمین پر عظیم احسان فرمایا اور اپنے لختِ جگر نورِ نظر پروردۂ آغوشِ ولایت حضور قبلہ جی جی سرکار کو آستانہ عالیہ پر مرکزی درسگاہ "جامعۃ النور" قائم کرنے کا حکم فرمایا تاکہ علم، عمل اور اخلاص کی تمام منازل کے جویاں کسی شعبہ میں بھی آستانہ عالیہ کی برکتوں سے محروم نہ رہیں۔ جامعۃ النور کے افتتاح سے قبل جمعۃ المبارک میں نمازِ جمعہ کے بعد سینکڑوں خدام کے اجتماع میں "حضور قبلۂ عالم قیوم العصر" نے جامعۃ النور کے اجراء کی تفصیلات بیان کیں اور زبانِ فیضانِ ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ دورِ حاضر میں ظلمت اپنے عروج پر ہے۔ بے دینی اور بے راہروی کا دور دورہ ہے۔ وہیں لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والے علماءِ سُوء کی بھی کثرت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درس جویانِ حق کے لیے عظیم پلیٹ فارم ہے، جہاں قال اللہ وقال الرسول ہوگی، اور

دورِ حاضر کی تمام علمی ضرورتوں کو پوری کرنے والے علماءِ حق پیدا ہوں گے۔ فرمایا میری دُعا ہے کہ یہاں کے پڑھنے والے تمام طلبار کو اللہ کریم عمل کی بھی توفیق عطا فرمائیں اور وہ دُنیا میں غلامِ مصطفٰے بن کر زندہ رہیں جو مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہیں۔ بمصداق ؎

خدا کا ہو کے بھی، بندہ خدا کا بن نہیں سکتا
وہ بندہ جس کو بندۂ مصطفٰے بننا نہیں آتا (واصف)

## افتتاح جامعۃ النّور

یُوں تو ہر صبح اپنے دامن میں نور کا پیغام لاتی ہے اور یہ وقتِ صبح قلوب و اذہان پر رحمتِ انوارِ باری تعالیٰ کا وقت ہے۔ لیکن ۱۲ ربیع الاوّل شریف کی صُبحِ نور کہ جس میں تمام کائنات کے لیے رحمۃ اللعالمین بن کر آنے والے محبوب تشریف لائے اور وہ عالمگیر انقلاب بپا کیا کہ جس میں نفس کو زکی ملی اور ذہن انسانی کو جلا ملی محبوب اپنے ساتھ کتاب مبین بھی لائے۔ اللہ کریم نے دونوں کا اکٹھا ذکر فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ پس اللہ کے محبوب کی آمد کا وقت قرآن کے انوار و برکات کا وقت ہے۔ سُبْحَانَ اللهِ۔ جامعۃ النور کا افتتاح عین بوقت فجر ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۶ نومبر ۱۹۸۶ء حضور قبلہ "قیوم العصر" نے شعبہ حفظ سے فرمایا اس موقع پر مہتمم جامعہ قبلہ چن جی حضور، مدرس شعبۂ حفظ اور دیگر خدام موجود تھے

## مدرّس شعبۂ حفظ اور اوقات

جامعہ کے پہلے مدرس استاد الحفاظ، فخر القراء جناب مولانا قاری محمد عنایت اللہ

صاحب مدظلہٗ، رحمتِ حق کا نزول، ملائکہ کا وقتِ مشہود یعنی نمازِ تہجد کے وقت سے قرآن پاک کی منزل شروع کرائی جاتی ہے اور بعد نمازِ عشاء چھٹی ہوتی ہے۔

## جامعہ کے فنڈز

چونکہ آستانہ عالیہ کا نام دُور دُور تک مشہور ہے۔ لیکن اس کے باوجود "جامعۃ النور" کے فنڈز کے لیے کبھی کوئی سفیر کہیں نہیں بھیجا گیا۔ جامعہ کی خدمت کرنے والے حضرات کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ صرف آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر مہتمم جامعہ کے پاس خدمت پیش کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اندرون یا بیرون ملک سے آنے والے فنڈز صرف اس پتے پر ارسال کیے جا سکتے ہیں۔

## مہتمم جامعۃ النور، آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

قبلہ عالم مہتمم جامعۃ النور حضور قبلہ جی جی سرکار مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ ایک، ایک پیسے آمدن و خرچ کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے اور اسے آئندہ بھی کما حقہٗ صحیح مصرف میں لایا جائے گا۔ علاوہ ازیں فنڈز کی سالانہ رپورٹ شائع کی جائے گی، ہر سہ ماہی میں ماہرین اکاؤنٹ سے آڈٹ کرایا جاتا ہے

# حدیثِ دل

قارئین محترم! ہمارے آقا و مولا حضور سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ نے امت کی یہ ڈیوٹی لگائی۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً (الحدیث)

ترجمہ:۔ فرمایا "اگرچہ ایک آیت ہی ہو مجھ سے آگے پہنچاؤ"۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور پرنور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ نے حضرت مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت، مظہر العجائب والغرائب، شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فتح خیبر کیلئے بھیجتے ہوئے مقابلے سے پہلے انہیں تبلیغ ودعوتِ اسلام دینے کا ان الفاظ میں حکم فرمایا:

"اُدْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ فَوَاللّٰہِ لِاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ لَکَ حُمَرَ آءُ النَّعَمِ"

ترجمہ:۔ فرمایا "انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ان پر لازم ہیں وہ انہیں بتانا۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے سبب سے حق تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تمہارے لئے سرخ اونٹ ہوں" (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب مناقب علی جلد ۳ صفحہ ۲۴۳ مترجم)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں "ایک روایت میں ہے کہ اگر تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے تو یہ تمہارے لئے اس

سے بہتر ہے کہ تم ہزار سرخ اونٹ خدا کی راہ میں صدقہ کرو' فرماتے ہیں ''مطلب یہ ہے کہ ہدایت کرنا موجبِ ثوابِ آخرت ہے اور اس دنیاوی متاع سے افضل و بہتر ہے جو راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔ راہِ حق بتانا افضل ترین اعمال سے ہے'' (مدارج النبوت جلد۲ ص ۲۹۹ مترجم)

الحمدللہ! اس حدیث پاک پر سرتاپا عمل پیرا دورِ حاضر میں میرے شیخ کامل، زبدۃ العارفین، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، مخدوم ملت اسلامیہ، قندیل نورانی حضور پیر کیلانی حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ہیں اللہ و رسول کی کامل رضا کے حصول اور دین اسلام کی تبلیغ میں جس انہماک و انجذاب کے عالم میں ہر وقت آپ نظر آتے ہیں وہ کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔ عالمِ اسلام میں ایسی قابلِ تقلید ہستیاں اپنی مثال آپ ہیں اور خال خال ہیں۔ ردشیعیت و نجدیت میں آپ کے حکم پر محض آپ کی نگاہِ فیض اور روحانی تصرف سے تقریباً پچاس کتب کا تصنیف ہونا اور شایانِ شان اہتمام سے حضرت کا انکی اشاعت اور پھر بکثرت اشاعت کروانا عظیم سرمایۂ آخرت اور اہلسنّت کیلئے ہزار وجہِ افتخار ہے۔

الحمدللہ! ہم اہل سنت و جماعت ہیں۔ ہم نہ رافضی ہیں نہ خارجی! حضور امام الانبیاء والمرسلین، رحمۃ اللعالمین سچے نبی پاک، رحیم و کریم ﷺ کی سچی پیش گوئی کے مطابق حضور مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (اور ان کے پاک گھرانے) کے بارے میں ''مُحِبّ مُفرِط'' یعنی آپ کی محبت میں افراط و غلو کرنے والے اور ''مُبغِض'' یعنی آپ کا نام سن کر جل جانے والے اور آپکی شان و عظمت سے

بغض رکھنے والے دو گروہ ہوں گے" جن میں پہلا گروہ رافضی وشیعہ ہے اور دوسرا گروہ خارجی (نجدی، وہابی، تبلیغی، دیوبندی، غیر مقلد وغیر ذالک) ہے "اور دونوں ہلاکت میں ہیں"۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الفتن)

ہماری اس تحریر کے مخاطب پنجتن پاک کے "محبِ مفرط" اور "مبغض" دونوں ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس تحریر کے ذریعے انہیں ہدایت عطا فرمائیں اور ہم اہلسنّت و جماعت کو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی والہانہ محبت اور انکی راہِ ہدایت پر عمل کی جو روش نصیب ہے اس میں مزید اضافہ فرمائے آمین ثم آمین! تعصب وہٹ دھرمی چھوڑ کر اس تحریر کا مطالعہ کرنے والا عین ممکن ہے ورق پلٹے تو ساتھ ہی اس کی قسمت بھی پلٹنا شروع ہو جائے۔ جس طرح دنیاوی طور پر ہر کسی کی سب سے بڑی خواہش سرمایہ اکٹھا کرنا ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کی تمام تر منصوبہ بندی، سازگار ماحول کی تلاش اور شب و روز تجارت میں وقت صرف کرنے اور اس میں شدائد برداشت کرنے کا مقصدِ وحید صرف سرمایہ کا حصول ہی ہے۔ الحمدللہ! بالکل اسی طرح حضور مجدد پاک فرماتے ہیں "محبت اہل بیت سرمایۂ اہل سنت است" یعنی اہل سنت و جماعت کا سرمایہ تو محبتِ اہل بیت ہے۔ غلو کے کھوٹے سکے اس پاک ومنزہ گھرانے کی محبت کے سرمائے میں کبھی نہیں چل سکتے کیونکہ اس پاک گھرانے کی طہارت آیۂ تطہیر سے واضح ہے اور عملی طور پر اہل بیت پاک کے خون کے ذرے ذرے کی پاکیزگی کو قائم رکھنے کیلئے اور نسلِ سادات میں جاری خون کی حرمت وتقدس کو قائم رکھنے کیلئے صدقہ وزکوٰۃ کے مال میں سے ایک لقمہ اور ایک گھونٹ تو کجا! ایک ذرہ اور ایک بوند بھی ان پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام کر دیئے گئے ہیں۔ جس پاک گھرانے کے رزق میں یہ شدتِ احتیاط

بکمال تنزہ اور انتہائے ورع کا اہتمام کیا جائے۔ خدا کی قسم! اس کی کما حقہ محبت کا حق ادا کرنے کیلئے اللہ و رسول کی بارگاہ میں انتخاب بھی صرف اور صرف ناجی اور جنتی گروہ اہلسنّت و جماعت کا ہی ہوسکتا ہے جو صورت و سیرت میں، ارکانِ اسلام پر پابندی و اعمال صالحہ کی بجا آوری میں، وراثتِ نبوت یعنی علومِ ربانی و فیضِ ولایت کا حامل ہونے میں، جسمانی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ طہارتِ عقائد و اعمال میں اور کمالاتِ علمیہ کے ساتھ ساتھ کامل اتباعِ سنت کی بدولت ولایت کے کمالات و خوارق و کرامات کے ظہور میں بھی ہر لحاظ سے ''محبِّ پنجتن پاک'' کہلانے کا حقدار ہے۔ کبھی چشمِ عبرت نظارہ کرسکتی؟ تو درج بالا دونوں گروہ انصاف پر مبنی ضرور گواہی دیتے کہ حضور غوث پاک، حضور داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ سعدی، حضرت ملا جامی، حضرت خواجہ بہاوالدین ذکریا ملتانی، حضور شیر ربانی شرقپوری، حضور پیر کیلانی اور حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر ان گنت اولیاء کرام جیسی نادرِ روزگار ہستیاں صرف اور صرف مسلک حق اہلسنّت و جماعت میں ہی ہیں اور قیامت تک ایسی ہستیاں ہوتی رہیں گی۔ کیا ان ہستیوں کے ''وارثانِ علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' ہونے میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یا حبیب اللہ! ہمارے دامن میں اور کچھ ہو نہ ہو، آقا! آپ کے فرمان کے مطابق ہر اہلسنّت کے دل میں آپ کی محبت و عظمت اور یارسول اللہ ﷺ! آپ کی نظرِ کرم کی بدولت ہمارے ہر چھوٹے بڑے کے ہاتھ میں ''ثقل اکبر'' یعنی قرآن مجید فرقان حمید اور ''ثقل اصغر'' یعنی جناب کی عترت، آل پاک اور اہل بیت سے محبت، تمسک و تعامل ضرور موجود ہے۔ اپنی آل پاک کا صدقہ روزِ قیامت ہماری شفاعت

فرمادیں یارسول اللہ ﷺ! اس تحریر اور دیگر دینی خدمات کا صرف یہی مقصد ہے جو محض اور محض آپ کے کرم سے ہی اس دنیا میں نصیب ہیں

یہی آرزو جو ہو سرخرو، ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا، وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

یا اللہ کریم غفور ورحیم ہمیں محبتِ پنجتن پاک عطا فرما!۔ آمین ثم آمین! آخر پر عرض ہے کہ اے اللہ کریم! ہزاروں خدام کے ساتھ اس ناچیز کی یہ دعا قبول فرما

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے
مرشدی باقر علی ، شیر خدا کا ساتھ ہو

قارئین محترم! آپ سے التماس ہے کہ جس جذبے کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا جا رہا ہے اسی ذوق و جذبہ سے محبت اور عقیدت میں ڈوب کر اسے پڑھیں اور ذہن و دماغ کی تمام صلاحیتیں صرف کر کے اسے حرف حرف ذہن نشین کر لیں اور پہلی ہی فرصت میں اسے ساری کی ساری پڑھ ڈالیں اور اس کی بھرپور تبلیغ فرمائیں انشاء اللہ العزیز آپ روح کی اتھاہ گہرائیوں تک پنجتن پاک کا کرم محسوس فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ نبی کریم ﷺ ہم سب کو روز قیامت اہل بیت پاک کے قدموں میں جگہ نصیب فرمائے (آمین ثم آمین)

راقم الحروف ناچیز

**محمد رفیق کیلانی**

خادم حضور غوث الاغیاث حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْکَرِیْمُ اَمَّابَعْدُ : قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی"

میں اپنے اس مضمون کی ابتدا حضور پرنور شافع یوم النشور، سید عالم، باعثِ تخلیق آدم و بنی آدم، حضور سید العالمین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس فرمان مقدس سے کرتا ہوں

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحِبُّوْا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِّعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو اللہ سے محبت رکھنے کے باعث اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث (ترمذی، مشکوٰۃ شریف مترجم کتاب الفتن جلد۳ صفحہ ۲۶۳)

## "پنجتن پاک"، ہی آج موضوعِ سخن کیوں؟

باجماعِ اہل سنت و جماعت تمام امہات المومنین اہل بیتِ رسول ہیں لیکن جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے میرا مقصد اس مضمون میں حضرات قدس "پنجتن پاک" کی شان بیان کر کے یہ حقیقت بے غبار کرنا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا ہر فرد سر سے لیکر پاؤں تک حضرات قدس "پنجتن پاک" کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایسا کیوں نہ

ہو؟ ترمذی شریف میں خاص پنجتن پاک کی شان میں یہ حدیث مبارکہ موجود ہے:۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِيْ وَاَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی عربی جلد۲ صفحہ۲۱۵، ترمذی شریف مترجم جلد۲ صفحہ۷۱۷)

ترجمہ:۔ حضرت امام زین العابدین حضرت امام حسین سے اور وہ حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے امام حسن وامام حسین کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں (حسن و حسین) سے محبت کی اور ان کے ابا جان اور انکی امی جان سے محبت کی وہ روز قیامت جنت میں میرے ساتھ ہوگا''

یہ حدیث پاک خاص پنجتن پاک سے محبت کے حکم میں نہ صرف انتہائی جامع ہے بلکہ میرے نزدیک یہ ''حدیث اصح الاسانید'' یعنی صحیح ترین سند والی حدیث کے درجے میں ہے کیونکہ مقدمہ مشکوٰۃ میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تصریح فرمادی ہے کہ اہل سنت کے نزدیک جس سند حدیث میں حضرت امام زین العابدین ،حضرت امام حسین اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آتے ہوں وہ حدیث اصح الاسانید کا درجہ رکھتی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ اہل سنت کا امتیازی نشان یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام واہل بیت عظام دونوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں امام شافعی ،امام اہل سنت ہیں کون نہیں جانتا؟ کہ ان کو اہل بیت کی محبت پر رافضی ہونے کا الزام دیا گیا! امام نے

اس کے جواب میں فرمایا۔

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ　　فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

ترجمہ: اگر آل محمد ﷺ کی محبت رفض ہے تو جن وانسان گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔

احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تو خانہ کعبہ کا دروازہ تھام کر مخلوق خدا کو بانگِ دہل ارشاد فرمایا اہل بیت کشتی نجات ہیں

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِیْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ (لوگو) میں نے نبی کریم ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''خبردار ہو جاؤ کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا''

الحمد للہ! اہلسنّت و جماعت ہی وہ ناجی گروہ ہے جو صحتِ عقائد اور صحت اعمال اور اتباعِ طریقت و ولایت میں کما حقہ کشتِی اہل بیت پاک میں سوار ہیں انشاء اللہ یہ مضمون پڑھ کر ہر عقل مند اور انصاف پسند اس بات کی گواہی دے گا۔

## پنجتن پاک کے فردِ اول حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر سے ابتدا:

میرا دل کرتا ہے کہ پہلے اُن کا ذکر کروں جن کے ذکر کے بغیر تمام ذکر نامکمل رہتے ہیں۔ قارئین محترم! حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر قدرت، نورِ حقیقت، فخرِ رسالت، آیہ رحمت، شافعِ محشر، قاسمِ کوثر، طاہر واطہر، بزرگ وبرتر، فیض کا معدن، زکیٰ کا مخزن، مہرِ مجسم، رہبرِ اعظم، سرِ احدیت کے محرم، غازۂ بساطِ دو عالم، رونق عقبےٰ، سریر آرائے وادیٔ بطحا، صاحبِ اسریٰ، فرش نشین لیکن عرش مکین، اور بزم کن فکاں میں سب سے حسین ہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی اصلِ کائنات ہے۔ فخرِ موجودات ہے، بزمِ رسولاں کے صدر نشین، منزل ایقان کی دولت کے امین اور ذات حق سے سب سے زیادہ قرین ہیں۔ وہ ذات مقدس نازش قرآن ہے۔ کبھی آیہ وَالشَّمۡسِ وَ ضُحٰهَا ہے کبھی سورہ یٰسین ہے۔ کبھی سورہ کوثر ہے۔ کبھی آیہ برھان ہیں۔ کبھی وَالنَّجۡمِ اور کبھی وَالطَّارِقِ ہیں۔ کبھی اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ہیں اور کبھی وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ہیں اور کبھی وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ہیں۔ آپ کی زلف مبارک وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ہے۔ آپ یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ اور یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ والی چادر کے مخاطب ہیں۔ سرکار کبھی آیہ رحمۃ اللعالمین ہیں اور کبھی اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ہیں۔ آپ کے ہاتھ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ۔ آپ کی برکت مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِیۡهِمۡ۔ آپ مومنوں کیلئے حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ الرَّحِیۡمٌ۔ اور وَاخۡفِضۡ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ہیں۔ آپ کی زبان

مبارک وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اور محبوب عربی کی اپنے اللہ کریم سے راز داری فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ام المومنین سیدہ، طیبہ، طاہرہ، زاہدہ، عابدہ، ساجدہ، صائمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن نعت مصطفےٰ ﷺ ہے اور اسی طرح حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

همه قرآن در شان محمد (ﷺ) در دو عالم روز و شب گفتگوئش

## محبوبِ خدا ﷺ کیلئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرۂ مصطفےٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہبی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ اللعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین ﷺ کا وجودِ پرنور سرزمین مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت وشرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے:۔

فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ السَّلَامُ! قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتًا

فَجَعَلَنِی فِی خَیْرِ ھِمْ بَیْتًا. ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ (جامع ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۶۶۲ مترجم)

ترجمہ:۔ حضور پرنور نبی کریم ﷺ منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں ؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس ﷺ کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آقا کے شایانِ شان کتنا اہتمام عظمت کیا گیا۔ جب یہی اہتمامِ عظمت ہر جگہ موجود ہے۔ تو پھر دیکھیں! نسل مصطفیٰ ﷺ قیامت تک باقی رکھنے کیلئے جس گھرانے اور جن افراد کا انتخاب کیا گیا (جو کہ ہماری اس تحریر کا موضوع ہیں) انکے تو رزق تک میں اس شدتِ احتیاط، کمال تنزہ اور انتہائے ورع کا اہتمام ہے کہ صدقہ و زکوٰۃ کے مال میں سے ایک لقمہ اور ایک گھونٹ تو کجا! ایک ذرہ اور بوند بھی قیامت تک کی نسل سادات پر حرام کر دیئے گئے۔ سبحان اللہ! پنجتن پاک کے فرد اول جناب سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، سید المرسلین و رحمۃ للعالمین کی ذاتِ بابرکات کا ہی یہ مرتبہ و مقام ہے کہ اللہ اللہ! وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں ۔منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں دل پر اختیار نہیں ہوتا، گمان پر گرفت نہیں ہوتی

مگران کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورہ نساء)

ترجمہ:۔ اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کرلیں پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے (القرآن، سورہ نساء)۔

ہمارے نزدیک حب علی ایمان اور بغض علی نفاق ہے۔ میں پہلے اس عنوان پر عرض کرکے گھرانۂ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں محبوب خدا ﷺ کے وہ فیصلے بخاری ومسلم وترمذی سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا کہ جن کے فیصلے کے خلاف گمان کرنے والا بھی سورہ نساء کی درجہ بالا آیت سے مومن نہیں رہتا۔ انشاء اللہ العزیز حضور سید عالم ﷺ کے یہ فیصلے اہل خوارج کو بھی دولت ایمان عطا کریں گے بشرطیکہ وہ نظر انصاف سے پڑھیں۔

## (1) ہمارے نزدیک ''حب علی'' ایمان اور ''بغض علی'' نفاق ہے

صحیح مسلم شریف سے مدینۃ العلم اور دارالحکمۃ یعنی حضور پُرنور رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہو اور ''باب العلم'' یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہوں تو پھر شک کیسا؟ ملاحظہ ہو حدیث پاک

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ﷺ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ

(رواہ مسلم)

ترجمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی امی ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ نہیں محبت کرے گا مجھ سے مگر مومن اور نہیں عداوت رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔

جامع ترمذی شریف میں حضور پرنور، نبی کریم، رؤف ورحیم، سید العالمین، رحمتہ للعالمین ﷺ کا یہی فرمان مبارک ہمیں ہمارے امی جان ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سنا رہی ہیں کون امہات المومنین؟ وہی کہ جنہیں اللہ نے قرآن مجید میں وازواجہ امہاتھم (القرآن) کا حکم دے کر ہم مومنوں کی مائیں فرمایا ہم اہل خوارج کے رد میں یہ مضمون لکھتے ہوئے اہل شیعہ سے بھی گذارش کریں گے کہ جب بھی قرآن پاک پڑھو گے اس وقت "وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ" کے الفاظ قیامت تک تلاوت کرتے ہوئے تمہیں بھی ضرور بالضرور حضور سید عالم ﷺ کی بیویوں کو "ام المومنین" یعنی مومنوں کی مائیں تسلیم کرنا پڑے گا مزید یہ کہ قرآن کریم پارہ 18 سورۃ نور آیت نمبر ۲۶ کے الفاظ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ کے تحت مشہور شیعہ تفسیر منہج الصادقین جلد ششم صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ تہران طبع جدید پر حضرت سیدنا امام محمد باقر اور حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے یہ الفاظ گرامی بھی دعوت ایمان دے رہے ہیں۔ دو ائمہ اہل بیت پاک کا یہ فرمان ائمہ کو معصوم ماننے اور انکے قول پر عمل کو فرض ماننے والوں پر ضرور حجت ہے ان دونوں ہستیوں نے فرمایا

"چوں سید دو عالم ﷺ پاکیزہ ترین موجودات است پس ازواج او البتہ پاک

و پاکیزہ اند ( منہج الصادقین جلد ششم صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ تہران طبع جدید ) ترجمہ: جب حضور سید عالم ﷺ تمام موجودات میں سے پاکیزہ ترین ہیں تو لازماً آپ ﷺ کی تمام بیویاں پاک اور پاکیزہ ہی ہیں"

اب ترمذی شریف کی ام المومنین حضرت سیدہ طیبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث شان سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں ملاحظہ ہو۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يَبْغُضُهُ مُؤْمِنٌ (رواہ احمد والترمذی وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور مومن ان سے بغض اور عداوت نہیں رکھے گا روایت کیا اسے احمد اور ترمذی نے امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

جن لوگوں کی مجالس میں ذکر مولا علی سے گھٹن پیدا ہوتی ہے ان کے منافق ہونے میں ہم اہلسنّت و جماعت کو کوئی شک نہیں کیونکہ یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا فرمان مبارک ہے اور خود شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب، باب العلم حضرت مولائے کائنات، شیر خدا حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس فرمان کے راوی ہیں اور صحیح مسلم اور ترمذی شریف جیسی کتب حدیث میں یہ فرمان درج ہے مزید یہ کہ احادیث مبارکہ میں کثرت سے صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں منافقین کی پہچان کیلئے صرف یہی کسوٹی استعمال کرتے تھے کہ ہم مشکوک مجلس میں ذکر مولا علی شروع کر دیتے جس جس کے چہرے پر ذکر مولا علی سے گھٹن کے آثار نظر آتے ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ منافق ہے اور

ایسے کیوں نہ ہوتا آخر ایمان اور نفاق کی یہ نشانی اللہ کے رسول مقبول ﷺ نے خود ارشاد فرمائی ہے۔ دور حاضر کے منافقین اور "مبغضینِ گھرانۂ علی" کو شاید بخاری و مسلم و ترمذی جیسی کتب احادیث میں وہ احادیث مبارکہ نظر نہیں آتیں جن میں شانِ اہل بیت پاک اپنی بلندیوں کو چھو رہی ہے! لیجئے مزید ذکرِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع کرنے سے پہلے یہ احادیث مبارکہ پڑھ لیں۔

## (2) اللہ کے محبوب ﷺ کی زبانِ وحی ترجمان سے گھرانۂ علی کی شان سنیں:

### رضائے فاطمہ، رضائے مصطفیٰ ﷺ ہے

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ وَ فِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا

(متفق علیه)

ترجمہ:۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا دوسری روایت میں ہے کہ وہ چیز مجھے پریشان کرتی ہے جو اسے پریشان کرے اور مجھے تکلیف دیتی ہے جو اسے تکلیف دے (متفق علیہ)

### نبی پاک ﷺ کی وصیت: "ثقل اکبر" کتاب اللہ اور "ثقل اصغر" اہل بیت پاک کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا:

☆ (1) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَم قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَآءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلٰلَةِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہم میں خم نامی چشمے پر خطبہ دینے کھڑے ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی وعظ ونصیحت فرمائی، پھر ارشاد ہوا اما بعد اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے کہ اللہ کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کر لوں میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے تھامو اور اللہ کی کتاب کی طرف ابھارا اور ادھر راغب کیا پھر فرمایا کہ دوسرے میرے اہل بیت ہیں اور میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب ہی اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔

☆ (2) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَّا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ

تَصِلُّوا بَعْدِی اِحْدٰھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخِرِ کِتَابُ اللّٰہِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا .(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے بہت عظمت والی ہے یعنی اللہ کی کتاب اور میری اہل بیت اور یہ دونوں ہرگز الگ نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے ملیں گے پس دیکھنا کہ تم میرے بعد ان سے کیسا سلوک کرتے ہو۔(ترمذی)

## حضرت سیدنا امام حسن کی محبت میں رسول اللہ ﷺ پر وارفتگی کا عالم

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِہٖ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دوشِ اقدس پر تھے اور آپ کہہ رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت فرما (متفق علیہ)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ طَآئِفَۃٍ مِّنَ النَّھَارِ حَتّٰی اَتٰی خِبَآءَ فَاطِمَۃَ فَقَالَ اَثَمَّ لُکَعُ اَثَمَّ لُکَعُ یَعْنِیْ حَسَنًا فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ جَآءَ یَسْعٰی حَتّٰی اعْتَنَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا صَاحِبَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے ایک حصے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا آپ حضرت فاطمہ کی رہائش گاہ پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کیا منا یہاں ہے؟ یعنی حسن تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آ گئے یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ گئے رسول اللہ ﷺ نے کہا اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی جو اس سے محبت رکھے (متفق علیہ)

## فرمانِ رسول اللہ ﷺ کہ امام حسن دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائیں گے

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّۃً وَّعَلَیْہِ اُخْرٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (رواہ البخاری).

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے کبھی آپ لوگوں کی جانب متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف اور فرما رہے تھے میرا یہ بیٹا حقیقی سردار ہے اور شاید اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں میں صلح کروا دے گا۔ (بخاری)

CS CamScanner

## کوفیوں کو دیکھ کر صحابہ پاک کو شہداء کربلا کی تڑپ آنِ واحد میں غضبناک کر دیتی

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَ سَالَہٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَۃُ اَحْسِبُہٗ یَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَھْلُ الْعِرَاقِ یَسْئَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُمَا رَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن ابونعم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا جب کہ ایک آدمی نے ان سے احرام والے کے متعلق پوچھا شعبہ نے کہا کہ میرے خیال میں مکھی مارنے کے متعلق پوچھا تو بے اختیار فرمایا کہ یہ عراق والے مجھ سے مکھی مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو شہید کر دیا تھا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں شہزادے حسن و حسین دنیا سے میرے دو پھول ہیں (بخاری)

## حضرات امامین حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما شبیہ رسول ﷺ ہیں

(1) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَشْبَہَ بِالنَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ فِی الْحُسَیْنِ اَیْضًا کَانَ اَشْبَھَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت امام حسن بن علی سے زیادہ مشابہت رکھنے والا کوئی نہیں تھا اور حضرت امام حسین کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے

(بخاری شریف)

(2)وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَلْحَسَنُ اَشْبَهُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ مَابَیْنَ الصَّدْرِاِلٰی الرَّاسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَهَ النَّبِیَّ ﷺ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذَالِکَ .(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حسن سینے سے سر تک رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں اور حسین اس سے نیچے نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں (ترمذی)

## ”لج سب دی پالدا اے گھرانہ حسین دا“

(1) وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ کَانَ یَاخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمَا (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں پکڑا اور حضرت حسن کو اور کہتے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔

(2) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِیَّ ﷺ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی شَیْءٍ لَا اَدْرِیْ مَاهُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَاهٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَیْهِ فَکَشَفَهُ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِکَیْهِ فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا .(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات حاجت سے میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے کوئی چیز لپیٹی ہوئی تھی اور مجھے نہیں معلوم کیا تھی جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہو گیا تو عرض گزار ہوا! آپ نے یہ کیا چیز اپنے اوپر لپیٹی ہوئی ہے آپ نے اسے کھولا تو آپ کی دونوں رانوں پر حسن اور حسین تھے۔ فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس سے بھی جو ان دونوں سے محبت رکھے۔ (ترمذی)

## پنجتن پاک کا دشمن مصطفیٰ کریم ﷺ سے لڑائی کیلئے تیار ہو جائے

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسَلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ. (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ ان سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین سے فرمایا کہ میں ان سے لڑنے والا ہوں جو ان سے لڑیں اور ان سے صلح کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کریں (ترمذی)

## محبوبِ رسول ﷺ کون؟

وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی جان کے ساتھ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے پوچھا کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے پیارا کون تھا؟ فرمایا کہ فاطمہ کہا گیا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا کہ ان کا خاوند (ترمذی)

## حوراں وی گاوندیاں نے ترانہ ''حسنین'' دا یعنی حسنین سرداران جنت ہیں

(1) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں (ترمذی)

(2) وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِیْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ ﷺ فَاُصَلِّیْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسَالُهٗ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لِیْ وَلَکِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَصَلَّیْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰی حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَیْفَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُکَ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ وَلِاُمِّکَ اِنَّ هٰذَا مَلَکٌ لَمْ یَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ. (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی امی جان کی خدمت میں عرض گزار ہوا مجھے اجازت دیجئے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نماز مغرب پڑھوں اور حضور سے سوال کروں کہ میرے اور آپ کیلئے دعائے

CamScanner

مغفرت فرمائیں پس میں نے آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی، حتی کہ نماز عشاء بھی پڑھی جب آپ لوٹے تو میں پیچھے رویا آپ نے میرے آواز سنی تو فرمایا کیا تم حذیفہ ہو؟ عرض گزار ہوا ہاں! فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری والدہ کو بخشے، کیا حاجت ہے! یہ فرشتہ اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام عرض کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے نیز حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں اسے ترمذی نے روایت کیا۔

## محبوبِ خدا کے دو جنتی پھول کون؟

### ''ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں''

(1) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَاىَ مِنَ الدُّنْيَا (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین دونوں دنیا سے میرے دو پھول ہیں اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(2) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَىُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ اُدْعِىْ لِىَ ابْنَىَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا کہ حسن اور حسین آپ حضرت فاطمہ سے فرمایا کرتے کہ میرے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ پس

دونوں کو سونگھا کرتے اور انہیں اپنے ساتھ لپٹا لیا کرتے اسے ترمذی نے روایت کیا۔

## خاص دس محرم کو ذکرِ شہادتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے

(1) وَعَنْ سَلْمٰی قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ وَهِیَ تَبْکِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْکِیْکِ قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِیْ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا. (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت سلمیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ رو رہی تھیں عرض گزار ہوئی کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ سر اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہو گیا تو فرمایا کہ میں ابھی حسین کی شہادت گاہ میں گیا تھا اسے ترمذی نے روایت کیا۔

(2) قَالَتْ: "کَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِکَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاَیْتِ خَیْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حِجْرِکِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَیْنَ فَکَانَ فِیْ حِجْرِیْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ یَوْمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِیْ حِجْرِهٖ ثُمَّ کَانَتْ مِنِّیْ اِلْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِیْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ بِاَبِیْ

اَنْتَ وَ اُمِّیْ ! مَالَکَ؟ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ وَ اَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ ۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن، مترجم جلد۳ صفحہ۲۶۳)

ترجمہ:۔ حضور ﷺ کی چچی جان حضرت ام فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! میں نے خوفناک خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے تو بڑا اچھا خواب دیکھا ہے۔انشاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی جو تمہاری گود میں ہوگا پس حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسین کو جنا اور وہ میری گود میں تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو میں نے ننھے صاحبزادے جناب حسین کو اٹھا کر آپ کی گود میں رکھ دیا۔میری توجہ ادھر ادھر ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا بات ہے؟ فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے ہیں اور مجھے بتایا ہے کہ عنقریب میری (نام نہاد) امت، میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی۔میں نے عرض کیا انہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا ہاں اسی شہزادے کو اور فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے ہیں جو سرخ ہے۔(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

(3) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ مَا هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَ اَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْیَوْمِ

فَاُحْصِیَ ذَالِکَ الْوَقْتَ فَاُجِدُ قُتِلَ ذَالِکَ الْوَقْتَ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِی دلائلِ النبوۃ واحمدُ ۔(مشکوۃ شریف کتاب الفتن ،باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ جلد سوم مترجم)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون تھا عرض گزار ہوا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں'' میں نے وہ وقت یاد رکھا تو معلوم ہوا کہ اسی وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے تھے ان دونوں کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور دوسری کو احمد نے بھی۔

## زبان رسول ﷺ، ذکرِ حسین میں

وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْناً حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ.(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہے (ترمذی)

## سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری پہ قربان

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلٰی

عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَنِعمَ الرَّاكِبُ هُوَ (رواه الترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے لڑکے! کیا خوب سواری پر سوار ہوئے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی بہت خوب ہے۔ (ترمذی)

## پنجتن پاک ایک چادر میں ہیں اور آیۂ تطہیر کی تلاوت ہوتی ہے

(1) عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِیْ (رواه مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری ''آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو (۳:۶۱) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور کہا:۔ اے اللہ! یہ بھی میرے اہل بیت ہیں (مسلم)

(2) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَآءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (رواه مسلم)

ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء

CamScanner

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے آپ کے اوپر سیاہ بالوں سے مخلوط چادر تھی پس حسن بن علی آئے تو انہیں اس میں داخل کرلیا پھر حسین آئے تو انہیں بھی ان کے ساتھ داخل کرلیا پھر فاطمہ آئیں تو انہیں بھی داخل کرلیا پھر علی آئے تو انہیں بھی داخل کر لیا پھر آیۂ تطہیر تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''بے شک اللہ یہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! تم سے گندگی دور رکھے اور تمہیں خوب پاک صاف کردے کہ جس طرح پاک کرنے کا حق ہے''(مسلم)

## (3) خصائصِ سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلسنّت و جماعت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق افضل البشر بعد از انبیاء کا عقیدہ حقہ رکھنے کے باوجود صحابہ کرام میں انفرادی خصائص کے قائل ہیں اور بالخصوص فضائل و خصائص حضرت مولائے کائنات ،شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب شیر خدا سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دفتروں کے دفتر احادیث مروی ہیں صحاح ستہ کے مصنفین میں سے حضرت امام نسائی نے ''خصائص نسائی'' محض فضائل و کمالاتِ حضور مولا علی میں تصنیف کی ہے ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبل اپنی ''مسند'' میں کثرت سے فضائل مولا علی میں احادیث لائے ہیں درج ذیل احادیث پڑھیں جن میں ایک سے ایک بڑھ کر ایمان افروز اور خصائص علی میں اپنی مثال آپ ہے۔

(1) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَاءَ عَلِيٌّ

تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُوَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (رواه الترمذی و قال هذا حديث حسن غريب)

ترجمہ: حضرت علی حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے اوران کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات قائم فرمادی لیکن میری کسی کے ساتھ مواخات قائم نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

قارئین محترم! اللہ کے محبوب کریم رؤف و رحیم، ہمارے سچے نبی پاک ﷺ نے جب حضور مولائے کائنات شہنشاہ ولایت کے چھلکتے آنسو دیکھ کر حضور مولا علی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر فرمایا ہوگا کہ اے علی! تجھے اس لئے کسی کا بھائی بند نہیں بنایا کہ انت اخی فی الدنیا والاخرة کہ تم تو دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو اس وقت کیا منظر ہوگا؟ اور یہ معمولی شرف نہیں حضرت جعفر و عقیل وغیرہ بھی حضور ﷺ کے ہی چچازاد بھائی ہیں لیکن اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ صرف حضرت علی کا مقام ہے اور کسی بھی معاملے میں آپ سے مشورہ کی یہ خصوصی حیثیت و مقام اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ کہ حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

(2) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ (رواه الترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے روز حضرت علی کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی لوگوں نے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے سے آپ نے بہت لمبی سرگوشی فرمائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے سرگوشی فرمائی (ترمذی)

سبحان اللہ: مَاانْتَجَیْتُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ انْتَجَاہُ یعنی صرف میں نے علی سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خود اللہ نے کی ہے کتنا بڑا مقام ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے میں علی سے سرگوشی کر رہا ہوں۔ اللہ جس ہستی سے سرگوشی فرمائے، اللہ کے نبی جنہیں کل مومنین کے مولا اور مددگار فرمائیں کیوں نہ انکی محبت سرمایہ ایمان قرار پائے یہ فطری تقاضا ہے کہ بھائی سے حوصلہ، قوت اور وقار ملتا ہے اور پہلی ترجیح کے طور پر اس سے مشورہ میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ وہ وزیر کا درجہ رکھتا ہے۔

(3) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں مذکور ہے وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ کہ اے اللہ میرے گھر سے مجھے ایک وزیر عطا فرما اور وہ میرا بھائی ہارون ہو کہ جس سے میری پشت تنگی نہ رہے بلکہ مضبوط ہو جائے ایک متفق علیہ حدیث بخاری و مسلم میں حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی کو فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی یعنی "اے علی تمہاری مجھ سے وہی نسبت و درجہ ہے جو ہارون اور موسیٰ کے مابین ہے لیکن یاد رکھو میں اللہ کا آخری نبی ہوں" اس حدیث سے حضرت علی کی خلافتِ بلافصل پر دلیل پکڑنا بعید از عقل اور سراسر جہالت ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وصال فرما گئے تھے۔

(4) بلکہ احادیث مبارکہ میں یہاں تک آیا ہے کہ حضرت علی کہیں لشکر میں جاتے تو حضور پرُ نور ہاتھ بلند کر کے دعائیں مانگتے رہتے، یہاں تک عرض کرتے کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علی کے چہرے کو دیکھ نہ لوں ترمذی کی حدیث ہے۔

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جن میں حضرت علی بھی تھے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر کہہ رہے تھے اے اللہ! مجھے وفات نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی)

میرے آقا مولا علی اور قیامت تک کے تمام مومنین کے مولا! کیا آپکی شان وعظمت ہے کہ صرف آپ ہی وہ ذات ہیں کہ سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے جسے اپنا سرتاج کہا اور اللہ کے محبوب پاک ﷺ کو جناب سے اتنا پیار ہے کہ فراق کی کیفیت اور لمحے آپ پر اس حد تک گراں ہو رہے ہیں کہ حضور کے پاک صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین گواہی دے رہے ہیں کہ ھو رافع یدیہ کہ سرکار دو عالم ﷺ ہاتھ بلند کر کے دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت عطا نہ فرمانا جب تک اپنے پیارے علی کا چہرہ مبارک نہ دیکھ لوں۔

(5) یہ بھی خصائص مولا علی میں سے ہے کہ آپ نے پیدا ہونے کے بعد اس وقت

تک آنکھیں بند رکھیں جب تک کہ چہرۂ والضحیٰ ﷺ سامنے نہیں آیا حسن کائنات جس ذات اقدس ﷺ کی ایک کرن اور جھلک ہے اور جب اس سراپا سراج منیر ذات کا حسن سمٹے تو چہرہ مصطفیٰ بنے اور چہرہ مصطفیٰ پر پہلی نظر ڈالنے والا مولا علی کا چہرہ ہو تو پھر کیوں قابل تکریم نہ ہو؟ ہم اہل سنت کے نزدیک یہ فرمان مصطفیٰ ﷺ ثابت ہے "اَلنَّظْرُ عَلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ" فرمایا علی کے چہرہ کو دیکھنا بھی اللہ کی عبادت ہے۔

(6) اس سراپا راز و نیاز کی تکلیف میرے آقا حضور سید عالم ﷺ کو کبھی برداشت نہیں ہوئی سرکار آپکی طبیعت خراب دیکھ کر بے قرار ہو جاتے ملاحظہ ہو ترمذی شریف کی یہ حدیث مبارکہ

وَعَنْہُ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَغْنِیْ وَاِنْ کَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ مَا قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوْ شْفِہٖ شَکَّ الرَّاوِیْ قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں کہہ رہا تھا اے اللہ اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو مجھے راحت پہنچا اور دیر ہے تو صحت بخش اور اگر آزمائش ہے تو صبر عطا فرما رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے کیا کہا؟ میں نے جو کہا دہرا دیا حضور اقدس ﷺ نے پائے اقدس سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا اے اللہ! اسے عافیت اور صحت بخش حضرت علی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ تکلیف مجھے پھر زندگی بھر نہیں ہوئی اسے ترمذی نے

روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

## ☆(7) حق اور علی لازم وملزوم ہیں

حضور پرنور نبی کریم رؤف ورحیم حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی کیلئے خصوصی دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ۔ ترجمہ: اے اللہ! علی کے ساتھ حق کو ادھر پھیر دے جدھر کو علی پھریں (ترمذی شریف) اس حدیث میں کچھ شک نہیں کیونکہ فرمان نبی پاک ﷺ کا ہے اور راوی خود حضور مولا علی ہیں، ہمارے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں اور عدالت اس ملکہ کا نام ہے جو انسان کو تقویٰ کے التزام پر آمادہ کرتا ہے کاش! حضرت مولائے کائنات شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی شان میں حضور سید عالم ﷺ کی یہ دعا ذکر کرنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ذکر کرنے کا جو التزام کیا اور پوری حدیث بیان کی ہمیں بھی چاہیے کہ پوری حدیث بیان کریں زبانِ نبوت سے خلفاءِ راشدین کی شان میں اس حدیث کے الفاظ انتہائی وجد آفرین ہیں ہر خلیفہِ راشد کی شان اپنی مثال آپ نظر آتی ہے پوری حدیث مبارکہ یہ ہے:-

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیَ ابْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِہٖ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَا لَہٗ مِنْ صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلٰئِکَۃُ رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ مترجم)

ترجمہ:۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، مجھے ہجرت کے گھر کی طرف سوار کر کے لے گئے، غار میں میرا ساتھ دیا اور بلال کو اپنے مال کے ذریعے آزاد کیا اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے جو حق بات کہتے ہیں خواہ کسی کو کڑوی معلوم ہو اور حق نے انہیں ایسا کر چھوڑا کہ ان کا کوئی (دنیاوی) دوست نہ رہا اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے اے اللہ! علی کے ساتھ حق کو ادھر پھیر دے جدھر کو علی پھریں"

اہل سنت متقدمین ومتاخرین کے نزدیک جنگ جمل وصفین میں حضرت مولا علی حق پر تھے حضور مجدد پاک فرماتے ہیں "بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے (مکتوب شریف جلد اول صفحہ ۸۶ مکتوب ۵۴)۔

اختلافِ علی ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مسلکِ اہل سنت و جماعت:۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان قصاصِ دمِ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اجتہادی اختلاف ہوا۔ یہ اختلاف حکومت کے لالچ اور بغض وعناد کی بنا پر نہیں بلکہ نیک نیتی اور اجتہاد کی بنا پر ہوا۔ اہلسنّت کے نزدیک حق حضور مولا مشکل کشا کی طرف تھا لیکن دوسری طرف بھی بلا شک وشبہ صحابہ بلکہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے عشرہ مبشرہ صحابی تھے

کہ جن کے جنتی ہونے کی سرکار دو عالم ﷺ نے خود بشارت دی تھی دونوں گروہوں میں اہلسنّت کے نزدیک اجتہادی اختلاف تھا دونوں طرف کے شہداء کی خود حضور مولا علی نے نماز جنازہ پڑھا کر ان کے ایمان باللہ وایمان بالرسول اور جنتی ہونے پر مہر لگا دی۔ جنگ جمل وصفین تقدیر کا قضیہ تھا جو ہو کر رہا لیکن فرمان رسول اللہ ﷺ بھی تو پورا ہونا تھا۔ مسلمانوں کے دو عظیم گروہ بننے تھے۔ اختلاف ہونا تھا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا حسن ان دونوں مسلمانوں کے عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی یوں اختلافات ختم ہو گئے۔ (۱۔ رجال کشی صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، ۲۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۵۷۰ مطبوعہ تبریز، ۳۔ احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید، ۴۔ جلاء العیون جلد ا صفحہ ۳۹۵، ۵۔ الاخبار الطّوال صفحہ ۲۲۰ مطبوعہ بیروت، ۶۔ مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف صفحہ ۴)

**گستاخ حضرت امیر معاویہ اہلسنّت سے خارج ہے:۔** صحابی اور کاتب وحی ہونے اور دیگر ان گنت فضائل کی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سروں کا تاج ہیں اگر چہ اس بات پر تمام اہلسنّت سلف وخلف کا اجماع ہے کہ حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔ لہٰذا صحابی ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق اشارتاً یا کنایۃً بھی قصداً بے ادبی کی جائے یا ان کے شرفِ صحابیت کا انکار کیا جائے تو وہ آدمی مسلکِ اہلسنّت و جماعت سے

خارج ہے کیونکہ اگر چہ صحابہ میں بھی درجات ہیں لیکن ہر صحابی کو صحابی ماننا اور اس کے شرفِ صحابیت کا انکار نہ کرنا اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ضروری ہے اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام ہیں ان میں درجات وفضیلت کے لحاظ سے فرق ہے اور ہمارے آقا ومولا ﷺ بلا شک وشبہ سب انبیاء سے افضل ہیں لیکن نفسِ نبوت میں سب نبی برابر ہیں ان میں سے کسی ایک نبی کا منکر جملہ انبیاء کا منکر شمار ہوگا مثلاً اگر کوئی کلمہ شریف پڑھ کر حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ یا اسی طرح کسی اور نبی اللہ کے نبی ہونے کا منکر ہو جاتا ہے یا نبی مان کر بھی ان کی بے ادبی یا گستاخی کرتا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جملہ انبیاء کا انکار کیا وہ اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یہی حال یہاں ہے کہ کسی ایک صحابی کے شرف صحابیت اور نفس صحابیت کا انکار سب صحابہ کے انکار کو مستلزم ہے اور ایسا شخص اہلسنّت سے خارج ہے اور گمراہ ہے کیونکہ نفس صحابیت میں سب صحابہ برابر ہیں۔

اس موقع پر ہم ابن ماجہ اٹھاتے ہیں تو حیرت گم ہو جاتی ہے صحابہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب حضرت شیر خدا جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں جنگ جمل وصفین میں جب بھی جماعت کروائی ہمیں بالکل یوں محسوس ہوا کہ جیسے نبی پاک ﷺ کے جماعت کروانے کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔

☆ (8) خصائص علی میں ایک انوکھا، نرالا اور خصوصی شرف یہ بھی آپ کو عطا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اسکی اپنی پشت سے پیدا فرمائی لیکن حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صُلْبِ عَلِيٍّ'' فرمایا ''اللہ تعالیٰ میری اولاد علی کی پشت سے جاری کرے گا'' (صواعق محرقہ صفحہ ۲۴)

☆(9) ''حضور پرُ نور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حقیقی اور صلبی چار صاجزادیاں ہیں'' اس عقیدہ کا انکار کفر ہے کیونکہ قرآن فرماتا ہے قُل لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے فرمادیں جس طرح ازواج کی نسبت حضور اقدس سے ہے اسی طرح بنات کی نسبت واضافت بھی حضور اقدس ﷺ سے ہے۔ جس طرح بیویاں آپ کی ہی حقیقی بیویاں ہیں اسی طرح اس آیت کریمہ میں بیٹیاں بھی آپ کی ہی حقیقی بیٹیاں مراد ہیں لیکن باقی تینوں صاحبزادیاں اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں اور حضرت سیدہ خاتون جنت، بعثت اور اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئیں اس لئے ان کا درجہ زیادہ ہے جس طرح بھائیوں میں بلند رتبہ ہونے سے حضرت علی کے باقی تینوں بھائیوں کا انکار نہیں ہوسکتا اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بلند رتبہ ہونے سے انکی باقی تین سگی بہنوں کا انکار محض جہالت اور قرآن کا انکار ہے کتب شیعہ حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۰۲۸ اور منتخب التواریخ جلد ا صفحہ ۲۴ پر درج ہے کہ شہزادیوں میں سے حضرت رقیہ ۲ ہجری، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ ہجری اور سیدہ فاطمۃ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ہجری کو ہوا۔ لہٰذا جب مباہلہ 10 ہجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں لہٰذا دوسری صاحبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی عجیب اور فضول ہے اور یہ خصائص علی سے ہے کہ شہزادیوں میں سے سب سے بلند رتبہ اور حضور پرُ نور سید العالمین ﷺ کی ظاہری حیاتِ مقدسہ میں وقتِ وصال تک زندہ رہنے والی شہزادی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سے آپکا نکاح مبارک ہوا اور ۱۰ ہجری کو عیسائیوں سے مباہلہ میں حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ نے آیت

CS CamScanner

مباہلہ ( آل عمران :۶۱ ) میں انفسنا کے تحت حضرت علی کو اپنی جان اور نفس قرار دیا اور ابناء نا کے تحت حضرت علی کے صاحبزادگان کو شامل فرما کر اپنے بیٹے قرار دیا جو بہت بڑا اشرف و امتیاز ہے

☆(10) آپ کی آل۔ آلِ محمد ﷺ کہلائی جس پر صدقہ حرام ہوا۔

☆ (11) ترمذی شریف میں حدیث حسن موجود ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا ''یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یَّجْنِبُ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ''

ترجمہ:۔ کسی جنبی کیلئے اس مسجد نبوی سے گذرنا جائز نہیں سوائے میرے اور تیرے!

☆(12) آپ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے بعثت کے چوتھے سال جب قریبی اعزہ کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کا حکم نازل ہوا اور حضور سید عالم ﷺ نے اس حکم کی تعمیل کیلئے کوہ صفا پر اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا'' کہ اے بنی مطلب! میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے اور کون میرا معاون و مددگار بنتا ہے تو اس کے جواب میں صرف ایک آواز آئی کہ'' گو میں عمر میں چھوٹا ہوں اور میری ٹانگیں کمزور ہیں تاہم میں آپ کا معاون و مددگار اور قوتِ بازو بنوں گا'' یہ آواز حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی حضور پُرنور سید عالم ﷺ نے تین مرتبہ اس سوال کو دھرایا اس کے جواب میں ہر مرتبہ حضرت علی کی آواز ہی آئی۔

☆(13) حضور مولا علی باب العلم ہیں اور آپ کا یہ خصوصی مقام آسمانی علوم تک وسیع ہے میرے سلسلہ کے سردار، سرتاج الاولیاء، قدوۃ العرفاء۔ حضور امام ربانی سیدنا حضور

CS CamScanner

مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مقامِ ولایت میں عروج عطا فرمایا گیا تو حضور سیدنا مولائے کائنات شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خصوصی عنایات ہوئیں اور علمِ سماوی آپکی طرف سے عنایت فرمایا گیا اور آپ نے ازراہ تحدیثِ نعمت یہ بات اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو خط میں لکھ کر ارسال کی، مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب شریف نمبر ۷ صفحہ ۵۳ پر ارشاد ہے

''اس مقام بلند پر حضرت امیر مولا علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تجھے آسمانوں کا علم سکھانے آیا ہوں جب بغور توجہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے یہ مقام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی خاص ہے واللہ سبحانہ اعلم'' (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۷ صفحہ ۵۳)

☆(14) امتِ محمدیہ ﷺ میں یہ منفرد شرف بھی حضرت علی کو نصیب ہے کہ آپکی نمازِ عصر کیلئے سورج واپس لوٹایا گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر منزلِ صہبا پر حضور سید عالم ﷺ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے زانو مبارک پر رکھ کر سو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نمازِ عصر ادا نہ کی تھی ادبِ نبوت میں سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر کہ ''بالخصوص درمیانی نماز کی حفاظت کرو'' (القرآن) کی نصِ قطعی جسکی حفاظت اور جلد ادائیگی پر وارد ہے وہ قربان کر دی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز	اور وہ بھی عصر، جو سب سے خطر کی ہے

عصر کی نماز قضا ہونے کے آثار نمودار ہونے پر حضور مولا علی کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے ہوں گے۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ بیدار ہوئے اور دعا کی ''اے رب!

اگر علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو آفتاب کو حکم دے کہ واپس عصر پر لوٹ آئے''۔ دعا قبول ہوئی۔ سورج واپس لوٹ آیا۔ مولا علی نے نماز عصر ادا کی (مولا علی کی یہ ایک بھی قضا نہ ہو اور نام نہاد محبِّ علی کی ایک بھی نماز ادا نہ ہو تو یہ محبت کیسی؟)
''اسے امام طحاوی نے صحیح حدیث کی حیثیت سے شرح معانی الآثار میں بیان کیا ہے اور ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے حضرت امام احمد بن حنبل کے ممدوح حضرت احمد بن ابی صالح، پھر امام طبرانی اور علمِ حدیث میں عظیم المرتبت ہستی حضرت علامہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور اسے علاماتِ صداقتِ نبوت میں شمار کیا'' (مدارج النبوت مترجم جلد۲ صفحہ ۳۱۲)

ازالۃ الخفاء میں حضرت شاہ ولی اللہ نے سات حفاظِ حدیث سے اسے بیان کیا اور خود اپنی سند حدیث انچاس (۴۹) واسطوں سے بیان کر کے اسکی صحت پر مہر تصدیق ثبت کی اور فرمایا میری اس سند میں کوئی بھی راوی ضعیف نہیں ہے۔ الحمدللہ! فقیر کیلانی نے خود اس جگہ ردالشمس کی 2002ء میں زیارت کی ہے۔

☆(15) **حضرت علی مولائے کائنات ہیں:** اہلسنّت و جماعت کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ نے بکثرت اپنی اہل بیت پاک کی مودت ومحبت اور اتباع پر امت کو شوق دلایا ہے لیکن بالخصوص غدیر خم کے مقام پر کل مومنین کیلئے حضور پرنور سید عالم ﷺ کا حضرت علی کو ''مولا'' قرار دینا خصائص سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کی ایک بڑی اہم اور امتیازی خصوصیت ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ

فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ''اے اللہ! جس کا میں مولیٰ ہوں یہ علی بھی اس کے مولیٰ ہیں''۔ ''اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ'' ''اے اللہ! تو بھی اسے دوست رکھ جو انکو دوست رکھے''۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور بڑے تپاک اور بشاشت سے ان الفاظ میں مولائے کائنات ہونے پر آپ کو مبارکباد دی فرمایا ''اے علی مبارک ہو اور خوشی ہو! کہ ہر صبح وشام اب تم اس حال میں کرو گے کہ قیامت تک ہر مرد وعورت کے تم مولیٰ ہو'' یہ حدیث صحیح ہے (لیکن متواتر نہیں مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۵۷۴ مترجم)

اس حدیث سے اہل شیعہ نے جو امامت وخلافت علی کا استدلال کیا ہے وہ باطل ہے اس سے مراد صرف حضرت سیدنا علی کا تمام مومنوں واہل اسلام کا روحانی مددگار رہنا اور ہر مومن کی قلبی کیفیات میں ہر وقت دوست ومحبوب ہونا مراد ہے کیونکہ اگر یہ حدیث نبی پاک ﷺ کے وصال مبارک کے فوراً بعد حضرت علی کی خلافت کیلئے نص ہوتی تو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اسے خلفاء ثلاثہ پر پیش کرتے اور کبھی انکی بیعت نہ کرتے چلیں! نہج البلاغہ میں ہی آپ نے کہیں فرمایا ہوتا کہ میں خلیفہ بلافصل ہوں تو ہم پر تو حجت نہ سہی اہل شیعہ کے پاس تو کوئی دلیل بن جاتی؟ اہل شیعہ کا یہاں کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقیہ کئے رکھا۔ یہ کہنا خود شیر خدا کی توہین اور گستاخی ہے تقیہ سے آپ کو مصلحت پرست، ابن الوقت، وقت پڑنے پر دب جانے والا، حق کو چھپانے والا بلکہ اتنا بزدل (نعوذ باللہ) کہ جو حق کو برسر عام حق نہ کہہ سکے، ثابت کیا گیا کیا یہ حُبِّ علی ہے یا توہینِ علی ہے؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امام برحق ہیں اور حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق وحضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہ ہستیاں ہیں کہ جو حضرت مولا علی کے بھی امامِ برحق ہیں اور انکے پاک ہاتھوں پر حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکے بعد دیگرے بیعت کی اور انکی رفاقت کا حق ادا کر دیا خود حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ سنیں اور وہ بھی معتبر ترین کتب شیعہ سے۔

☆(1) عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ .... وَنَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اسْتَخْلَفَ اَبَا بَكْرٍ۔

ترجمہ:۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ہم حضور پرنور ﷺ کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے "ابوبکر" کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا" (تفسیر صافی جلد دوئم سورہ محمد صفحہ ۵٦٢ مطبوعہ تہران، تفسیر قمی صفحہ ٦٢٤)

☆(2) نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ ۳۷ صفحہ ۸۱ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "میں نے اپنے معاملہ میں غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کرنا اور انکی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے"

☆(3) نہج البلاغہ صفحہ ۳٦٦ مطبوعہ بیروت پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اقرار بدیں الفاظ موجود ہیں "اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ بے شک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنھوں نے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی بیعت کی تھی اور مقصدِ بیعت بھی ایک ہی ہے"

☆(4) ایک خطبہ کے دوران حضور مولا علی نے فرمایا "فَبَایَعْتُ اَبَابَکْرٍ کَمَا بَایَعْتُمُوْهُ" پھر فرمایا "فَبَایَعْتُ عُمَرَ کَمَا بَایَعْتُمُوْهُ" ترجمہ:۔فرمایا میں نے ابوبکر و عمر کی اسی طرح بیعت کی جس طرح تم سب نے کی" (امالی شیخ طوسی جلد دوئم صفحہ ۲۱، الجزء الثامن عشر، طبع ایران)

☆(5) نہج البلاغہ خطبہ ۹۲ ملاحظہ ہو۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لوگ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آئے تو آپ نے فرمایا "اگر مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا اور جسے تم خلیفہ چن لوگے اسکی فرمانبرداری و اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے (نہج البلاغہ صفحہ ۱۳۶ خطبہ ۹۲، مطبوعہ بیروت دار الکتاب لبنانیہ)

☆(6) حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں حضور مولا علی کا یہ فرمان بھی دعوت ایمان دے رہا ہے:۔"هُمَا اَمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْهِ فَعَلَیْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"

ترجمہ:۔ حضرت علی نے فرمایا وہ دونوں ابوبکر و عمر عادل و منصف خلیفہ تھے دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں پر روزِ قیامت اپنی رحمت نازل فرمائے (احقاق الحق صفحہ ۷)

قارئین محترم! اگر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ میں "مولا" کا لفظ

حضرت علی کی خلافتِ بلافصل کیلئے ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی اپنے لیے نعوذ باللہ یہ معنی نہیں سمجھ سکے؟ اہل شیعہ سے بہانگ دہل دردمندانہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ سن لو! حضرت مولا علی کی تائید تمہاری پشت پر نہیں آپ خلافت کے معاملہ میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ یہ حوالے تمہاری معتبر ترین کتب سے ہیں ایک حوالہ بھی غلط ثابت کرو تو منہ مانگا انعام پاؤ۔ صلائے عام ہے۔

حوالہ نمبر (1) میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک کے فرمان سے حضرت ابوبکر کی خلافتِ بلافصل کی گواہی دے رہے ہیں۔

حوالہ نمبر 2، 3 اور 4 میں آپ حضرات خلفاء ثلاثہ کی بیعت کا اعلان کر رہے ہیں۔

حوالہ (5) نہج البلاغہ میں وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُکُمْ وَاَطْوَعُکُمْ لِمَنْ وَلَّیْتُمُوْہُ اَمْرَکُمْ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ "جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اسکی فرمانبرداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا"، تو شیعہ موقف کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ اس ارشاد گرامی سے واضح ہے کہ اگر غدیر خم کے موقع پر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کے تحت آپکی خلافتِ بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا تو پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کسی دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار چہ معنی دارد؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار! جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلافصل کا تو وجود ہی ختم! اور حوالہ نمبر (6) میں آپ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا امام، منصف خلفاء ہمیشہ حق پر رہنے اور حق پر ہی وصال کرنے والے اور روزِ قیامت اللہ کی رحمتوں کے نزول کے مستحق فرما رہے ہیں۔ الحمد للہ! حق واضح ہو گیا کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کدھر ہیں؟ گستاخ صحابہ اپنی خیر منائیں! انہیں روزِ قیامت حضور مولا علی کبھی اپنے دامنِ کرم میں پناہ نہیں دیں گے آج وقت ہے توبہ کریں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنہیں حق جانا۔ حق جان کر جن کی بیعت کی۔ جن کے مشیر وزیر اور قاضی القضاۃ رہے۔ فتوحاتِ صدیقی وفتوحاتِ فاروقی میں جس طرح پیش پیش رہے۔ ان حقائق کو محض اپنے ایک خودساختہ مولا کے معنی کیلئے جھٹلا دینا نہ صرف تاریخ اسلام کی روشن صداقتوں کو جھٹلانا ہے بلکہ اہل علم واہل مغرب کی نظر میں آج تک تم خلفاء ثلاثہ کی خلافتوں کے ارضی اور واقعاتی حقائق کا انکار کر کے محض ایک تماشا بنے ہوئے ہو! حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برعکس باطل موقف پر اڑے رہنے سے سوائے حضور مولا علی کی ناراضگی کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ کریم اہل بیت پاک کی سچی غلامی اور صحتِ عقائد واعمال میں انکی نورانی روش نصیب فرمائے آمین ثم آمین!

## شان اہل بیت پاک اور سیدہ عائشہ صدیقہ کی مرویات

مسلم شریف میں حدیث کساء یعنی چادر تطہیر میں امام الانبیاء ﷺ نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین کریمین حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لیا اور انکے لئے دعا کی اور پھر آیہ تطہیر تلاوت کی یہ روایت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے اسی طرح بخاری ومسلم میں بوقت وصال حضرت سیدہ فاطمہ سے حضور اقدس ﷺ کا سرگوشی فرمانا اور حضور سیدہ فاطمہ کا پہلے رونا اور پھر ہنسنے کی حدیث بھی حضرت عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہے اور پھر ترمذی کی یہ حدیث مبارکہ کہ "احب الناس" یعنی لوگوں میں حضور اقدس ﷺ کو

سب سے پیارے مردوں میں حضرت علی اور عورتوں میں انکی بیوی تھی، بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے۔ ان مرویات سے یہ مفروضہ ختم ہوگیا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت عائشہ حضرت علی یا انکے گھر والوں کے بارے میں اچھے خیالات نہ رکھتی تھیں! یہ محض بعض بدبختوں کے کوڑھ باطنی کا شاخسانہ ہے ان کو مرض ہے کہ جب تک محبوبۂ محبوب رب العالمین کے حضور نازیبا الفاظ نہ کہہ لیں ان کو آرام و صبر نہیں آتا لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کی کتب حدیث تو کجا! خود اہل شیعہ اپنی کتب حدیث ہی اٹھالیں تو انہیں پتہ چلے کہ شان علی وشان اہل بیت پاک میں ان کے ہاں بھی یہ احادیث صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہیں اہل شیعہ کی مشہور کتاب الامام الصادق صفحہ ۸۸ طبع بیروت مطبوعہ اور کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ تبریز طبع جدید ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کیلئے کافی ہے صرف کشف الغمہ کی حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ فرمانے لگیں آپ کی بیٹی فاطمہ! سائل کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا میرا سوال مردوں سے متعلق تھا تو فرمایا مردوں میں حضرت سیدہ فاطمہ کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے پھر خود ہی فرمانے لگیں اس میں نہ ماننے والی کون سی بات ہے کہ حضرت علی بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار تھے (کشف الغمہ جلد اول صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

اہل شیعہ کے علم کے سرتاج علامہ ابن شہر آشوب حضور مولا علی کا فرمان حضرت عائشہ کے بارے میں درج کرتے ہیں جو آپ نے اپنی فوج سے خطاب کے دوران فرمایا

''فرمایا اِئِنْ فَعَلْتُمْ لَقَدْ کَفَرْتُمْ وَهِیَ اُمُّکُمْ وَاِنْ قُلْتُمْ لَسْتَ بِاُمِّنَا فَقَدْ کَذَّبْتُمْ بِقَوْلِهٖ ''وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ'' سنو! اگر تم نے کسی قسم کا ناروا سلوک حضرت عائشہ سے کیا تو تم یقیناً کافر ہو جاؤ گے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم یہ کہہ دو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو پھر تم نے اللہ کے ارشاد کو جھٹلایا (اور قرآن کے کسی ایک لفظ کو جھٹلانا بذات خود کفر ہے) اور وہ فرمانِ خدا یہ ہے کہ'' اے مومنو نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں ''(ابن شہر آشوب جلد دوئم صفحہ ۱۴)

ایک اور فرمان حضرت مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنئے اور سر دھنئے !فَقَالَ عَلِیٌّ لَیْسَ فِیْ اَرْضِکُمْ بُقْعَةٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ عَنْ بُقْعَةٍ قُبِضَ فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (الامالی شیخ طوسی جلد ا صفحہ ۱۳۹۱ الجزء الثالث عشر مطبوعہ مکتبہ الداروی قم ایران)

ترجمہ: ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو! تمہاری زمین میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حصہ اور قطعہ ارض اس ٹکڑے سے بڑھ کر محبوب نہیں (جسے حجرہ عائشہ صدیقہ کہتے ہیں اور) جہاں حضور پُر نور رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں شیعہ مصنفین ،مجتہدین اور ذاکرین اور عام شیعہ اپنی مجلسوں میں اکثر کہتے سنے گئے ہیں کہ حضرت عائشہ کبھی بھی حضرت فاطمہ کا ذکرِ خیر اپنی زبان پر نہیں لاتی تھیں یہ لغویات اور واہیات بکنے سے پہلے اپنے مسلک کے نامور عالم و مجتہد بلکہ شیعہ مسلک کی پہچان ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری کی صرف بحار الانوار جلد ۴۳ مطبوعہ تہران کا ہی مطالعہ کر لیا ہوتا تو کبھی بھی یہ گستاخی کرنے کی جسارت نہ کرتے بحار الانوار کی جلد ۴۳ کے صفحات نمبر ۵، ۲۳، ۲۵

۵۳ پر حضرت فاطمہ زہرا کی شان میں حضرت عائشہ سے مروی تمام صحیح مسند اور مرفوع حدیثیں درج کی گئی ہیں جو اس درجہ قوی ہیں کہ ہذیان وبکواس پر مبنی بیان کہ ''حضرت عائشہ کبھی حضرت فاطمہ کا ذکر خیر اپنی زبان پر نہیں لاتی تھیں'' کی خوب خوب تردید ہو جاتی ہے۔ میں یہ احادیث نمبروار درج کرتا ہوں۔

(1) ''حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ حضور پرنور ﷺ کے پاس آئیں حضور سید عالم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بوسہ لیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ ان سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ قَالَ اَمَا وَ اللّٰہِ لَوْ عَلِمْتِ حُبِّیْ لَھَا لَا زْدَدْتِ لَھَا حُبًّا (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: فرمایا اللہ کی قسم اگر تجھے ان سے میری محبت کا علم ہو جائے تو تو اس سے پہلے سے بھی زیادہ محبت کرنے لگے۔

حدیث کے آخری الفاظ اس امر کی نشاندھی کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جناب فاطمہ سے پہلے سے ہی بہت محبت تھی اسی لئے قسم کھا کر فرمایا کہ اگر ان سے میری کماحقہ محبت کا تجھے علم ہو جائے تو آپ پہلے سے بڑھ کر ان سے محبت کرنے لگیں

(2) بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۳ سے دوسری صحیح مسند اور مرفوع حدیث ملاحظہ کریں

ترجمہ بلفظہ: ''جناب مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں قالت اقبلت فاطمہ علیھا السلام تمشی لا و اللہ الذی لا الہ الاھو

مَاشِيًا يَخْرِمُ مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ مَرَّتَیْنِ۔۔۔الخ

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں خدا کی قسم ان کی چال بالکل سرور دو عالم ﷺ کی چال جیسی تھی جب حضور سید عالم ﷺ نے انہیں دیکھا تو دو مرتبہ فرمایا اے میری بیٹی مرحبا! پھر آپ نے اپنی بیٹی کو فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ کل قیامت کو تجھے تمام مومن عورتوں کا سردار بنا کر لایا جائے'' اندھے کو نظر نہ آئے تو نہ آئے ہر عقلمند کو احترام وعقیدت مابین فریقین نظر آ رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چل رہا ہے کہ ہمیں حضرت سیدہ زہرا کی حیات ظاہری اور سیرت ومعمولات کا تو علم ہی صرف ام المومنین حضرت صدیقہ طاہرہ کی مرویات سے ہوا۔

(3) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَاَیْتُ مِنَ النَّاسِ اَشْبَهَ كَلَامًا وَّحَدِیْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَاطِمَةَ ۔۔۔الخ

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی گفتگو اور بات چیت کے اعتبار سے حضرت فاطمہ سے زیادہ کوئی مشابہت والا نہ دیکھا آپ جب بھی حضور ﷺ کے ہاں تشریف لاتیں تو سرکار دو عالم ﷺ انہیں مرحبا کہتے اور ان کے ہاتھ چوم لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب کبھی سرکار ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو جنابہ زہرا انہیں مرحبا کہتیں اور ان کا استقبال کرنے کیلئے کھڑی ہو جاتیں آپ کے دست ھائے مبارک کو چوم لیتیں (بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵، ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷)

(4) بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵۳ مطبوعہ تہران طبع جدید پر صحیح حدیث ہے کہ:۔

''حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ نے ایک سائلہ کے جواب میں فرمایا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب شخصیت حضرت فاطمہ تھیں سائلہ نے پوچھا میں مردوں میں سے محبوب ترین پوچھ رہی ہوں فرمایا فاطمہ کے خاوند پھر فرمایا واقعی وہ اس منصب کے حقدار ہیں کیونکہ خدا کی قسم! وہ بہت روزے رکھنے والے اور شب بیدار تھے وہ وہی بات کہتے جو اللہ کو پسند ہوتی

(5) سیدہٗ کائنات کے جگر کے ٹکڑوں حسنین کریمین کے متعلق بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک عقیدہ پر نظر ڈال لیں بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۳۰۶ پر آپ سے ہی مروی ہے کہ اللہ نے وحی فرمائی کہ اے جنت میں تجھے حسن وحسین سے زینت عطا کروں گا''

حضرت سیدہ فاطمہ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان ایمان افروز بیانات کو بار بار پڑھیں آپ کا دل گواہی دے گا کہ ایسے تعریفی کلمات صرف موصوف اور مستحق کے ساتھ دلی محبت اور عقیدت کے بغیر نہیں کہے جا سکتے یہ تمام احادیث مرفوع ،مسند اور صحیح ہیں کوئی شیعہ بھی انہیں غلط نہیں کہہ سکتا بلا لحاظ مسلک و مذہب ہر انصاف پسند قاری اب گواہی دے گا کہ ان حضرات کے مابین رنجش وغیرہ کے افسانہ جات یہودی لابی کے من گھڑت ہیں اور بس! کیونکہ دوسری طرف پنجتن پاک کے عظیم ترین فرد حضور مولائے کائنات سیدنا شیر خدا مولا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناقب ابن شہر آشوب جلد دوم صفحہ ۱۴ پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذرا سی بے ادبی کو بھی کفر فرما رہے ہیں اور ان کو ام المومنین نہ ماننے والے کو بھی کافر فرما رہے ہیں

اور مذہب شیعہ کے رکن اعظم محقق طوسی نے اپنی امالی جلد اصفحہ ۳۹۱ پر حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان درج کیا کہ حجرہ عائشہ ساری کائنات سے بڑھ کر اللہ کو محبوب ہے یہاں تو اہل ایمان کو مابین جانبین قرآنی فرمان رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ والی باہمی محبت نظر آرہی ہے تسلی کیلئے یہ حوالے اصل عبارات کے ساتھ اوپر درج کردیئے گئے ہیں۔

الحمد للہ! ہم نہ خارجی ہیں نہ رافضی! دوسری طرف خارجی ٹولہ ہے کہ جو یزید لعین کو بھی معاذ اللہ جنتی قرار دیتا ہے جبکہ انہیں شاید مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ میں وہ دو احادیث مبارکہ (مترجم مشکوٰہ شریف جلد سوم صفحہ ۲۶۲،۲۶۳ حدیث نمبر ۵۹۱۸،۵۹۱۹) نظر نہیں آئیں جن کی عبارت اتنی دلگداز ہے کہ پڑھتے ہی آنسو چھلک پڑتے ہیں اور کربلا شریف کا قیامت خیز منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ہم اہل سنت و جماعت کو تو ہر طرف سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی حق پر نظر آتے ہیں اور کیوں نہ ہو ان احادیث کی رو سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی حضور سید عالم ﷺ نے انکی شہادت کی خبر دے دی تھی اور اس خبر پر خود بھی چھم چھم آنسو برسائے انکی تربت انور کی جبریل امین سے مٹی منگوائی وہ مٹی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ جب یہ مٹی سرخ ہوجائیگی تو میرے حسین شہید ہوجائیں گے پھر ان احادیث کی رو سے حضور سید عالم ﷺ عین دس محرم الحرام شہادت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت اپنے صحابہ کو خواب میں اس حال میں ملتے ہیں کہ سرکار کے گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں دست مبارک میں خون بھرا برتن ہے اور پوچھنے پر حکم

فرمایا ھذا دم الحسین و اصحابه لم یزل التقطه من الیوم فرمایا کہ یہ میرے حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں یہ دونوں احادیث مبارکہ ہمیں "ذکر شہادت امام حسین" میں درج کی گئی ہیں تاکہ قارئین پیارے نبی پاک ﷺ کا اپنے پیارے نواسے کی شہادت میں لحہ بہ لحہ خبریں عطا فرمانے کا خونیں منظر کربلا اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر سکیں فی الحال ان احادیث کا خلاصہ بیان کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ شہادت حسین کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی بلکہ اہل بیت پاک میں امہات المومنین سمیت ہر فرد کو مستقبل قریب یعنی ۶۱ ھجری میں واقع ہونے والی اس شہادتِ عظمیٰ کا پتہ تھا لہٰذا اپنے پیارے اور لاڈلے حسین کی شہادت کا منظر دکھائے جانے پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مومنوں کے امی جان نے کئی سال پہلے ہی اپنا ردعمل ریکارڈ کروا دیا جو سنہری لفظوں سے لکھنے اور صرف محبت پنجتن پاک میں ڈوبے ہوئے دل کے پڑھنے کے قابل ہے اہل سنت کی کتب حدیث نے اسے گوہر نایاب کی طرح محفوظ رکھا شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "ما ثبت بالسنۃ" سے ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ "قاتل وملعون یزید کو اللہ برکت نہ دے کیونکہ اس نے میرے پیارے بیٹے حسین کے ساتھ بغاوت کی اور انہیں شہید کر دیا حضرت حسین کی تربت کی مٹی میرے پاس لائی گئی اور مجھے ان کا قاتل بھی دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ جن کے روبرو حسین قتل کئے جائیں گے وہ مدد نہ کریں گے اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عام عذاب مسلط کر دیا ہے اس حدیث کو ابن عسا کرنے روایت کیا ہے" (ما ثبت بالسنۃ صفحہ ۱۹ مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور)

CamScanner

## خارجیوں کے عظمت وشانِ اہلِ بیت میں مروی احادیث پر فضول اعتراضات

بے ایمان خارجی ہو اور بغض علی نہ رکھتا ہو؟ یہ دو متضاد چیزیں ہیں، خارجیوں نے نام اور لیبل بدل بدل کر ہر دور میں شانِ علی و فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تنقیص وتنقید پر ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے اور اس طرح جہنم تک پہنچنے کے اپنے راستے کو مزید صاف اور ہموار کیا ہے ایسی احادیث مبارکہ جو اہل سنت و جماعت سلف وخلف میں شانِ پنجتن پاک میں شائع ومعروف ہیں خارجی ان احادیث مبارکہ کے ماخذ و مراجع پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ ان مراجع کے مستند ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مثلاً ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضور مولائے کائنات، شہنشاہ ولایت، مظہر العجائب والغرائب سیدنا شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلاموں کو جنت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے اور اس لحاظ سے آپ کا فرمان "انا قسیم النار" احادیث میں ثابت وموجود ہے اور سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں یہ فرمان نبوی ﷺ وارد ہوا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کے محبین کو آگ سے محفوظ فرما دیا ہے" اندھے کو کیا نظر آئے مستند مصادر و مراجع حدیث میں یہ احادیث موجود ہیں ملاحظہ ہوں:۔

(1) حضرت امام علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں

"اصحاب صحاح اور ائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب

آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور یہ کہ امت کا بد بخت ترین فرد ان کے سر مبارک کے خون سے انکی ریش مطہر کو رنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں، اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے (قاضی عیاض مالکی : الشفا فاروقی کتب خانہ، ملتان، جلد ا صفحہ ۲۲۳) نواب صدیق حسن خان بھوپالوی کہتے ہیں " قاضی عیاض اپنے دور میں حدیث اور علوم حدیث کے امام تھے حدیث کی طرف ان کی توجہ بہت تھی حدیث کے جمع کرنے اور ضبط کا اہتمام کرتے تھے وہ علم وفہم اور ذکاوت وفطانت میں صاحب یقین تھے (نواب صدیق حسن خاں، ابجد العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۴۸) شافعیہ کے عظیم ترین عالم حضرت علامہ نووی مسلم شریف کی شرح میں اکثر و بیشتر علامہ قاضی عیاض کے حوالے بطور استشہاد نقل کرتے ہیں۔

(2) شفاء شریف کی شرح نسیم الریاض میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ " ابن اثیر نے نہایہ میں بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں انا قسیم النار (نسیم الریاض مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ، جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

علامہ شہاب الدین خفاجی آگے مزید فرماتے ہیں:

" ابن اثیر ثقہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے وہ رائے سے نہیں کہا جا سکتا لہٰذا یہ حکماً حدیث مرفوع ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کا دخل نہیں ہے " (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۶۳) امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں " انا قسیم النار " حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ارشاد ہے حضرت شاذان فضلی نے " جزء رد الشمس " میں اسے روایت کیا ہے (الامن والعلیٰ مطبع کامیاب دار التبلیغ، لاہور صفحہ ۵۹)

(3) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ " مرفوعاً وارد ہے (یعنی یہ نبی اکرم ﷺ کا

فرمان ہے) کہ حضرت فاطمہ کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوران کی متبع اولاد کو قیامت کے دن آگ سے محفوظ کر دیا ہے یہ روایت حافظ الحدیث ابن عساکر دمشقی نے بیان کی، امام نسائی حدیث مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوران کے محبین کو آگ سے محفوظ کر دیا ہے (علی بن سلطان محمد القاری، شرح فقہ اکبر مصطفیٰ البابی، مصر صفحہ ۱۱)

**اہلسنّت کے نزدیک حضرت علی شہنشاہ ولایت ہیں اور آپ کا گھرانہ مرکزِ ولایت، آپکی نسلِ پاک ائمہِ ولایت اور اولیاء گر ہے**

الحمد للہ! ہم اہلسنّت، اہل جنت ہیں اس لئے کہ جنت کے مطلق مالک اللہ کے محبوب ﷺ ہیں جو ہم کلمہ گو، سرکار کے نام لیووں اور غلاموں کیلئے ''حریص'' اور ''رؤوف و رحیم'' اور شفیع معظم ﷺ ہیں جناب حضور پرُ نور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے جدھر اشارے ہوں گے ادھر جنت بھی نثار ہوتی جائیگی ''محبت پنجتن پاک'' جنت کا پروانہ ہے حضرت علی اپنے چاہنے والوں کو جنت میں داخل کریں گے اس کا مصداق میرے حضور پرُنور حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے مکتوبات شریف میں اس شعر کا بار بار محبت وفخر سے درج کرنا ہے۔

نوشتہ بردرِ جنت بخطِ سبز و جلی　　شفیعِ روزِ قیامت محمد است و علی

خارجیو! خدا کی قسم! یہ وہی جنت ہے جہاں سب جنتی نوجوانوں کے سردار سیدنا کریمین طیبین طاہرین حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے۔ چادر زہرا کی قسم! میرے نبی کا فرمان سچا ہے سب محبین فاطمہ اور آپ

کی متبع اولاد پاک کل جنت میں ہوں گے اور الحمد للہ ! جو جو بھی جنت میں ہوگا اس کا خاتمہ بالایمان اور ان نشانیوں کے مطابق ہوگا جو قرآن مجید میں بیان ہوئیں ہمارے سردار حضور مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفتر اول مکتوب شریف ۴۸ میں تصریح کی ہے

''دخول جنت و تجنب از نار وابستہ باتیان شریعت است ۔ انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوتکردہ اند و مدار نجات برآں ماندہ و مقصود از بعثت ایں اکابر تبلیغ شرائع است پس بزرگترین خیرات سعی در ترویج شریعت است دریں فعل اقتدا بانبیاء است کہ بزرگترین مخلوقات اند علیہم الصلوات والتسلیمات''

(دفتر اول مکتوب شریف ۴۸) ترجمہ: جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے انبیاء صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہم کہ جو کائنات میں سب سے افضل ہیں شریعت کی طرف ہی بلاتے رہے اور نجات کا انحصار بھی اسی پر ہے اور انبیاء کی آمد کا مقصد ہی اپنی اپنی شریعتوں کی تبلیغ تھا لہٰذا بزرگترین نیکی شریعت کو رواج دینا ہے اور شریعت کے احکام کو زندہ کرنے کی کوشش کرنا ہے یہ کام کرنا انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی اقتدا کرنا ہے جو کہ تمام مخلوقات میں سے بزرگترین ہستیاں ہیں (دفتر اول مکتوب شریف صفحہ ۴۸)

حضرت علی کی شہنشاہ ولایت ہونے، آپ کے گھرانہ کے مرکز ولایت ہونے، آپ کی نسل پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہونے پر تمام اہلسنّت متفق ہیں حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک ولایت کا حقیقی تصور کیا ہے؟

**ولایت کا صحیح تصور:۔** ہم اہلسنّت و جماعت کے نزدیک حضرت علی شہنشاہ ولایت ہیں آپ کی نسل پاک ائمہ ولایت اور اولیاء گر ہے اور ولایت کی نشانی ولزوم کمال اتباع شریعت ہے جو قرآن وسنت وتعاملِ صحابہ پاک سے ماخوذ ہے۔شریعت کی مخالفت میں بھنگ پینا، کڑے پہننا، کالا لباس پہننا یا خلافِ شریعت رسوم ورواج و دشمنان صحابہ کی مجالس میں گھل مل جانا یا فرضی نماز ترک کردینا اور فرضی نماز پر خودساختہ اذکار و چلہ کشی کو ترجیح دینا کسی پاگل و جاہل اور شیطان کے نزدیک ہی ولایت ہوسکتی ہے۔ اہلسنّت و جماعت کے نزدیک جس روحانی فیض اور ولایت کے شہنشاہ حضرت مولا علی ہیں اس میں معاذ اللہ! ان خبیث افعال پر مبنی ولایت کا کوئی تصور نہیں بلکہ نبی کے گھر والوں اور نبی کے در والوں کی غلامی اور کمال اتباع شریعت کی شرط اہلسنّت و جماعت کے ہاں ولایت کیلئے ضروری ہے ہم حضور سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف اور فرامین کی روشنی میں تصور ولایت واضح کرتے ہیں۔ یہ اس ہستی کے فرمان ہیں کہ جو طریقت و شریعت کے جامع ہیں اور رہے کمال کہ جن کا پیر انکے متعلق یہ کہتا ہو۔''غوث الابرار خواجہ حضرت باقی باللہ فرماتے ہیں (کیا شان ہے اس مرید کی جس کے پیر کامل اسکے بارے میں ایسا فرمائیں) ''حضرت شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں اور کامل ترین اولیائے متقدین میں بھی ان جیسے خال خال ہی گزرے ہوں گے (زبدۃ المقامات از خواجہ کشمی)

(1) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں ''حضور خیر البشر ﷺ کی صحبت مبارکہ کی فضیلت تمام فضائل وکمالات سے بالاتر

ہے ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جس نے بزرگان اہل سنت کی مخالفت کی اور ان سے الگ ہو گیا ان کے اصول سے منہ پھیرا اور ان کے گروہ سے نکل گیا پس وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا پس رویت اور شفاعت کا منکر ہوا اور فضیلت صحبت اور صحابہ کی بزرگی اس سے مخفی رہی اور اہل بیت رسول کی محبت اور اولاد بتول کی مودت سے محروم رہا (رضی اللہ عنہم) اور وہ اس بڑی نیکی سے رک گیا جو اہل سنت و جماعت نے حاصل کی (بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت وقیومت صفحہ ۴۱)

(2) ''طریقت وشریعت عین یک دگراند

ترجمہ: ''طریقت وشریعت بالکل دونوں ایک ہیں''

''ہر چہ مخالف شریعت است مردود است''

ترجمہ: جو کچھ بھی خلاف شریعت ہو سب مردود ہے

(دفتر اول مکتوب شریف صفحہ ۴۳)

(3) فرمایا ''صوفیہ خام یعنی ناپختہ صوفی ذکر وفکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلے اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت چھوڑ دیتے ہیں ان کیلئے یہ ایک ہی جملہ کافی ہے۔

''نمی دانند کہ یک فرض بجماعت از ہزاراں اربعین ایشاں بہتر است'' ترجمہ: انہیں معلوم نہیں کہ ایک فرض با جماعت ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے'' پھر فرمایا ''آرے ذکر وفکر بامراعات آداب شرعیہ بہتر ومہم تر است''

ترجمہ: ہاں آداب شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر ذکر وفکر میں مشغول ہونا بہت ہی اچھا اور اہم ہے

(دفتر اول مکتوب شریف نمبر ۲۶۰)

CamScanner

(4) فرمایا'' دو باتوں کی ضرورت ہے اللہ کے سوا کسی سے تعلق نہ رہے اور ان اعمال کو بروئے کار لایا جائے جن کا تعلق بدن سے ہے اور شریعت نے جن کا حکم دیا ہے جو شخص بدنی اعمال کے بغیر قلب کی سلامتی کا دعوٰی کرے غلط ہے۔ جس طرح دنیوی زندگی میں جسم کے بغیر روح نہیں ہوتی بلکہ اسکا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اسی طرح قلبی احوال کا ظہور بدنی اعمال کے بغیر محال ہے (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۹)

(5) آج کل مافوق الفطرت چیزیں جس سے صادر ہو جائیں لوگ اسے ولی سمجھنے لگتے ہیں یہ بالکل غلط ہے اگر ولی اللہ کے ہاتھ پر اتباعِ شریعت میں ایسی چیزیں صادر ہوں تو وراثت نبوت کے طور پر معجزہ کا پرتو ہے جسے کرامت کہتے ہیں۔ کسی خلافِ شریعت بندے سے ایسے امور صادر ہوں تو شیطانی تصرف اور استدراج ہے جس کا ہرگز ولایت سے کوئی تعلق نہیں، آج کل بعض مفکر، فلاسفر اور ڈاکٹر لوگ فلسفیانہ گفتگو اور عقلی دلائل کا ایسا تانا بانا تیار کرتے ہیں کہ جدید دور کے مغربیت زدہ لوگ انہیں ہی مولا علی کے فیض کا حقیقی وارث اور ولی تصور کرنے لگتے ہیں۔ عالمِ امر کہاں اور عقل محض کہاں؟ ولایت و کامل اتباع نبوی و بلا خوف لوم ولائم شریعت نبوی کو جاری کرنا تو محض عشقِ سراپا کیف و جذب کے ہی کمالات ہو سکتے ہیں اس بارے حضور مجدد پاک کے ارشاد ملاحظہ ہوں۔

(1) عقل جہاں معذور ہے وہاں سے مقامِ عشق کی ابتدا ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں ''عقل اگرچہ یہ مناسبت اور اتصال پیدا کرے لیکن یہ تعلق جو اس کا مادی صورت کے ساتھ ہے بالکل دور نہیں ہوتا اور اسکو پورا پورا تجرد حاصل نہیں ہوتا پس وہم اس کا دامنگیر رہتا ہے اور متخیلہ ہرگز اس کا خیال نہیں چھوڑتی قوت غضبی اسکی دوست اور حرص و شر کی

رزیل صفات اس کی ہمت میں رہتی ہیں سہو ونسیان جو نوع انسان کا لازمہ ہے اس سے دور نہیں ہوتا خطا و غلطی جو اس جہان کا خاصہ ہے اس سے جدا نہیں ہوتا پس عقل اعتماد کے لائق نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ بعثت کے بغیر تصفیہ اور تزکیہ کی حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی" (دفتر اول ، صفحہ ۲۶۶)

(2) "وہ فلسفی جس نے اپنی چشم بصیرت میں حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اتباع کا سرمہ نہیں ڈالا وہ علم امر کی حقیقت سے اندھا ہے چہ جائیکہ اس کو خدا تعالیٰ کی شان کا شعور ہو" (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۴) چند سطر بعد اسی مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں "عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کامل پیروکاروں کا ہی مقدر ہے (دفتر اول مکتوب نمبر ۳۴)

قارئین محترم! اہل سنت کے نزدیک حقیقت ولایت ان درج بالا مکتوبات شریف سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اب حضور مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہنشاہ ولایت ہونے، آپ کے گھرانہ کے مرکزِ ولایت ہونے اور آپ کی نسل پاک کے ائمہ ولایت و اولیاء گر ہونے سے متعلق حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ الحمد للہ! اہل بیت پاک کی یہ شان بیان کرنا صرف اور صرف اہلسنّت و جماعت کا ہی حصہ ہے۔

☆ (1) امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں "غوث اکبر و غوثِ ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے (اس سلطنت میں وزیر دست

چپ وزیر دست راست سے اعلیٰ ہوتا ہے ) اور فاروق اعظم وزیر راست، پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو غوثیت عطا ہوئی اور امامین محرمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے پھر امام حسن سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب مستقل غوث ہوئے امام حسن عسکری کے بعد حضرت غوث اعظم تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ مستقل غوث ہوئے حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے ( محمد مصطفیٰ رضا خاں ، ملفوظات مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱۵ ) امام احمد رضا نے امت میں سے سب سے پہلا غوث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے اور آخر میں سیدنا غوث اعظم کا ذکر کیا ہے درمیان میں شہنشاہ ولایت اور ان کی نسل پاک نسل در نسل ہدایت وولایت کے مرکز ہیں۔ یہ واضح رہے کہ اس چیز پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی تو کجا، کل امت کے غوث وابدال واولیاء کا مقام مل کر بھی کسی ایک صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

☆(2) علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں

”مشائخ نے علم سر اور تصفیہ باطن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استناد کیا ہے کیونکہ اس علم کا سرچشمہ اہل بیت کرام ہیں“ (شرح مقاصد مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور

جلد۲صفحہ۳۰۰)

☆(3) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سوال کیا گیا: ''جناب فخر المحد ثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب قدس سرہ درتفہیمات الٰہیہ وغیرہ، صفات اربعہ کہ عصمت وحکمت و وجاہت وقطبیت باطنہ است برائے حضرات ائمہ اثناءعشر علیہم السلام ثابت کردہ اند(فتاویٰ عزیزی فارسی مطبع مجتبائی دہلی جلد اصفحہ ۱۲۷)

ترجمہ:۔ ''فخر المحد ثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب قدس سرہ نے تفہیمات الٰہیہ وغیرہ میں عصمت، حکمت، وجاہت اور قطبیت چار صفتیں بارہ اماموں کے لئے ثابت کی ہیں کیا یہ عقیدہ خلفائے ثلاثہ کی افضلیت کے خلاف نہیں ہے''؟ اس کے جواب میں سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ''قطبیت باطنیہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو مخصوص فرما دیتا ہے کہ فیض الٰہی اوّلاً و بالذات ان پر نازل ہوتا ہے پھر ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہے اگرچہ بہ ظاہر کوئی ان سے کسب فیض نہ کرے جیسے سورج کی شعاعیں روشن دان کے ذریعے کسی گھر میں پہنچیں تو اوّلاً وہ روشندان روشن ہوگا اور اسکے واسطہ سے گھر کی تمام چیزیں روشن ہوں گی اس کو قطب ارشاد بھی کہتے ہیں برخلاف قطب مدار کے خلاصہ یہ کہ از روئے تحقیق ان چار صفات کا (بارہ اماموں کیلئے) ثابت کرنا نہ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور نہ شیخین کی افضلیت کے خلاف ہے جس پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے (تصنیف عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی فارسی، (مجتبائی دہلی) جلد اصفحہ ۱۲۹)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک بارہ امام نہ صرف روحانی پیشوا ہیں بلکہ عصمت حکمت

،وجاہت اور قطبیت باطنیہ چاروں صفات کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیض اوّلاً ان پر نازل ہوتا ہے اور ان کے واسطے سے دوسروں تک پہنچتا ہے۔

☆ (4) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا یہ ارشاد بھی توجہ طلب ہے ومعنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند و یکے مر دیگرے را وصی آل می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد و منبعیت فیض ولایت بود ولہٰذا الزام ایں امر کانہ خلاق از ائمہ اطہار مروی نشده بلکہ یارانِ چیده و مصاحبانِ برگزیده خود را بآں فیض خاص مشرف می ساختند و ہر یکے را بقدر استعداد او بایں دولت می نواختند (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۲۱۴)

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں جو امامت باقی رہی اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا جانشین بناتا رہا وہ یہی قطبیت ارشاد اور فیض ولایت کا منبع ہونا تھا اس لئے ائمہ اطہار میں سے کسی سے مروی نہیں کہ انہوں نے امامت کا تسلیم کرنا تمام انسانوں پر لازم قرار دیا ہو بلکہ اپنے چیدہ چیدہ دوستوں اور منتخب مصاحبوں کو اس فیض خاص سے مشرف فرماتے تھے اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق اس دولت سے نوازتے تھے" (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۴)

☆ (5) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا ایک اور فرمان ملاحظہ ہو جو چشم بصیرت کیلئے سرمہ ثابت ہوگا آپ فرماتے ہیں "نیز پچھلے امام مثل حضرت سجاد و باقر و صادق و کاظم و رضا تمام اہل سنت کے مقتدا اور پیشوا ہوئے ہیں کہ اہل سنت کے علماء مثلاً امام زہری ،امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے ان حضرات کی شاگردی اختیار کی ہے اور اس وقت کے صوفیاء مثلاً حضرت معروف کرخی وغیرہ نے ان حضرات سے کسبِ فیض کیا اور مشائخ طریقت نے ان حضرات کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب قرار دیا ہے اور اہل سنت کے

محدثین نے ان بزرگوں سے ہر فن خصوصاً تفسیر وسلوک میں احادیث کے دفتروں کے دفتر روایت کیے ہیں (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۲۳۳) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عصمت کے وہ معنی مراد نہیں لیتے جو شیعہ مراد لیتے ہیں بلکہ آپ کے نزدیک عصمت کے یہ معنی ہیں آپ فرماتے ہیں ''عصمت کے دو معنی ہیں (1) گناہ پر قادر ہونے کے باوجود اس کا صدور محال ہو اور یہ معنی باجماع اہل سنت، حضرات انبیاء اور ملائکہ علویہ کے ساتھ مخصوص ہیں (2) گناہ کا صادر ہونا جائز ہے اس پر کوئی محال لازم نہیں آتا لیکن اس کے باوجود صادر نہ ہو اور اس معنی کو صوفیہ محفوظیت کہتے ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے صوفیہ کے کلام میں اپنے لئے عصمت کی دعا واقع ہے'' (فتاویٰ عزیزی فارسی جلد ا صفحہ ۱۲۸)

☆(6) حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ دہلوی فرماتے ہیں ''راہ ولایت کے کھلنے کا واسطہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا وجود باجود ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس توسط میں شریک ہیں اس کے بعد بارہ میں سے باقی امام پاک اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ولایت کی امانت کا بوجھ اٹھانے والے ہیں (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۳۳۴)

☆(7) محبت اہل بیت پاک و پنجتن پاک میں اہل جنت اہل سنت و جماعت کا ہر فرد سر سے لیکر پاؤں تک ڈوبا ہوا ہے اس کا مصداق میرے حضور پرُنور حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے مکتوبات شریف میں اس شعر کا بار بار محبت وفخر سے درج کرنا ہے

نوشتہ بردرِ جنت بخطِ سبز وجلی　　　　شفیعِ روزِ قیامت محمد است وعلی

حضور مجدد پاک قدس سرہ کے برعکس نجدی وہابی دیوبندی یہ عقیدہ رکھتے ہیں ''جس کا

نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' (تقویۃ الایمان) جبکہ حضور مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جنت کے ہر دروازے پر سبز رنگ سے جلی حروف میں یہ تحریر ہے کہ ''محمد و علی'' روز قیامت اللہ کی طرف سے مختار ہوں گے انہیں اللہ کی طرف سے اختیار دیا جائیگا اور وہ گناہگاروں کی شفاعت کرائیں گے

☆(8) حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا کے وسیلہ سے جو دعا مشہور ہے وہ نادعلی ہے

امام احمد رضا بریلوی نے یہ دعا ایک ایسی کتاب سے نقل کی ہے جس کی اجازتیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اساتذۂ حدیث سے لیتے تھے اور اپنے شاگردوں کو دیتے رہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں ''طرفہ تر سنئے شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور ان کے بارہ اساتذہ علم حدیث و مشائخ طریقت جن میں مولانا طاہر مدنی اور ان کے والد و استاذ اور پیر مولانا ابراہیم کردی اور ان کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری و خاص ''دعائے سیفی'' کی اجازتیں ان حضرات سے لیتے اور اپنے مریدین و معتقدین کو اجازت دیتے۔

☆(9) نبی اکرم ﷺ کی آل پاک، بارگاہ الٰہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں امید ہے کہ قیامت کے دن ان کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا (الصواعق الحرقہ صفحہ ۱۸۰) یہ حضرت سیدنا امام شافعی کے ایک شعر کا ترجمہ ہے -

# امام اہلسنّت حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے خارجیوں کے وارد کردہ شانِ اہل بیت پاک میں اعتراضات کا دندان شکن جواب

امام اہلسنّت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے آخری جو یادگار تصنیف چھوڑی ہے وہ دورِ حاضر کے ایک ''مبغض اہل بیت'' جعفر شاہ پھلواری کے درود تاج شریف پر اعتراضات کا جواب ہے پھلواری نے حسنین کریمین کے صحابی ہونے، حضرت علی فاتح خیبر ہونے اور مرحب کو قتل کرنے کے متعلق کچھ تاریخی رطب و یابس سے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ بغض آل نبی میں یہاں تک لکھ دیا کہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں لکھنا چاہیے۔ کون نہیں جانتا کہ بلا لحاظِ مسلک و مذہب ساری امت کے چھوٹے بڑے سب اس درود شریف پر متفق ہیں۔ میں آپ کے رسالہ درود تاج شریف سے متعلقہ حصے بلفظہٖ درج کرتا ہوں۔

## حسنین کریمین صحابی ہیں

پھلواروی صاحب ملا باقر مجلسی کا ایک بیان نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں ''اس روایت سے واضح طور پر دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ جناب حسن وفاتِ نبوی کے وقت چار سال کے لگ بھگ تھے اور جناب حسین ان سے بھی کوئی سال بھر چھوٹے تھے دوسرے یہ کہ سیدنا علی کا شریک غزوہ خیبر ہونا صحیح نہیں'' انتہی کلامہ میں عرض کروں گا کہ

ملا باقر مجلسی کا بیان یا اس کی منقولہ روایت ہمارے نزدیک پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی یہاں اس کا نقل کرنا ہی بے سود اور بے محل ہے ہمارے علمائے محققین نے لکھا ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت نصف رمضان ۳ ھجری میں ہوئی حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "قال خليفة وغير واحد ولد للنصف من رمضان سنة ۳" یعنی خلیفہ اور ان کے علاوہ کئی علماء نے کہا کہ حضرت حسن نصف رمضان ۳ ھجری میں پیدا ہوئے اس سے پہلے ابن حجر اسی مقام پر فرما چکے ہیں روی عن جده رسول الله ﷺ یعنی حضرت سیدنا امام حسن نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے روایت کی (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ طبع بیروت) امام ابن جوزی نے تقریباً دس احادیث کے رواۃ میں ان کا نام لکھا (تلقیح فہوم الاثر صفحہ ۱۸۷ طبع دہلی) اور حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں فرمایا: "قال الزبير بن بكار ولد لخمس ليال خلون من شعبان سنة اربع" یعنی زبیر بن بکار نے کہا کہ حضرت سیدنا امام حسین چھ شعبان ۴ ھجری کو پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ طبع بیروت) اور امام ابن جوزی نے انہیں تقریباً سات احادیث کے رواۃ میں شمار کیا (تلقیح صفحہ ۱۸۸) ثابت ہوا کہ پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ "جناب حضرت سیدنا امام حسن وفات نبوی کے وقت چار سال کے لگ بھگ تھے اور حضرت سیدنا امام حسین ان سے بھی کوئی سال بھر چھوٹے تھے" قطعاً غلط اور دروغ بے فروغ ہے حقیقت یہ ہے ک وفات نبوی ﷺ کے وقت حضرت سیدنا امام حسن کی عمر شریف تقریباً ساڑھے سات سال اور حضرت سیدنا امام حسین کی عمر مبارک تقریباً ساڑھے چھ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے ان کا احادیث روایت کرنا

بھی اسی کا مؤید ہے۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرما لیا کہ پھلواروی صاحب نے کس دلیری کے ساتھ حق کو چھپایا اور حسنین کریمین کی عظمت وفضیلت گھٹانے کی کیسی مذموم جسارت کی۔

## حضرت علی اور غزوہ خیبر

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بھی ان کا یہ گھناؤنا نظریہ ناظرین کرام کے سامنے آ گیا کہ ''سیدنا علی کا شریک غزوۂ خیبر ہونا صحیح نہیں'' العیاذ باللہ آج تک دنیا کے کسی مورخ نے غزوہ خیبر میں حضرت علی کی شرکت کی نفی نہیں کی تمام کتب سیرت و تاریخ اور احادیث صحیحہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غزوۂ خیبر میں شریک ہونا بلکہ فاتح خیبر ہونا منقول اور مروی ہے صحیحین کی متفق علیہ حدیث ہے۔ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ وَ كَانَ بِهِ رمد فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

ترجمہ:۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے انہیں آشوب چشم کی تکلیف تھی حضرت علی نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ

جاؤں؟ چنانچہ حضرت علی مدینہ سے چل کر خیبر پہنچے اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کل یہ جھنڈا میں اسے دوں گا یا مجھ سے یہ جھنڈا وہ لے گا جو اللہ اور رسول کا محبوب ہے یا (فرمایا) اللہ اور رسول اس کے محبوب ہیں یہ جنگ اللہ تعالیٰ اسی پر فتح فرما دے گا اچانک ہم نے حضرت علی کو دیکھا اور ہمیں ان کی کوئی امید نہ تھی صحابہ نے عرض کیا حضور! یہ حضرت علی ہیں رسول اللہ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علی کو عطا فرما دیا اللہ تعالیٰ نے ان پر خیبر فتح فرمایا"۔

(صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۵، صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۲۷۹ طبع اصح المطابع کراچی)

شاید ناظرین کرام میں سے کسی کو یہ شبہ لاحق ہو کہ پھلواروی صاحب نے ملا باقر مجلسی اور روافض پر الزام قائم کرنے کیلئے ایسا لکھا ہے تو میں عرض کروں گا کہ الزام، مخاطب پر قائم کیا جاتا ہے پھلواروی صاحب کے مخاطب، روافض اور ملا باقر مجلسی نہیں پھر ان پر الزام قائم کرنے کا کیا معنے؟ درود تاج، دلائل الخیرات اور حزب البحر وغیرہ جن اوراد و وظائف پر پھلواروی صاحب نے اعتراضات کئے وہ بزرگان اہل سنت کے معمولات ہیں اس لئے پھلواروی کے مخاطب روافض اور ملا باقر مجلسی نہیں بلکہ ہم غریبین ہیں لہٰذا روافض یا ملا باقر مجلسی پر الزام قائم کرنے کا شبہ درست نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس موقع پر اظہار حق ضروری تھا جو انہوں نے نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہی ان کے نزدیک حق ہے جو اہل حق کے نزدیک سراسر باطل اور نا قابل قبول ہے۔

پھلواروی صاحب کی یہ ساری کاوش اس غرض سے ہے کہ فضائل اہل بیت کے انکار

اوران کے خلاف اپنے دل کا غبار نکالنے کیلئے کہیں سے انہیں کوئی سہارا مل جائے۔نہ معلوم کس قدر تگ ودو اور کدوکاوش کے بعد ملا باقر مجلسی کی یہ روایت ان کے ہاتھ آئی جس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین کے خلاف یہ دو باتیں ثابت کرنے کا بزعم خویش انہیں موقع میسر آیا جو اہلِ سنت کے لئے قابل قبول تو درکنار لائق التفات بھی نہیں۔

## مرحب یہودی کے قاتل حضرت علی ہیں

دنیا جانتی ہے کہ یہودِ خیبر کے سب سے بڑے سردار مرحب کے قاتل حضرت علی المرتضیٰ ہیں پھلواروی صاحب اس کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مزید براں طبری متوفی ۳۱۰ھ کے بیان کے مطابق مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں اور صحیح بھی یہی ہے کیونکہ ان کے بھائی محمود بن مسلمہ کو مرحب نے قتل کیا تھا لہٰذا محمد بن مسلمہ کی خواہش پر حضور ﷺ نے انہی کو مرحب کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا اور انہی نے اسے قتل کیا مرحب کے قتل کا کوئی تعلق سیدنا علی سے نہیں یہ چوتھی صدی ہجری کا اختراع ہے'' یہ اعتراض نقل کرنے کے بعد حضرت علامہ کاظمی نے دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں کہ مرحب کے قاتل حقیقی صرف حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ملاحظہ فرمائیں آپ لکھتے ہیں:۔

''میں عرض کروں گا علم حدیث اور سیرت کی روشنی میں حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں دیکھیے امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ نے ''صحیح مسلم'' میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث روایت کی جس کا آخری حصہ حسب ذیل الفاظ میں ہے:۔

وخرج مرحب فقال :

قد علمت خيبر انی مرحب　　　　شاکی السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تلهب

فقال علی :

انا الذی سمتی امی حیدره　　　　کلیث غابات کرید المنظره

اوفیهم بالصاع کیل اسدره

قال فضرب رأس مرحب فقتله ثم کان الفتح علی یدیه (صحیح مسلم شریف جلد۳ صفحہ۱۴۴۱ طبع بیروت) یہودیوں کا سب سے بڑا سردار مرحب رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا میدان جنگ میں نکلا ''خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں نہایت مضبوط ہتھیار بند، آزمودہ بہادر پہلوان، جب بھڑکتی ہوئی لڑائیاں سامنے آئیں''۔ حضرت علی نے اس کے مدمقابل ہوکر فرمایا: ''میں وہ علی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا، بیابانوں کے خوفناک شیروں کی طرح، میں دشمنوں کو بڑی تیزی اور فراخی کے ساتھ قتل کرتا ہوں سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے مرحب کے سر پر کاری ضرب لگائی اور اسے قتل کردیا پھر خیبر حضرت علی کے ہاتھ پر فتح ہوگیا'' (صحیح مسلم جلد۳ صفحہ۱۴۴۱)۔

علامہ ابن کثیر نے فرمایا اس حدیث کو مسلم اور بیہقی نے روایت کیا بیہقی کے الفاظ حسب ذیل ہیں ''قال فضرب مرحب ففلق رأسه فقتله وکان الفتح'' سلمہ بن اکوع نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب کو ضرب کاری لگائی اس کا سر پھاڑ کر اسے قتل کردیا اور خیبر کی جنگ فتح ہوگئی (البدایہ والنہایہ جزء چہارم صفحہ۱۸۸ طبع

مصر) یہی الفاظ مستدرک میں بھی ہیں (المستدرک للحاکم جلد۳ صفحہ ۳۹ طبع مصر) اسی طرح طبقات محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ میں ہے (طبقات جلد۲ صفحہ ۱۱۲ طبع بیروت)

ابن کثیر نے بیہقی کی ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں:۔ فبدره علی بضربة الحجر والمغفرورا سه ووقع فی الاضراس واخذ المدینة ''حضرت علی نے مرحب کو ضرب لگانے میں جلدی کی اور تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کے پتھر اور لوہے کے خود کو کاٹ کے رکھ دیا تلوار اس کے سر میں پیوست کردی جو اس کی ڈاڑھوں تک پہنچ گئی اور خیبر کے شہر کو فتح کرلیا (البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ ۱۸۷) نیز علامہ ابن کثیر نے امام احمد کی بھی ایک روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں: عن علی (رضی اللہ عنہ) قال لماقلت مرحب جئت برأسه الی رسول الله ﷺ۔ یعنی امام احمد متوفی ۲۴۱ھ نے فرمایا: حضرت علی سے مروی ہے جب میں نے مرحب کو قتل کردیا تو اس کا سر لے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا (البدایہ والنہایہ جلد۴ صفحہ ۱۸۸)

طبری میں ہے ''فاختلف هو وعلی ضربتین فضربه علی علی هامه حتی عض السیف منها باضراسه وسمع اهل العکر صوت ضربته فماتنا ء م آخر الناس مع علی علیه السلام حتی فتح الله له ولهم '' مرحب اور حضرت علی نے آپس میں ایک دوسرے پر دو ضربوں کے وار کئے۔ پھر حضرت علی نے اس کی کھوپڑی میں تلوار ماری حتی کہ حضرت علی کی تلوار خاراشگاف نے کھوپڑی سے لیکر اس کی ڈاڑھوں تک مرحب کو چیر کر رکھ دیا لشکر والوں نے حضرت علی کی اس ضرب کی آواز سنی۔ پچھلے لوگ ابھی حضرت علی پر پہنچنے نہ پائے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت علی اور تمام مسلمانوں کیلئے خیبر کو فتح فرما دیا (طبری جلد ۲ جزء ۳ صفحہ ۹۳ طبع بیروت)

اور یہی طبری متوفی ۳۱۰ھ اس کے ساتھ ایک اور روایت لائے ہیں:۔ "فبدره علی بضربة فقد الحجر والمغفر وراء سه حتی وقع فی الاضراس واخذ المدينة" مرحب کو ضرب لگانے میں حضرت علی نے جلدی کی تو پتھر اور لوہے کے خود اور اس کے سر کو کاٹ دیا یہاں تک کہ وہ تلوار مرحب کی ڈاڑھوں تک پہنچ گئی حضرت علی نے اسی وقت خیبر کا شہر فتح کر لیا (طبری جلد ۲ جزء ۳ صفحہ ۹۴ طبع بیروت)

## پھلواری کی غلط بیانی اور علمی خیانت کی انتہا

حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔ "پھلواروی صاحب کی یہ کتنی بڑی علمی خیانت ہے کہ انہوں نے طبری کی ان دونوں روایتوں کو چھوڑ دیا اور محمد بن مسلمہ کے بارے میں جو ایک روایت طبری نے لکھی اسی کو طبری کا بیان قرار دے دیا اور سارا زور قلم اسی پر لگا دیا کہ "مرحب کے قاتل صرف حضرت محمد بن مسلمہ ہیں۔ مرحب کے قتل کا کوئی تعلق حضرت سیدنا علی سے نہیں یہ چوتھی صدی ہجری کی اختراع ہے" حالانکہ وہی امام طبری متوفی ۳۱۰ھ ہیں جن کا سہارا پھلواری صاحب نے لیا وہی حضرت علی کو مرحب کا قاتل ظاہر کرنے کی دو روایتیں اپنی کتاب میں درج فرما رہے ہیں۔

پھر انہوں نے صحیح مسلم کو بھی نظر انداز کر دیا جس کے مولف کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی اور انہوں نے حضرت علی کے مرحب کو قتل کرنے کا واقعہ اپنی "صحیح" میں روایت کیا جسے پھلواروی صاحب چوتھی صدی ہجری کی اختراع قرار دے رہے ہیں۔ فیاللعجب

پھلواروی صاحب کا یہ کہنا کہ ”طبری کے بیان کے مطابق مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں اور یہ صحیح بھی ہے“ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے طبری کا کوئی ایسا بیان موجود نہیں اگر طبری کی ایک روایت کو وہ ان کا بیان سمجھتے ہیں تو اس کے خلاف دو روایتوں کو طبری کا ڈبل اور مکرر بیان سمجھنا چاہیے جن کے مطابق حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں میں عرض کروں گا صحیح بھی یہی ہے پھلواروی صاحب نے اپنے دعوی کی صحت کی جو دلیل لکھی ہے وہ قطعاً غلط ہے وہ فرماتے ہیں کہ ”کیونکہ ان کے بھائی محمود بن مسلمہ کو مرحب نے قتل کیا تھا لہٰذا محمد بن مسلمہ کی خواہش پر حضور نے انہی کو مرحب کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا“

محض مرحب تو محمود بن مسلمہ کا قاتل نہیں ان کو قتل کرنے والی پوری جماعت ہے جنہوں نے اپنے ایک قلعہ کی دیوار سے حضرت محمود بن مسلمہ پر چکی کا ایک بھاری پتھر گرایا اور وہ اس سے قتل ہو گئے (طبری جزء ۳ صفحہ ۹۲، البدایہ والنہایہ جلد ۲ جز ۴ صفحہ ۱۹۲) اسی لئے کسی نے بھی مرحب کو ان کا قاتل نہیں لکھا بلکہ روایات میں ”قتلوا“ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جو جمع کا صیغہ ہے یعنی یہود کی ایک جماعت نے حضرت محمود بن مسلمہ کو قتل کیا (البدایہ والنہایہ جلد ۲ جز ۴ صفحہ ۱۸۹، طبری جلد ۲ جز ۳ صفحہ ۹۲)

غزوۂ خیبر کے قصہ میں خیبر کے یہودی کنانہ کے متعلق طبری کی ایک روایت ہے:۔ ”ثم دفعه رسول الله الی محمد بن مسلمة فضرب عنقه باخیه محمود بن مسلمة“ رسول اللہ ﷺ نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حوالے فرما دیا جسے انہوں نے اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں قتل کر دیا (طبری جلد ۲ جز ۳ صفحہ ۹۵ طبع بیروت)

طبری کی اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ محمود بن مسلمہ کا قاتل کنانہ تھا جس سے واضح ہوگیا کہ مرحب کو محمود بن مسلمہ کا قاتل قرار دینا صحیح نہیں ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ یہود کی جس جماعت نے محمود بن مسلمہ پر قلعے کی دیوار سے پتھر گرایا جس سے وہ قتل ہو گئے مرحب بھی اس میں شامل ہو اور اس طرح وہ دونوں بھی محمود بن مسلمہ کے قاتل قرار پائیں کیونکہ کسی کے قتل میں جتنے آدمی شامل ہوں گے وہ سب اس کے قاتل قرار پائیں گے لیکن ان میں سے محض کسی ایک کو قاتل قرار دینا درست نہ ہوگا۔

محمد بن مسلمہ کے مرحب کو قتل کرنے کی جس روایت کا سہارا پھلواروی صاحب نے لیا ہے وہ مرجوح ہے، جمہور محدثین اور علماء سیر کا قول یہی ہے کہ مرحب کے قاتل حضرت علی المرتضیٰ ہیں وہ اسی کو صحیح کہتے ہیں۔

محمد بن مسلمہ کے مرحب کے قاتل ہونے کا قول ضعیف ہے اسی لئے علماء نے اسے لفظ قیل کے ساتھ بصیغہ تمریض نقل کیا ہے علامہ ابن اثیر نے فرمایا "قیل انہ هو الذی قتل مرحب الیهودی والصحیح الذی علیه اکثر اهل السیر والحدیث ان علی بن ابی طالب قتل مرحب" (اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۱ طبع ایران)

"یعنی ایک (ضعیف) قول یہ ہے کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا اور صحیح یہی ہے کہ مرحب کے قاتل حضرت علی ہیں اکثر اہل سیر وحدیث اسی کے قائل ہیں"

حضرت علی کے مرحب کو قتل کرنے کی حدیث کی شرح میں علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اصح یہی ہے کہ حضرت علی ہی مرحب کے قاتل ہیں اور ایک (ضعیف) قول یہ ہے کہ مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الدرر میں محمد بن اسحٰق کا یہ قول نقل کیا کہ مرحب کے قاتل محمد بن مسلمہ ہیں اسے نقل کرنے کے

بعد ابن عبد البر نے فرمایا کہ محمد بن اسحٰق کے علاوہ دوسروں کا قول یہ ہے کہ مرحب کے قاتل حضرت علی المرتضٰی ہیں اور ہمارے نزدیک صحیح بھی یہی ہے پھر اپنی اسناد سے یہی بات انہوں نے سلمہ اور بریدہ سے روایت کی، علامہ نووی فرماتے ہیں: ابن اثیر کا قول ہے کہ جمہور علمائے حدیث اور علمائے سیرت اسی مسلک پر ہیں کہ مرحب کو حضرت علی نے قتل کیا"۔ (نووی شرح مسلم بھامش ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۲۷۳ طبع مصر)

# خارجیوں کا سب سے بڑا ھتھیار "حدیث قسطنطنیہ" اور اس کا مبنی برحق تجزیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

قارئین کرام:۔ میری اس تحریر "حدیث قسطنطنیہ اور یزید" کے ساتھ حضرت استاذی المکرّم جناب مولانا غلام حسین واصف کنجاہی ثم کیلانی مدفون درقدمین اعلیٰ حضرت پیر کیلانی غوثِ زمانہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا تحریر کردہ "سلام بحضور امام عالی مقام وشہیدان کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم" ہے یہ سلام اولیاء کاملین محبت وعقیدت سے سنتے ہیں بلکہ سننے سے پہلے سامعین کو اکثر باوضو ہونے کا حکم فرماتے ہیں درحقیقت واصف صاحب مرحوم فنافی الشیخ تھے اور نعتِ نبی ﷺ و منقبت صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم اور اپنے مرشد کامل کے ذکر مبارک سے ان کی زبان مبارک ہمیشہ تر رہتی تھی اور اشعار پڑھتے ہوئے ان کی مبارک آنکھوں سے آنسو

جاری ہو جاتے تھے جس کے سینے میں بھی نور ایمان ہے انشاء اللہ العزیز یہ سلام جب پڑھے گا تو بارگاہ اہل بیت پاک میں دل و جان سے حاضری کی کیفیات محسوس کرے گا عین ممکن ہے کہ آپ ورق پلٹتے جائیں اور قسمت بدلتی جائے اس کے ساتھ "حدیث قسطنطنیہ اور یزید لعین" پر ایک فکر انگیز تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہوں جو کہ "کردار یزید" مصنفہ: علامہ مولانا حافظ شفقات احمد کیلانی صاحب کی ہمارے دربار شریف سے چھپنے والی کتاب "کردار یزید" کی تلخیص ہے۔ جو بھی اسے نظر انصاف سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے گا لیکن جس کے دل میں کجی ہے اور وہ قیامت کے روز یزید لعین کے ساتھ ہی اٹھنا چاہتا ہے اس کی شقاوت و بدبختی کا شاید دنیا بھر میں کہیں علاج موجود نہ ہو اور ہمارا مقصد تو صرف تبلیغ دین ہے اور دعوت دینا ہے کہ یزید کے مقابلے پر اس ہستی کا ساتھ دو جو قیامت کے دن جنت کے جوانوں کا سردار ہوگا یہ ناچیز اس کاوش کو حضور غوث الاغیاث قطب الاقطاب، دین و دنیا میں میرے سہارا اعظیم المرتبت ہستی حضور قبلہ و کعبہ حضرت الحاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی مدظلہ فیوضہ العالی اور میرے علوم دینیہ میں اول و آخر استاد و شیخ طریقت بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین حضرت الحاج پیر سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری المعروف چن جی سرکار کے حضور بصد ادب نیاز پیش کرتا ہے جن کی نظر شفقت نے مجھے تصنیف و تالیف و درس و تدریس کے قابل بنایا آخر پر میں فخر سے کہوں گا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا　　　　تو نے خرید کر آقا مجھے انمول کر دیا

# حدیث قسطنطنیہ اور یزید

دین اسلام کیلئے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے جو اجتماعی شہادت میدان کربلا میں پیش کی تاریخ میں اس کی مثال نہ ملتی ہے اور نہ آئندہ ملے گی یہ تاریخ اسلام کا ایسا درخشاں باب ہے جس کی تنویر سے جذبۂ شہادت کا نور سینوں میں ہمیشہ موجزن رہے گا لیکن مخبر صادق امام الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ اقدس کے مطابق کچھ فتنے پیدا ہوتے رہیں گے جو قطعی اور اجتماعی مسائل اور پوری امت کے نزدیک طے شدہ چیزوں کے برعکس نت نئی اختراع کر کے دین وایمان میں خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

انہی فتنوں میں ''حسینیت'' کے مقابلے میں ''یزیدیت'' ایک فتنہ ہے جو حدیثِ قسطنطنیہ کا سہارا لے کر آئے روز اپنی نئی تحقیق پیش کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس پوری امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے نزدیک یزید کے متعلق صحیح ترین اور معتبر ترین تحقیق وہی ہے جو نواسہ رسول اور سردار جوانان جنت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کے مطابق انہوں نے یزید کو فاسق و فاجر، زانی، شرابی، حلال وحرام کی حدود کو پھلانگنے والا اور جہنمی قرار دے کر اس کی بیعت سے انکار کر دیا اور وقت کے ہر جبر، لالچ اور مصلحت کو ٹھکرا کر یزید کے متعلق اپنی اس تحقیق پر اس قدر استقامت کا مظاہرہ کیا کہ اپنی اور اپنے اہل خاندان واقرباء کی بہتر (۷۲) جانوں کی اجتماعی شہادت بھی قبول کر لی اسی لئے آج دنیا کے گوشے گوشے میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک گونج رہا ہے اور یزید و یزیدیت پر مسلسل لعنت برس رہی

ہے اور برستی رہے گی۔

فن اسماء الرجال اور حدیث کے مسلمہ روایت اور درایت کے اصول کے مطابق پہلے تو حدیثِ قسطنطنیہ ہی محل نظر ہے آیئے پہلے محدثین عظام کے اصول کے مطابق اس کی حیثیت کا تعین کرلیں (صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۱۰) پر یہ حدیث کچھ اس طرح مذکور ہے

''حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہوگئی حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا میں اس لشکر میں شامل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں، تو ان میں سے ہے پھر حضور پرُنور ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دارالحکومت (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیا میں بھی اس لشکر میں شامل ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں''

بخاری شریف میں دیگر مقامات پر جہاں کہیں بھی ام حرام کی دوغزوات والی روایات مذکور ہیں وہ درحقیقت بخاری (جلد ا صفحہ ۴۱۰) والی درج بالا روایت کی ہی وضاحت وصراحت ہیں چنانچہ بخاری شریف میں یہی دوغزوات والی روایت صفحہ ۳۹۲، ۴۰۳، ۴۰۵ پر بروایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سندوں سے مروی ہے بلکہ مزید تحقیق یہ ہے کہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی یہی دوغزوات کی پیشین گوئی والی روایت مسلم شریف (جلد ۲ صفحہ ۱۴۱) پر چار سندوں سے

،ابو داؤد جلد اول صفحہ ۳۳۷ پر تین مختلف سندوں سے ،نسائی جلد دوم صفحہ ۵۵ پر دو مختلف سندوں سے ،ترمذی جلد اول صفحہ ۱۹۸ اور ابن ماجہ صفحہ ۱۹۹ پر ایک سند سے روایت ہے ان سب کتبِ صحاح میں یہ واقعہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے لیکن ان تمام مقامات پر پہلی مرتبہ کے بحری لشکر کا ذکر اور ان کے لئے جنت واجب ہونے کا تذکرہ تو ضرور موجود ہے لیکن دوسری مرتبہ والے لشکر کیلئے قیصر روم کے دارالحکومت قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کا ذکر موجود نہیں بلکہ دوسرے لشکر کی کیفیت کے متعلق ہر روایت میں آپ ﷺ نے جواباً یہی ارشاد فرمایا۔ فاجابھا مثل جوابھا الاول اور فقال مثل مقالتہ (ترجمہ) آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ بھی وہی پہلے والا جواب دھرایا یا پہلے والی بات ہی دھرائی جو کہ آپ ﷺ پہلے ارشاد فرما چکے تھے درج بالا تمام کتب صحاح بشمول بخاری میں حضور پرُنور ﷺ کے یہ الفاظ مبارکہ وضاحت کر رہے ہیں کہ چونکہ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے بحری جنگ کا تذکرہ فرمایا تھا لہٰذا دوسری مرتبہ پہلے کی مثل جواب دے کر دوسری مرتبہ بھی آپ ﷺ نے کسی اور بحری جنگ کا ہی تذکرہ فرمایا اس طرح اپنے متن میں یہ قسطنطنیہ والی روایت مضطرب ہے بلکہ یہ اضطراب خود امام بخاری کی اپنی صحیح میں درج کردہ دوسری حدیث مبارکہ سے مضبوط تر ہو گیا یہاں حضرت سیدنا امام بخاریؒ نے آگے چل کر بخاری شریف جلد دوئم صفحہ ۹۲۹ پر خود تسلیم فرمالیا کہ حضور پرُنور ﷺ کا ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بشارتیں دینا دو مختلف بحری لشکروں کے متعلق ہی تھا تو قسطنطنیہ پر حملہ جو کہ زمینی حملہ ہے ویسے ہی خارج از بحث ہے اور یزید لعین کو اسمیں شامل کرنے کا سارا منصوبہ ویسے ہی خاک میں مل جاتا ہے۔ بخاری شریف جلد دوئم صفحہ ۹۲۹ ملاحظہ کریں

ترجمہ: ''حضور ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما رہے تھے پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے آپ ﷺ نے دعا فرمائی پھر آپ ﷺ نے سر رکھا اور سو گئے پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اب میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اور دریا کے درمیان اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان سے کر دے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم پہلے لشکر والوں میں سے ہو''

امام بخاری کی دو غزوات کی پیشین گوئی اور بشارت میں یہ حدیث مبارکہ صحیح اور صریح ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت وصراحت بھی موجود ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ دونوں لشکر بحری ہوں گے حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے لشکر میں ہوں گی اور دوسرے میں نہ ہوں گی اس حدیث کے مقابلے میں حدیثِ قسطنطنیہ یعنی جس میں دوسرے زمینی لشکر قیصر روم کے دارالخلافہ قسطنطنیہ پر حملے کا ذکر ہے یہ مضطرب، شاذ اور مدرج ہے اور اہل بیتِ نبوت کے بغض سے بھرے ہوئے دمشقی اور

شامی راویوں سے مروی ہے لہٰذا کیسے قابل التفات ہو سکتی ہے؟

مزید یہ کہ محدثین نے حدیث قسطنطنیہ کو شاذ فرمایا ہے کیونکہ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں بلکہ ان کے مقابلے میں کمتر دمشقی راویوں سے مروی ہے شارح بخاری حافظ الحدیث علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں "اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روایتیں مذکور ہیں ان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے" فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۶۳ طبع بیروت)

لہٰذا مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بخاری کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث متواتر و محفوظ ہے بمقابلہ حدیث قسطنطنیہ کہ۔ لہٰذا ہم کہیں گے کہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۲۹ کی درج کردہ صریح حدیث کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے؟

حدیث قسطنطنیہ کے رواۃ کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے تمام راوی شامی اور دمشقی ہیں (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۷۷) شامیوں کے دل میں اہل بیت نبوت سے عناد اور بنی امیہ کی خوشامد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں انہی شامیوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنوامیہ کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (بستان المحدثین صفحہ ۱۱۱) پھر دمشق یزیدیوں کا پایہ سلطنت بھی رہا۔ نتیجتاً وہاں کے لوگ ان کے زیر اثر رہے۔

اس حدیث کے پانچ راویوں میں پہلا راوی اسحاق بن یزید دمشقی ہے جو امام عسقلانی اور علامہ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہے اور بقول ابن عدی اس کی تمام روایات غیر محفوظ ہیں (تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

دوسرا اور تیسرا راوی یحییٰ بن حمزہ دمشقی اور ثور بن یزید حمصی ہے یہ دونوں قدری ہیں علامہ عسقلانی اور علامہ ذہبی کے نزدیک دنیا کا کوئی شخص ان کے قدری ہونے میں شک نہیں کرتا (تہذیب التہذیب جلد۲ صفحہ ۳۴، میزان الاعتدال نمبر۱ صفحہ ۳۷۴) اور قدری تقدیر کے منکر ہیں ان کا یہ عقیدہ کفریہ ہے اور فرمان رسول ﷺ کے مطابق دین میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

چوتھا راوی خالد بن معدان حمصی ہے علامہ عسقلانی فرماتے ہیں یہ اکثر مرسل روایتیں بیان کرتا ہے (تقریب التہذیب صفحہ ۹۰)

اس روایت کا پانچواں راوی عمیر بن اسود عنسی ہے جس کے باپ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

رواۃ حدیث پر ہی حدیث کا دارو مدار صحت وضعف ہوتا ہے حدیث قسطنطنیہ کے رواۃ کی یہ تفصیل پڑھ کر وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ دمشقی یزید پرستوں اور قدریوں سے حدیث میں قطع وبرید کرنا بعید از عقل ہے اور نہ بعید از واقعہ ہے اور اگر ایسا ہے جیسا کہ خود امام بخاری کے اضطراب اور محدثین کی تحقیق نے بھی ثابت کر دیا ہے تو پھر یہ حدیث مدرج بھی ہے مزید یہ کہ جب حدیث قسطنطنیہ کے راوی ہی یزیدی، قدری اور سخت مجروح وملعون ثابت ہو گئے تو اب یہ روایت صرف مضطرب، مدرج اور شاذ ہی نہیں رہی بلکہ شاذ، مردود اور منکر بھی ہے کیونکہ ابن الصلاح اور ملا علی قاری نے امام شافعی کا فرمان نقل کیا ہے کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر ثقہ ہوں (جیسا کہ یہاں ہے) تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی۔

بالفرض والمحال اگر حدیث قسطنطنیہ کو آنکھیں بند کر کے بھی قبول کرلیا جائے تو حدیث قسطنطنیہ کے مطابق پہلے بحری لشکر کیلئے جنت واجب ہونے کی بشارت سنائی گئی جس میں راویہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی خوشخبری دی گئی کہ وہ بھی اس میں شامل ہوں گی دوسری مرتبہ فرمایا اول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفور لھم (ترجمہ) کہ میری امت میں سے جو سب سے پہلا لشکر قیصر روم کے دار الخلافہ (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور یہ تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے فرمودہ الفاظ اول جیش من امتی کا مصداق یزید ہو ہی نہیں سکتا ۔ یہ نکتہ بطور خاص یاد رکھنے کے قابل ہے کیونکہ یہ بشارت صرف جیش اول کے ساتھ مشروط اور مخصوص ہے اور قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے لشکروں کیلئے یہ بشارت نہیں ہو سکتی۔

اب تاریخ کی ورق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر سرپرستی اور قیادت میں کیا گیا یہی وہ مبارک لشکر ہے جو جیش اول ہے یزید لعین ۲۷ ہجری میں پیدا ہوا 32 ہجری میں اس کی عمر پانچ سال تھی اور اس لشکر میں اس کے شامل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یزید لعین تو ۴۹ یا ۵۰ ہجری والے حملہ آور لشکر میں شامل ہوا یہ تاریخ کا وہ مشہور و معروف واقعہ ہے جس کے بیشمار شواہد حدیث اور تاریخ کی اہم ترین اور مقبول ترین کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک کا حوالہ درج ذیل ہے۔

1۔ مورخ ابی یعقوب تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ طبع بیروت میں رقمطراز ہے

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں قسطنطنیہ پر حملہ کیلئے لشکر بھیجا جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا''

2۔ مورخ ابن اثیر تاریخ کامل جلد سوئم صفحہ ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ۳۲ ہجری میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اس معرکہ میں آپ کی بیوی عاتکہ بھی آپ کے ہمراہ تھی''

3۔ مورخ اسلام، علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہفتم صفحہ ۱۵۱ پر رقم فرماتے ہیں ۔''۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد روم میں لڑائی لڑی یہاں تک کہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے''

4۔ علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۹ پر اسی حملے کا ذکر کیا ہے۔

5۔ عصر حاضر کے عظیم، معروف، محقق، مورخ شاہ معین الدین ندوی تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۲۵۷ پر رقمطراز ہیں۔

''ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور لڑائیاں بھی لڑی گئیں اور فتوحات حاصل ہوئیں نیز ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا'' اختصار کے پیش نظر پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات درج کردیئے ہیں یہ جیش اولیٰ ہے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا صرف اور صرف یہی وہ مبارک لشکر ہوسکتا ہے جو حدیث قسطنطنیہ میں شرط اولیت پوری کرتا ہے اور یہ بشارت خاص پہلے لشکر کیلئے ہی ہے۔ پھر علامہ ابن خلدون نے ۴۳ ہجری میں بھی ایک اسلامی لشکر کے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کا ذکر کیا پھر ۵۰ ہجری میں حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر کمان امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر روم کی طرف روانہ کیا

CS CamScanner

اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا حکم دیا لیکن وہ حیلے بہانے بنا کر بیٹھا رہا پھر اس کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زجراً ''وجبراً'' لشکر میں بھیجنا تاریخ کامل ابن اثیر اردو جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۹۷ پر تاریخ ابن خلدون اردو جلد نمبر ۳ صفحہ ۸۷ پر ،مروج الذہب جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۳ پر ،شہید کربلا اور یزید'' از قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیو بند صفحہ ۱۸۴ پر وضاحت سے درج ہے الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲ پر اور شارح بخاری علامہ بدرالدین عینیؒ نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۱۹۸ پر نہایت صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ''یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس لشکر میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور آپ کے زیر کمان تھے اور وہ یزید بن معاویہ کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اس کی ماتحتی میں ہوتے ۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی جبکہ اس کا کردار زبان زد خاص و عوام تھا''

آخر پر ایک اور بات کی وضاحت ہو جائے کہ یزید لعین جس لشکر میں شامل ہوا اور زجراً ''وکرہاً'' شامل ہوا۔ اس لشکر نے صرف حملہ کیا تھا قسطنطنیہ فتح نہ کیا تھا اگر بشارت نبوی ﷺ کا رخ فتح قسطنطنیہ کے حوالے سے ہو تو علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے صراحتاً لکھا ہے کہ ''مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے فتح کرنے کیلئے قسمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی نمبر ۳ صفحہ ۱۴۹۹)

یاد رہے کہ سلطان محمد فاتح اپنے پیر و مرشد کو دعا کے لئے عرض کر کے ۲۰ مئی ۸۵۷ ہجری کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیر و مرشد نے اس وقت تک سجدے

سے سر نہیں اٹھایا جب تک شہر فتح نہ ہوا اکبر شاہ نجیب آبادی نے تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۵۲۸ پر لکھا ہے کہ اس طرح سلطان محمد خان ثانی سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سلام بحضور امام عالی مقام وشہیدانِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از قلم: حضرت مولانا غلام حسین صاحب واصف کنجاہی ثم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مدفون در قدمین اعلیٰ حضرت تاجدار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

گھر میں مولودِ کعبہ کے پیدا ہوا — جس پہ اللہ کا محبوب شیدا ہوا
بطنِ بنتِ نبی سے ہویدا ہوا — اس حبیبِ پیغمبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا گہوارہ آغوشِ بنتِ نبی — جس کا والد ہے اسد اللہ مولا علی!
جس کی اماں نبوت کے دل کی کلی — اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کی دعاؤں کا پالا ہوا — جس سے اسلام کا بول بالا ہوا
جس سے ظلمت کدوں میں اجالا ہوا — اس رخِ مہرِ انور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کی ہر آرزو، مدعائے رضا
جس کی حدِ عمل، انتہائے رضا
جس کی ہستی وجود بقائے رضا
اس کی ہستی برتر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا دل مطلع آفتابِ رضا
جس کا سینہ تھا اُمُّ الکتابِ رضا
جو رضا جُو تھا، خود انتخابِ رضا
اس رضا کار داور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا ہر ایک انداز نازِ رضا
جس کا ہر سانس محوِ نمازِ رضا
جس کا ہر سجدہ وقفِ نیازِ رضا
اس نیاز آفریں سر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ہر عمل جس کا تفسیرِ صبرو رضا
ہر ادا شرحِ تقدیر و صبر و رضا
جس کا پیکر تھا تصویرِ صبر ورضا
اسکی روح اس کے پیکر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

کربلا کا وہ سالارِ صبر ورضا
جس کا کردار، کردارِ صبرو رضا
جس کا ہر کار شاہ کارِ صبر ورضا
ایسے شاہکارِ داور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کو تھا مژدۂ شرفیابِ جناں　　　جو ہے جنت میں بھی انتخابِ جناں
جو ہے سردارِ اہلِ شبابِ جناں　　　اس کے ہر شرفِ اظہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

دعوتیں دے کے جس کو بلایا گیا　　　بے گناہ ہر ستم جس پہ ڈھایا گیا
جس کے اصغر کو بسمل بنایا گیا　　　اس کے ننھے سے اصغر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مہر براوج نصف النہار آ گیا　　　دیکھنا کون وہ شہسوار آ گیا
وہ کرار بن شیرِ کرار آ گیا　　　اس کرارِ مکرر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ہاتھ میں خونچکاں ذوالفقارِ علی　　　آ گیا وارثِ نامدارِ علی!
زورِ بازو بہ اندازِ کارِ علی　　　زورِ بازوئے صفدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

لو اکیلا وہ میدان میں ڈٹ گیا　　　خون سے جسم ہے سرتاپا اٹ گیا
سر جھکا اس کا سجدہ میں اور کٹ گیا　　　اس کے سر، سجدۂ سر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

تاجدارِ شہادت کا وہ ابنِ عم
جس پہ کوفہ کی گلیوں میں ٹوٹا ستم

نازاں جس کی شجاعت پہ عرب و عجم
اس شجاع و دلاور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جاں نثار برادر ، وہ جانِ وفا
جس کا خوں سرخیٔ داستانِ وفا

جس کے بیٹوں کے لاشے نشانِ وفا
اس کے شایاں مقدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ساقیٔ کربلا نامدارِ علم
جس کے بازو بریدہ حصارِ علم

قدِ شاہ ، قدِ کوہ وقارِ علم
قدِ شاہ قد آور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

قاسمِ نامور ، ضیغمِ کربلا
جس کی ہیبت سے لرزاں تھے اہلِ جفا

سر پہ تاجِ شہادت، عدو زیرِ پا
تاجِ فرقِ غضنفرؑ پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کی اٹھتی جوانی تھی وہ خوبرو
جس کی تلوار کا وار مرگِ عدو

جو شہادت کے خوں سے ہوا سرخ رو
اس جواں سال اکبرؑ پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

زینبِ خستہ جاں بنتِ شیرِ خدا کٹ گئے بھائی پہ ٹکڑے جگر کے فدا
اسکے ایثار پر صبر پر مرحبا اسکی اولادِ اطہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ کی نواسی وہ پردہ نشیں عظمتیں جسکی عظمت کی ہیں خوشہ چیں
رفعتیں جس کے در پہ ہیں سجدہ گزیں اسکے اس رفیع در پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

خاندان نبوت کے خوردو کلاں کربلا کے شہیدوں کے پسماندگان
جن کی عظمت کا انمٹ ہے ہر اک نشاں انکی عظمت کے مظہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

کس قدر درد انگیز منظر ہے یاں کس کا سر ہے وہ بر اوجِ نوکِ سناں
نوکِ نیزہ پہ بھی جو ہے قرآن خواں اس بدیع الجہاں سر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ناتواں سادہ بیمارِ آلِ نبی ہے کھلا جس سے گلزارِ آلِ نبی
جو ہے مہرِ پُر انوار آلِ نبی اس جہاں تابِ نیر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جو تھیں پردوں میں مستور شہزادیاں ننگے سر ہیں وہ محصور شہزادیاں!
یہ وہ قیدی ہیں مجبور شہزادیاں ان اسیران بے پر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ہے فرشتوں کو اِن کے حیا کا ادب ان کے پردہ کا پردہ سرا کا ادب
ہے ادب جنکا خود مصطفیٰ کا ادب ان کی حرمت کے مصدر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

یہ مسافر یہ قیدی غریب الوطن اہل بیتِ علی و حسین و حسن
جن سے ہر ذرہءِ خاک لعلِ یمن ان کے ہر لعل، گوہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کا ہر اک ارمان لوٹا گیا ان کے جینے کا سامان لوٹا گیا
ان کا گلشن ذیشان لوٹا گیا ان کے ہر اک گل تر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اس چمن کی بہاروں کو لوٹا گیا بے بسوں بے سہاروں کو لوٹا گیا
جس کے چینوں قراروں کو لوٹا گیا اس دل صبر پرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کی خوشبو کی پونجی لٹائی گئی — ہر جفا صبر سے آزمائی گئی
جنکی ہر چیز لوٹی جلائی گئی — ان کے لوٹے ہوئے گھر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کے ہر زخم پر مسکرایا گیا — سسکیوں کا تمسخر اڑایا گیا
جنکا ہر حال میں دل دکھایا گیا — انکے ہر فردِ مضطر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کی آہوں پہ پہرے بٹھائے گئے — آب گاہوں پہ پہرے بٹھائے گئے
جسکی راہوں پہ پہرے بٹھائے گئے — اس جہاں بھر کے راہبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس سے سب عہد و پیمان توڑے گئے — منہ ہر اک حجتِ حق سے موڑے گئے
جن کی آنکھوں سے آنسو نچوڑے گئے — ان کے ہر دیدۂ تر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جن سے ہر اشکِ خوں بار چھینا گیا — جن سے ہر درِ شاہوار چھینا گیا
جن کے دامن کا ہر تار چھینا گیا — ان کی عظمت کی چادر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جن پہ تیروں کے بادل برستے رہے — بوند پانی کو بچے ترستے رہے
جنکے جینے کے سب بند رستے رہے — ان شہیدوں کے لشکر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مردِ حر جان احرار، فخر سپاہ — کربلا جس کی قربانیوں کی گواہ
جس نے لی ظلمتوں سے اجالے کی راہ — اسکی قسمت کے اختر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

وہ حبیب جواں مردمِ آفریں — خاتمِ کربلا کا انوکھا نگیں
اس کے شرفِ موخر پہ صد آفریں — اس شہیدِ موقر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اے چشمِ فلک کبھی دیکھا ہے کیا — کوئی شبیرؑ سا اہلِ صبر و رضا
اس کا ضبط، اس کا ایثار راہِ خدا — اس کے ہر ایک جوہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

تو بھی تاریخِ انسان بے شک بتا — کوئی دنیا میں صابر ہے شبیر سا
جسکی حدِ عمل انتہائے رضا — ایسے انسان برتر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

تیرے ہر ظلم پر اے یزیدِ لعیں ہے گواہ کربلا کی مقدس زمیں
آلِ پاکِ نبی پہ ہزار آفریں ان کے ایماں کے جوہر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

کس نے آلِ نبی کا بہایا لہو کون تھا وہ ستمگر؟ اگر نہ تھا تو!
تجھ پہ لعنت ہو آلِ نبی کے عدو آلِ پاکِ پیمبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

زہر تو نے حسنؓ کو دلایا نہ تھا ہر ستم اہلِ طیبہ پہ ڈھایا نہ تھا
تجھ کو جس شہر پر رحم آیا نہ تھا اس کے ہر بام و ہر در پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اہلِ بیتِ نبی پہ ہزار آفریں خاندانِ علی پر ہزار آفریں
اس گھرانے سخی پہ ہزار آفریں اس گھرانے کے ہر گھر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ان کے دامن میں لی جس کسی نے پناہ رشک اسکی فقیری پہ کرتے ہیں شاہ
فخرِ صد تاج انکے گدا کی کلاہ انکے در کے گداگر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

مرکزِ اشتیاقِ نگاہِ نبی!! جس کا رُخ مصحفِ بوسہ وگاہِ نبی
رشکِ صد مہر و ماہ حسن ماہِ نبی حسن ماہ منور پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

زہر سے بھر گئی زندگی کی فضا اس زمانے کے راہزن بنے راہنما
سوچ کچھ تو بھی اے اہلِ فکرِ رسا تیرے ذہن مفکر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

شانِ آل عباؑ پہ کوئی معترض منصبِ خلفاء پہ کوئی معترض
رتبہ مصطفٰےؐ پہ کوئی معترض جن کے ادنی ثنا گر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جسکو کہتے ہیں روشن خیالی ہے یہ بگڑے ذہنوں کی کج لا ابالی ہے یہ
جس کے نظارہ سے آنکھ خالی ہے یہ اس حقیقت کے منظر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام
راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

ایسے ہر ایک گستاخ غالی سے بچ کج بحثی حقیقت سے خالی سے بچ
کور باطن کی روشن خیالی سے بچ تیرے روشن مقدر پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جب تلک تیری باقی ہے عمرِ رواں　　تجھ کو توفیق دے مالکِ دو جہاں

تو رہے بھیجتا وصفِ مدح خواں　　آلِ شبیر و شبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

شاہِ نورالحسن پادشاہِ کرم　　رکھیں تجھ پہ ہمیشہ نگاہِ کرم

تیرا ہادی ہو راہبرِ راہِ کرم　　تیرے ہادی و راہبر پہ لاکھوں سلام

راکبِ دوشِ سرور پہ لاکھوں سلام

راحتِ جانِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جاگ اے عصرِ نو کے مسلمان تو　　رہزنوں کی نگاہوں کو پہچان تو

نہ لٹا اپنا گوہرِ ایمان تو　　تیرے ایماں کے گوہر پہ لاکھوں سلام

## حضرت امیر معاویہؓ افضل تمام اولیاء غوث وغیرہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

امابعد۔ الحمد للہ ہم اہلِ سنت اہلِ نسبت ہیں۔ ہماری ہر نگاہ جمالِ محبوبِ خدا ﷺ کی طلبگار ہے۔ ہمیں توحید بھی بواسطہ حضور سیدُ الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نصیب ہوئی۔ ہر زمانہ الفتِ رسول ﷺ کا دعویدار ہے مگر سیدِ عالم ﷺ کی قدر کا حق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہی ادا کیا۔ صحابی کی متفق علیہ تعریف یہ ہے کہ جس نے بھی بحالتِ ایمان حضور سید العالمین ﷺ کا لمحہ بھی شرفِ صحبت و دیدار حاصل کیا اور حالتِ ایمان میں ہی وصال فرمایا وہ صحابیِ رسول ﷺ ہے اور ہر صحابیِ رسول ﷺ کا بعد والی جمیع امت سے افضل و اعلیٰ ہونا بھی ایک مسلمہ عقیدۂ اہلِ سنت و جماعت ہے۔ مدارِ نجات فقط عقیدۂ اہلِ سنت و جماعت رکھنے اور اس کے مطابق اعمال صالحہ پر ہے۔ حق فقط اسی سوادِ اعظم میں مشہود اور محصور ہے۔ تمام اولیاءِ کرام اسی گروہ سے ہوئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ صالحین و اولیاء اللہ اہلِ انعام ہیں۔ کتنی عام فہم بات ہے کہ ہم نماز میں صِرَاطَ الْقُرْآن یا صِرَاطَ

اَلْحَدِیْثُ کا سوال نہیں کرتے کیونکہ ممکن ہے ہر مدعیٔ قرآن وحدیث کا دعویٰ درست نہ ہو بلکہ ہم نماز میں سوال کرتے ہیں صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یا اللہ ہمیں انعام والوں کی راہ نصیب فرما اہلِ انعام کی راہ ہی صِرَاطِ مُسْتَقِیْم ہے قرآن وحدیث کے صحیح ومعتبر معانی وہی ہوں گے جو اہلِ انعام کریں گے اللہ کریم فرماتے ہیں اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصَّالِحِیْنَ انعام ان چار گروہوں میں حصر ہے انبیاء صدیقین اور شہداء کے بعد اب قیامت تک صالحین کا گروہ اہلِ انعام ہے اور وہ جاری وساری ہے صالحین کے کما حقہ، مصداق، اولیاء اللہ ہیں۔ اللہ کا ولی، ولی اللہ ہی اس وقت بنتا ہے جب اللہ کا انعام اس کے شامل ہو جائے تو اس کے عقیدۂ حق ہونے میں کیا شک رہ سکتا ہے؟ اولیاء اللہ معیارِ ہدایت اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی چلتی پھرتی مثالیں ہیں بالخصوص جب کوئی اپنے آپ کو اہلِ سنت وجماعت قرار دیتا ہے تو اسے حضور غوث پاک شہنشاہِ بغداد پیرانِ پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ، حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ، جیسی ہستیوں کی حقانیت پر اور تمام سلاسل کے دیگر اولیاء اللہ کی حقانیت بالخصوص حقانیتِ عقائد پر کوئی اعتراض نہیں رہتا اور اعتراض ہونا بھی نہیں چاہیے کیونکہ یہ انعام والا گروہ ہے اور لاکھوں لوگ ان کے وسیلۂ جلیلہ سے

دائرۂ اسلام میں داخل اور ہدایت یافتہ ہوئے ہیں
انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں تو اولیاء اللہ محفوظ من اللہ ہوتے ہیں ہوسکتا ہے کہ ہر عالم عارف نہ ہو لیکن ہر عارف عالم ہوتا ہے ان کی روحانیت زندہ ہوتی ہے اللہ کریم انہیں عقیدہ و عمل کی تمام لغزشوں سے اپنے فضل و کرم سے محفوظ فرماتے ہیں۔

اسی پس منظر میں آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کیلئے ''افضلیتِ شیخین'' نامی کتاب شائع کی گئی جس میں تمام سلاسل کے بزرگانِ دین کا عقیدۂ حقہ درج کیا گیا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیمات میں سب سے افضل ہیں الحمدللہ! جس جس سلسلہ عالیہ کا کوئی خادم تھا اس نے جب اپنے بزرگوں کے عقائد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت کے بارے میں پڑھے تو راہ راست پر آگئے اور شیعیت کی ایک نئی قسم تفضیلی فرقہ کا قلع قمع ہو گیا۔

یہ کتاب اس سلسلہ کی دوسری کاوش ہے لیکن اب اس کا موضوع سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

ہم الحمد للہ نہ رافضی ہیں نہ خارجی بلکہ سچا عقیدہ اہل سنت و جماعت رکھنے والے ہیں آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے حضور قبلہً عالم غوث زمانہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ کے حکم سے چار کتب 1 مناقب اہل بیت مصطفیٰ 2 عظمت اہل بیت رسول ﷺ 3 کردار یزید 4 سلام در بارگاہ حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وشہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم مع حدیث قسطنطنیہ اور یزید لعین'' شائع ہو چکی ہیں جن میں سے ہر ایک تحقیق میں اور جذبۂ حب اہل بیت پاک میں اپنی مثال آپ ہے دلائل کے انبار ہیں سوائے اس شخص کے کہ جس کی قسمت میں ایمان اور حب اہل بیت کی کشتیٔ نجات میں سوار ہونا نہیں لکھا یا دوسرا وہ جو ہر صورت یزید لعین کے ساتھ ہی روزِ قیامت اٹھنا چاہتا ہے ایسے بدبختوں کے علاوہ ہر شخص کے لیے ان کتب میں حبِ اہل بیت پاک کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجود ہے اسی طرح آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے چار کتب ۱۔ تعارف حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔ مناقب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۔ دو ضخیم جلدوں میں دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی

محاسیہ ۴ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ شائع ہو چکی ہیں

آستانہ عالیہ سے شائع ہونے والی کتب کا مقصد فقط مسلکِ اہلسنت کی ترویج ہے۔

زیر نظر کتاب سمیت مذکورہ کتب کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (نعوذ باللہ) مقابلے پر لایا جائے بلکہ صرف یہ بتانا مقصد ہے کہ حضور مولا علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق اور بالاجماع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں جس طرح اس عقیدہ پر اجماع امت ہے اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابیٔ رسول ہونے اور کاتبِ وحی ہونے پر بھی اجماعِ امت ہے۔

گستاخِ حضرت امیر معاویہ اہل سنت سے خارج ہے:۔ صحابی اور کاتب وحی ہونے اور دیگران گنت فضائل کی بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سروں کا تاج ہیں اگر ان کے متعلق اشارتاً یا کنایۃً بھی قصداً بے ادبی کی جائے یا ان کے شرفِ صحابیت کا انکار کیا جائے تو وہ آدمی مسلکِ اہل

سنت و جماعت سے خارج ہے کیونکہ اگر چہ صحابہ میں بھی درجات ہیں لیکن ہر صحابی کو صحابی ماننا اور اس کے شرفِ صحابیت کا انکار نہ کرنا اہل سنت و جماعت کے نزدیک ضروری ہے اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام ہیں ان میں درجات وفضیلت کے لحاظ سے فرق ہے اور ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم بلا شک وشبہ سب انبیاء سے افضل ہیں لیکن نفس نبوت میں سب نبی برابر ہیں ان میں سے کسی ایک نبی کا منکر جملہ انبیاء کا منکر شمار ہوگا مثلاً اگر کوئی کلمہ شریف پڑھ کر حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ یا اسی طرح کسی اور نبی اللہ کے نبی ہونے کا منکر ہو جاتا ہے یا نبی مان کر بھی ان کی بے ادبی یا گستاخی کرتا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جملہ انبیاء کا انکار کیا وہ اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یہی حال یہاں ہے کہ کسی ایک صحابی کے شرف صحابیت اور نفس صحابیت کا انکار سب صحابہ کے انکار کو مستلزم ہے اور ایسا شخص اہل سنت سے خارج ہے اور گمراہ ہے کیونکہ نفس صحابیت میں سب صحابہ برابر ہیں ۔

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے ادب حسنین کریمین کا مدِ مقابل ہے:۔

رفض وشیعیت کا پہلا زینہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض

اور آپ کی بے ادبی ہے جبکہ سیدین کریمین، حضور مولا سیدنا امام حسن اور حضور مولا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سردار جوانان جنت نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور بیس سال کا طویل عرصہ تادم آخر اس بیعت پر قائم رہے ۴۰ تا ۶۰ ہجری بیس سال کا طویل عرصہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیعت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجال کشی صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۵۷۰ مطبوعہ تبریز، احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید۔ جلاء العیون جلد ۱ صفحہ ۳۹۵، الاخبار الطوال صفحہ ۲۲۰، مطبوعہ بیروت۔ مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف صفحہ ۴ پر جملہ کتبِ اہلِ شیعہ میں موجود ہے۔ ہمارے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابئِ رسول، صاحبِ ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت وسلطنت کا حق ہونا ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کیلئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتا ہے یہ کتنی مختصر سی بات ہے؟ لیکن افسوس اہل شیعہ اور اہل خوارج نے آج تک اس طرف دھیان نہیں دیا جن کو حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مانا ان کو ہمیں بھی ماننا چاہیے

اور جس کا انہوں نے انکار کیا اس کا ہمیں بھی انکار کرنا چاہیے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کی اور ان کو حق جان کر بیعت کی۔ جو بیعتِ علی کے باوجود خلفاءِ راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اختلافِ علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مسلکِ اہل سنت و جماعت :۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضےٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان قصاصِ دمِ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اجتہادی اختلاف ہوا۔ یہ اختلاف حکومت کے لالچ اور بغض وعناد کی بنا پر نہیں بلکہ نیک نیتی اور اجتہاد کی بنا پر ہوا اہل سنت کے نزدیک حق حضور مولا مشکل کشا کی طرف تھا لیکن دوسری طرف بھی بلاشک وشبہ صحابہ بلکہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے عشرہ مبشرہ صحابی تھے کہ جن کے جنتی ہونے کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بشارت دی تھی دونوں گروہوں میں اہل سنت کے نزدیک اجتہادی اختلاف تھا دونوں طرف کے شہداء کی خود حضور مولا علی نے نماز جنازہ پڑھا کر ان کے ایمان باللہ وایمان بالرسول اور جنتی ہونے پر مہر لگا دی۔ جنگ جمل وصفین تقدیر کا قضیہ تھا جو ہو کر رہا لیکن فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو پورا ہونا تھا۔ مسلمانوں کے دو عظیم گروہ بننے تھے۔ اختلاف ہونا تھا اور سیدنا امام حسن رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا حسن ان دونوں مسلمانوں کے عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی یوں اختلافات ختم ہو گئے۔

## کل صحابہ کے جنتی ہونے پر اللہ کے رسول اور قرآن مجید کا اٹل

فیصلہ:۔ غور کرنا چاہیے کہ نبی پاک ﷺ دونوں گروہوں کو مسلمان فرما رہے ہیں لہٰذا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی طرف کے جملہ صحابہ کو مسلمان نہ مانے تو وہ زبان نبوت کا منکر ہے اور ایسے شخص کے متعلق جو حضور ﷺ کی زبان کا منکر ہو بغیر کسی زیادہ غور و فکر کے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے دیکھیں خود قرآن مجید واضح الفاظ میں کل صحابہ کو جنتی ارشاد فرما رہا ہے کم از کم اللہ کے فرمان کو تو ضرور ماننا چاہیے۔ لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحدید)

ترجمہ:۔ تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور

جہاد کیا وہ برابر نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا ،بعد میں انفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کرلیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے؛

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ؛ اَلْحُسْنٰی ؛ہے لیکن اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے ۔ اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں۔ اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام صاحبِ تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص۲۳۲ پر اَلْحُسْنٰی کی تفسیر اَیْ اَلْجَنَّۃَ وَالثَّوَابَ فِیْھَا سے ہی کی ہے۔دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص۱۷۱ پر یہی تفسیر کی ۔

بہر حال کل صحابہ جنتی ہیں جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمایاں طور پر شامل ہیں

کتاب ہٰذا اہل طریقت کیلئے عظیم تحفہ ہے؛۔کتاب آپ کے ہاتھ میں آپ جس سلسلہ طریقت میں بھی خادم ہیں اپنے اسلاف وارثانِ نبوت اولیاء کرام کا عقیدہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بچشم

خود پڑھ لیں اور آنکھیں بند کر کے اولیاء اللہ والا عقیدہ اپنا لیں کیونکہ وہ اللہ کے دوست ہیں اور یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے دوست بھی ہوں اور معاذ اللہ عقیدہ بھی ان کا غلط ہو۔ یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ اولیاء اللہ کے عقیدہ میں ہدایت ہی ہدایت ہے اور برکت ہی برکت ہے کیونکہ یہ اللہ کے مخلصین محبین اور انعام والے گروہ کے عقائد ہیں اللہ کریم ہمیں روز قیامت اولیاء اللہ کے قدموں میں اٹھائے اور دنیا میں ان کے عقائد و اعمال صالحہ کا سچا وارث بنائے (آمین)

از قلم:۔ محمد رفیق کیلانی خادم حضور حضرت کیلیانوالہ شریف

تذکرۃ المحدثین جلد اول صفحہ ۳۷ پر ہے کہ امام مالک فرماتے تھے کہ کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس رات مجھے حضور پرنور ﷺ کی زیارت مبارک نصیب نہ ہوتی ہو آپ کا عقیدہ مبارکہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ہے: جو شخص حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت علی حیدر کرار، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم یا کسی بھی اور صحابی کو گمراہ یا کافر کہتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے جناب رسول ﷺ اور تمام امت مسلمہ کا انکار کیا ہے اور اگر صرف صحابہ کی شان میں بدزبانی کرتا ہے تو اس کو سخت سزا دی جائے (رسائل ابن عابدین شامی جلد ا صفحہ ۲۰۸ نبراس ۵۵۰، نسیم الریاض جز ۴ صفحہ ۵۶۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم٥

## مسلمانانِ برصغیر کے جملہ سلاسل طریقت کے بزرگانِ دین کا عقیدہ

سب سے پہلے ان بزرگان دین کے عقائد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں درج کیے جا رہے ہیں کہ جن میں سے کسی نہ کسی سے برصغیر کے ۹۰ فیصد مسلمان سلسلۂ طریقت میں منسلک ہیں ان میں حضور غوث پاک شہنشاہ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، تاجدار چشت اہل بہشت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی و حضرت خواجہ غلام فرید چشتی قدس سرہما اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی اور صاحب بہار شریعت قدس سرہما شامل ہیں۔

## حضور پیران پیر شہنشاہ بغداد حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

## بارے میں عقیدہ

آپ فرماتے ہیں جو حضرت علی المرتضٰی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین اختلافات واقع ہوئے انہیں مشیتِ الٰہی سمجھتے ہوئے اس معاملہ میں زبان بند رکھی جائے بلکہ ان سب کی فضیلتیں بیان کی جائیں اس بات پر اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۸)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ

''اگر میں راستہ میں بیٹھا ہوں اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری ادھر سے گذرے اور آپ کی سواری کے قدموں کی خاک اڑ کر مجھ پر پڑ جائے تو اسے اپنے لئے باعث نجات سمجھوں گا'' (امداز الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۱۲۲)

## حضرت داتا گنج بخش غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں عقیدہ

آپ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں؛۔

ایک آدمی حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ؛ میں ایک غریب درویش آدمی ہوں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں آج رات کی روزی آپ سے لینی ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی سے کہا کہ میرا رزق راستے میں ہے اس کے آنے تک آپ تشریف رکھیں تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص پانچ تھیلیاں دینار کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لے کر آیا اور ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے اس آدمی نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے معذرت کی درخواست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مقدار کو آپ چھوٹے کاموں میں صرف وخرچ کریں اس کے بعد آپ کی خدمت میں زیادہ نذرانہ پیش کیا جائیگا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تھیلیوں کا اشارہ اس درویش کی طرف کیا اور وہ پانچ تھیلیاں اس درویش کو دے دیں ( کشف المحجوب صفحہ ۱۴۶ اردو ترجمہ علامہ محمد الطاف نیروی نائب خطیب حضرت داتا صاحب)

**حضور مجدد پاک قدس سرہ العزیز کا فرمان؛۔** حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں؛۔

,,جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذواتِ قدسیہ حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے؛ ,,میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی۔ جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ (مکتوباتِ امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴ ص ۸۶)

پھر فرماتے ہیں ,, بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پُرنور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہو گئی۔ لہٰذا جناب علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی

CamScanner

شامل ہیں جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔ (مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

## آئیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مانیں

حضور حضرت سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ترجمانِ حق ہیں۔ کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی ,,الف ثانی؛ یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مان لیں؛ آپ ارشاد فرماتے ہیں؛۔

,,اے بھائی! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہٰذا اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا و مولا ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

,,اے بھائی! قصاصِ عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگِ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ و زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہو گئے ۔اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قصاصِ عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں جنگِ صفین ہوئی۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کر لی جاے ۔حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے

,اِیَّاکُمْ وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ خبردار! صحابہ کرام کے باہم جھگڑوں میں

پڑنے سے بچو۔حضور پُر نور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَامْسِکُوْا ترجمہ؛فرمایا جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے تو خاموشی اختیار کرو۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْکَ دِمَآءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَیْدِیْنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتَنَا ترجمہ؛۔فرمایا کہ اس خون سے جو جنگِ جمل وصفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہٰذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہئے۔اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہر گز نہ کرنا چاہئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت وملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔جس سے نئی نسل کے سر ٹوپیوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ایسے

مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانۂ روحانیت سے نہ تھا۔تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم برآمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء والمرسلین ﷺ پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرمارہے ہیں ،فرمایا تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ(ابن ماجه) ترجمہ؛۔اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے؛۔یا اللہ! تُو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب ﷺ کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں۔اور تیرے محبوبِ عربی ﷺ کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے ہیں۔یا اللہ !ہمیں روزِ قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی بیعت کر کے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔آمین ثم آمین!

## تاجدارِ سیال شریف کا فرمان ہدایت نشان

سالار چشتیانِ پنجاب، تاجدار آستانہ عالیہ سیال شریف، پیر و مرشد تاجدار گولڑہ شریف، جلال پور شریف، مرولہ شریف آفتاب شریعت مہتاب طریقت، ہمائے معرفت و حقیقت حضور خواجہ شمس الدین صاحب چشتی سیالوی نور اللہ مرقدہ وزاد اللہ فیوضہ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:۔

خواجہ شمس الدین العارفین فرمود آنچہ میان علی رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نزاع و خصومت واقع شدہ است از روئے اجتہاد بود نہ از جہت عناد پس اے درویش اگر چہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر خطا بود ولیکن فعل مجتہد اگر بر خطا افتد ہم یک ثواب حاصل شود پس درویش را باید کہ در حق ایشاں ہیچ نہ گوید (مرأۃ العاشقین صفحہ ۲۳ در ذکر جہاد اصغر و جہاد اکبر) بندہ عرض داشت کہ بعض قوم سادات در حق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعتقاد درست نہی دارند بزمرہ عداوتیانِ حضرت کرم اللہ وجہہ شمارند خواجہ شمس العارفین فرمود۔ تا آنکہ در حق جمیع اصحاباں اعتقاد درست ندارد ایمان او کامل نباشد (مرأۃ ء ۲۸۔ مرأۃ العاشقین (ملفوظات خواجہ شمس العارفین صفحہ ۱۳۹/۱۰۹ مؤلفہ سید محمد سعید شاہ صاحب لاہوری چشتی سیالوی درذکر فرقہ رافضیہ) یعنی حضور خواجہ شمس المِلّتِ وَالدِّین نے ارشاد فرمایا کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو اختلاف ہوا تھا وہ بغض و عناد کی بنا پر نہیں بلکہ

اجتہاد کی بنا پر تھا اے درویش اگر چہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد خطا پر مبنی تھا لیکن مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے لہٰذا درویش کو چاہیے کہ آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرے مؤلف کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی حضور بعض سید حضرات جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں اچھا اعتقاد نہیں رکھتے اور آپ کو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں میں شمار کرتے ہیں اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک تمام صحابہ کرام کے متعلق اعتقاد صحیح نہ رکھا جائے ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا (یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کرنے والا چاہے سید ہی کیوں نہ ہو اس کا ایمان صحیح نہیں ہے)

## پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ شریف کا عقیدہ

مشہور زمانہ صحیحین کی حدیث "ان ابنی ہذا سید۔۔۔۔۔الخ" کو تاجدار گولڑہ شریف نے بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں "آنحضرت ﷺ نے دربارہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا تھا اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهُ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْن" (مہر منیر صفحہ ۴۵۵ طبع ہشتم مطبوعہ لاہور) یعنی انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ میرے اس سردار شہزادے کے ہاتھوں مومنوں کی دو

بہت بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا"

## حضرت خواجہ غلام فرید چشتی نظامی آف چاچڑاں شریف

جب آنحضرت ﷺ نے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بدگمانی کرے ان کی بے ادبی کرے اور نامناسب کلام کرے اس وجہ سے بھی کہ یہ صلح امام حسن کی منشاء پر تھی نہ کہ ظلم اور مجبوری سے (ملفوظات خواجہ غلام فرید صفحہ ۹۳۱ جلد ۵ مقبوس جلد ۲) راقم الحروف نے عرض کیا کہ قبلہ میں نے کئی اہلسنت و جماعت کے لوگ دیکھے ہیں جو جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں سوء ظن اور برا اعتقاد رکھتے ہیں حالانکہ وہ جلیل القدر صحابی تھے تو حضرت اقدس نے فرمایا قرآن مجید میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ .... رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ میں رحمت شفقت الفت و محبت ثابت ہے اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جو مشاجرت، مخالفت اور مجادلت ہوئی وہ اجتہاد کی وجہ سے ہوئی نہ کہ بغض و عداوت، حسد و کینہ اور دشمنی کی وجہ سے اگرچہ لوگوں نے ایک کو برحق اور دوسرے کو خطا پر سمجھا ہے لیکن چونکہ دونوں کی غرض اظہار حق تھی اس لئے جو حق پر نہ تھا اس کو ثواب میں سے ایک حصہ ملا (پھر

شان صحابہ میں چند احادیث لکھ کر فرمایا) لہٰذا صحابہ کرام کے متعلق بدگمانی اور بدظنی کرنا اور ان کے لئے بد اعتقاد ہونا جناب مخبر صادق علیہ السلام کی تکذیب ہے اور ان آیاتِ قرآن کی تکذیب ہے جو صحابہ کرام کی مدح وثناء میں نازل ہوئیں اور جناب مخبر صادق ﷺ اور آیات قرآنی کی تکذیب سے کفر لازم آتا ہے نعوذ باللہ من ذالک پس ہم پر واجب ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خبر اور قرآن شریف پر ایمان رکھیں اور تمام صحابہ کرام کو صدق دل سے دوست رکھیں چنانچہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کے حق میں بغض وحسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر شقاوت ہے (مقابیس المجالس جلد ۵ صفحہ ۱۰۱۶، مقبوس صفحہ ۳۳ مطبوعہ لاہور)

## اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت فاضل بریلوی کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں عقیدہ

امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب محدث بریلوی نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں چھ عدد رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

۱ البشریٰ العاجلہ من تحف آجلہ (تفضیلیہ ومفسقان امیر معاویہ کا رد)

۲ عوش الا عزاز والا کرام لاول ملوک الاسلام (مناقب سیدنا امیر معاویہ)

۳ ذب الا هواء الواهیه فی باب الامیر المعاویه (آپ پر کیے گئے مطاعن کا جواب)

۴ اعلان الصحابه الموافقین لامیر معاویہ و ام المؤ منین (جناب امیر معاویہ اور ام المؤمنین کے ہمنوا اصحابہ کا بیان)

۵ الاحادیث الراویه لمدح الامیر معاویه (مناقب امیر معاویہ والی احادیث کا بیان)

٦ لمعة الشمعه لهدی شیعة الشنیعه (تفضیل وتفسیق کے متعلق سوالات کے جوابات)

صرف ایک فرمان ہی فاضل بریلوی کا درج کرنا کافی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بدزبانی کرنے والا دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے (احکام شریعت صفحہ ۱۲۲)

## صاحبِ بہارِ شریعت کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں عقیدہ اور فتویٰ

صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمہ فقہ حنفی کی معتمد، مستند اور منفرد جامع کتاب بہار شریعت میں بیان فرماتے ہیں "کسی بھی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی و گمراہی واستحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگر چہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً جناب امیر معاویہ، ان کے والد حضرت ابوسفیان، اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، اور حضرت ابو موسیٰ حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔۔۔ان میں سے کسی کی شان میں بھی گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی ہے ۔۔۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے ۔۔۔جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے ان کا مجتہد ہونا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں ۔۔اور خطاء اجتہادی پر مجتہد سے عند اللہ مؤاخذہ نہیں ۔۔۔۔اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مولا علی کی ڈگری اور (جناب) امیر معاویہ کی مغفرت رضی اللہ عنہما۔ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ ۔۔۔حضرت امیر معاویہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے محض باطل اور بے اصل ہے حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی

اگر چہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول ﷺ کی سلطنت ہے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوج جرار جانثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضور اقدس ﷺ نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی۔۔۔تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم ﷺ بلکہ حضرت (اللہ) عزوجل وعلا پر طعن کرتا ہے۔۔۔اب کسی بھی صحابی پر "فئہ باغیہ" کا اطلاق بھی جائز نہیں (بہار شریعت جلد اصفحہ ۶۰، صفحہ ۶۱)

## حضور پرنور نبی کریم ﷺ نے خود مل کرا اولیاءِ امت کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا مشاہدہ کرایا

بلاتفریق مسلک و مذہب پوری امت کے نزدیک "حیات النبی با تصرف الآن کما کان" کا مسئلہ متفق علیہ ہے صحاح ستہ میں حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی قولی احادیث مبارکہ کی رو سے جسے آپ ﷺ خواب میں ملیں وہ حضور اکرم ﷺ ہی ہوتے ہیں کوئی دوسرا خواب میں بھی آپ کی مثل بن کر نہیں آسکتا آئیں دیکھتے ہیں حضور پرنور نبی کریم ﷺ نے خود

خواب میں مل کر اپنے پیاروں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا مشاہدہ کیسے کرایا ہے؟

ا:۔ **حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز** رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ راشد فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حاضر خدمت ہیں میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا اتنے میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاضر کیا گیا پھر ان دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باہر نکالا گیا آپ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! فیصلہ میرے حق میں ہو گیا اور میں قتل عثمان سے بری قرار دیا گیا پھر تھوڑی دیر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باہر لایا گیا وہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! مجھے بھی بخش دیا گیا اور میری اجتہادی خطا معاف فرما دی گئی (کتاب الروح لابن قیم صفحہ ۲۶، البدایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۰، کیمیائے سعادت امام غزالی صفحہ ۴۸۴)

**۲:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے**

## بارے معمولی لغزش پر حضور اقدس ﷺ کا حضور پیر کیلانی کو تنبیہ فرمانا اور پھر استغفار کرنے پر گود میں لے کر کافی دیر تک بغل گیر رہنا

اس دور پر فتن میں دیگر کئی فتنوں کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی کا فتنہ بھی سر اٹھا رہا ہے میرے شیخ کامل مرشد برحق حضور قبلۂ عالم الحاج حضرت پیر السید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف اکثر یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جس میں حضور پرنور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے معمولی لغزش پر خود بنفس نفیس خواب میں تنبیہہ فرمائی اکثر کتابوں میں یہ واقعہ چھپ چکا ہے مجھے یہ سعادت مل رہی ہے کہ آپ کے اپنے دست مبارک سے تحریر کردہ یہ واقعہ یہاں درج کیا جارہا ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں؛۔

؛اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعت رفض میں داخل ہوتے ہیں ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم و کرم فرما

دے تو اس کو تنبیہ ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلۂ عالم حضور والد ماجد صاحب عرس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بیلی نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہوگئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہو گیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا رات کو جب نیند آئی تو عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمت عالم نور مجسم سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں تلوار لٹک رہی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس سے گزر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تو نے ایسے الفاظ کیوں کہے ہیں؟ میں نے عرض کیا مجھ سے

غلطی ہوگئی ہے پھر آپ نے فرمایا تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟ میں نے عرض کیا غلطی ہوگئی ہے پھر حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اسی دوران حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشد حقانی حضرت قبلۂ شیر ربانی سرکار اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا ہے حضور قبلۂ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھوں پر سوار ہوں تیر کر دریا پار کرلوں گا چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کرلی اور دریا میں اترنے کے لئے جو گزرگاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا بایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصے پر ہے اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور

جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلۂ عالم نے فرمایا کہ لالیا! سنبھل کر چلنا اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے۔ میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ تنبیہ کے وقت سرکار دو عالم ﷺ خود تشریف لائے تھے لہٰذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار ﷺ خود اپنے جمال باکمال سے نوازدیں گے چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی مکۃ المکرمہ میں حرم کعبہ شریف میں حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور تقریباً ایک گھنٹہ تک حضور اکرم ﷺ اپنی آغوش مبارک میں لیے کمال رحیمی کریمی سے بغل گیر رہے اور پھر اسی حالت میں سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے مجھے آقا و مولیٰ ﷺ نے شفقت بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا آؤ جماعت کیساتھ نماز ادا کریں۔ عصر کی جماعت تیار تھی اس طریقے سے حضور اقدس ﷺ نے شرف زیارت سے نوازا اور بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا تب جا کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی آج اس کی معافی ہوگئی ہے۔

قارئین حضرات:۔ کہتے ہیں فلاں کو عقل زیادہ ملی ہے اور فلاں کو رزق زیادہ لیکن ہمارے حضور قبلۂ عالم حضرت صاحب ارشاد فرماتے ہیں یہ دونوں باتیں غلط ہیں عقل اس کی زیادہ ہے جسے صراط مستقیم نصیب ہو بے شک کچھ کم ہی پڑھا ہو اور رزق اس کا زیادہ ہے جس کے نصیبوں میں اعمالِ صالحہ کی دولت زیادہ ہے۔ اس فرمان کی روشنی میں صراط مستقیم والوں کا عقیدہ آپ کے سامنے اس کتاب میں روز روشن کی طرح واضح کر دیا گیا ہے آپ جس سلسلہ طریقت میں بھی خادم ہیں ان اولیاء اللہ کے عقیدہ کو بار بار پڑھیں اور اپنا عقیدہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اولیاء اللہ اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کے مطابق درست کر لیں اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کے قدموں میں روز قیامت جگہ نصیب فرمائیں یا اللہ اس تحریر کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما اور اسے خلق خدا کی ہدایت کا ذریعہ بنا (آمین ثم آمین)

(تمام حوالہ جات دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موضوع پر چھپنے والی کتب ''دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ''،''مناقب سیدنا امیر معاویہ'' اور ''حضرت امیر معاویہ کے حق میں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ'' سے ماخوذ ہیں (کیلانوی)

CamScanner

## تاثرات

**1** صدر جماعت اہلسنت پاکستان ضلع ملتان

اور پاکستان کے نامور خطیب جناب علامہ مولانا حافظ محمد فاروق خان سعیدی ملتان سے لکھتے ہیں:۔

بخدمت حضور پیر طریقت حضرت سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ مزاج اقدس بخیر و عافیت ہوں گے ماہنامہ رضائے مصطفےٰ کے تازہ شمار میں (مارچ 2004) تردید شیعیت میں آپکی زیر سرپرستی شائع ہونے والی تصنیف لطیف کا اشتہار پڑھا بے حد مسرت وفرحت حاصل ہوئی۔ اللہ کریم اس عظیم خدمت دینی پر آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین! آج کل ہمارے ہاں روافض کے خلاف کوئی علمی وتحقیقی کام بالکل نہیں ہو رہا بلکہ بوجوہ ان بدبختوں کے لئے بعض سنی نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ ذاکر نما سنی واعظین بھی رفض وسبائیت کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ ایسے میں آستانہ عالیہ قدسیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف دین ومذہب کی جو گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ پوری جماعت اہلسنت کو آپ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اصحاب رسول و ازواج رسول علیہم الرضوان کی عزت و ناموس کا تحفظ ودفاع عہد حاضر میں دین کی بہت بڑی خدمت بھی ہے اور وقت کا تقاضا بھی۔

**2** حضرت علامہ مولانا غلام محمد رضوی خطیب نورانی جامع مسجد محلہ دتے والا خوشاب امیر جماعت اہلسنت خوشاب 22 مارچ 2004 کو رقمطراز ہیں۔ مکرمی ومحترمی حضور محسن اہلسنت حضرت قبلہ عالم صاحبزادہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ----- سلام مسنون کے بعد دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کی خدمات کو قبولیت عطا فرمائے اور آپ کی عمر وصحت میں مزید برکتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین ازیں بعد بندہ نے ایک مستطاب مسلک اہل بیت اطہار منگوائی تھی بہت اچھی کتاب ہے اور آپ جناب کی تقدیم نے کتاب کو چار [illegible] دیئے ہیں۔ اللہ کریم زیادہ سے زیادہ علماء وخطباء اہل سنت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے!

**2** حضرت صاحبزادہ حافظ قاری محمد عتیق الرحمن خان قادری خطیب ضلع کونسل اٹک و ناظم ادارہ غوثیہ معینیہ رضویہ ریاض الاسلام فیض آباد شریف اٹک سے مورخہ 9-04-2008 کو قبلہ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں کتاب مسلک اہل بیت اطہار پڑھنے کے بعد اپنے تاثرات کے طور پر خط لکھتے ہیں۔

بقیۃ السلف ۔ فخر السادات حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ خیریت مطلوب بعد ازاں عرض ہے کہ آپ جناب کا بے حد مشکور ہوں کہ جناب نے مجھ فقیر کی گذارش پر کتاب مسلک اہل بیت اطہار ارسال فرمائی۔ میں نے یہ کتاب مکمل پڑھی ۔ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے کرم سے ایمان کو تازگی ۔ قلب کو سرور اور آنکھوں کو نور ملا قبلہ حضرت صاحب! اتنی عظیم قربانی پر میں اپنے ادارہ و جملہ متعلقین کی طرف سے آپ کو دل کی اتھاہ عمیق گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ حضرت مصنف مدظلہ کا ذکر نہ کرنا بھی زیادتی ہوگی۔ جنہوں نے آپ کی اس دیرینہ خواہش کو عملی جامہ پہنایا۔ ان کا انداز بیاں انتہائی پراثر ہے بلکہ اپنی مثال آپ ہے۔